

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مکمل صحیح اسلامی عقیدہ

قسط دوم



منیر احمد یوسفی (ایم۔ اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور
متردد قلم و نثری مآثرات پاکستان

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ 977-A بلاک بی III، گجر پورہ (چائے) سکیم لاہور

☎ 042-6823128, 6846677, 0300-4274936

Web: <http://www.seedharastah.com>

E-Mail: info@seedharastah.com

فہرست مضامین

| | | |
|----|---|----|
| ۱ | عرض حال۔ | ۳ |
| ۲ | کن کی تقلید اور پیروی کرنی چاہیے۔ | ۱۶ |
| ۳ | موصوف نے ایک اور عنوان نادر انگلی یہ باندھا ہے۔ | ۲۳ |
| ۴ | تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔ | ۲۴ |
| ۵ | احادیث مقدسہ میں بھی چیزوں پر غیر خدا کا نام مشہور ہے۔ | ۳۸ |
| ۶ | حوض کوثر نبی کریم ﷺ کا ہے۔ | ۴۳ |
| ۷ | حضور نبی کریم ﷺ کے نام کا جانور ذبح کرنا۔ | ۴۴ |
| ۸ | سرکار کائنات ﷺ کے لئے نامزد بکری۔ | ۴۵ |
| ۹ | حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیسے بکری ذبح کرنا۔ | ۴۵ |
| ۱۰ | حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے جانور ذبح کرنا۔ | ۴۶ |
| ۱۱ | امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مال اور نفع۔ | ۴۶ |
| ۱۲ | مال صدیقی رضی اللہ عنہ کا فائدہ۔ | ۴۷ |
| ۱۳ | آئیے ملاحظہ فرمائیں۔ | ۴۹ |
| ۱۴ | درویشوں کے لئے کھانا۔ | ۵۳ |
| ۱۵ | فاتحہ شریف کے لئے کھانے کا اہتمام۔ | ۵۳ |
| ۱۶ | حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا اپنا واقعہ۔ | ۵۴ |
| ۱۷ | گیارہویں شریف کیا ہے؟ | ۵۵ |
| ۱۸ | نذر، نیاز کی حقیقت۔ | ۵۸ |
| ۱۹ | فیروز اللغات۔ | ۵۸ |
| ۲۰ | واقعہ نمبر ۱۔ | ۵۹ |
| ۲۱ | واقعہ نمبر ۲۔ | ۶۰ |

عرض حال

انجمن اشاعت دین اسلام (رہنمائی) پنجاب "عقائد کی پختگی اعمال کی درستگی خوف خدا ﷻ اور محبت رسول کریم ﷺ کی تحریک اللہ تبارک و تعالیٰ کی توفیق سے بڑی کامیابی سے چلا رہی ہے۔ اس کے اثرات اندرون ملک اور بیرون ملک بھی نظر آرہے ہیں۔ وہ لوگ جو ہر وقت اعمال کی صحت کی گفتگو کرتے تھے۔ اب صحیح عقائد کی حقیقت و اہمیت ان کے ذہن و ضمیر کو دستک دے رہی ہے۔ مفتی عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نے اپنے لیکچر بعنوان "العقيدة الصحيحة وما يضادها" میں ان الفاظ میں اس حقیقت کا احساس کیا ہے۔ کہتے ہیں "صحیح عقیدہ دین اسلام کی بنیاد ہے اور ملت اسلامیہ کی اساس اسی پر قائم ہے۔ یہ بات کتاب و سنت کے دلائل شرعیہ سے واضح اور ثابت شدہ ہے کہ انسان کے تمام اقوال و افعال اسی وقت صحیح اور بارگاہ الہی میں مقبول ہوں گے جب کہ اس کا عقیدہ صحیح اور درست ہو اگر کسی شخص کا عقیدہ صحیح نہیں ہے تو اس کے سارے اقوال اور اعمال بیکار اور عند اللہ ان کا کوئی اعتبار نہیں۔" (ص: ۳)

"صحیح اسلامی عقیدہ" کے عنوان سے مدرسہ دارالسنہ اسلامک کالج تاجپورہ لاہور کے مدرس ابراہیم سلفی (ایم۔ اے) نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے۔ اس میں انہوں نے بھی لکھا ہے۔ "عقائد کی اصلاح اور ایمانیات کی درستگی ہی حقیقی فوز و فلاح کی گارنٹی ہے۔ اعمال کی قبولیت کا دار و مدار بھی انہی پر ہے۔ اسی لئے قرآن و حدیث کا بہت بڑا حصہ ان کی درستگی اور پختگی کی دعوت دیتا ہے۔" (ص: ۲)

عقائد اور نظریات ایمانیات اور اعتقادیات الفاظ اور تحریروں کا نام نہیں بلکہ اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کا نام ہے۔ عقائد و نظریات ایمانیات اور اعتقادیات صحیحی درست اور صحیح ہوں گے اگر پورے قرآن مجید پوری سورتوں اور ہر ہر آیت مقدسہ پر مکمل ایمان ہو۔ یہ عقیدہ اور ایمان کیا ہوا کہ جس آیت مبارکہ کو دل نے چاہا مان لیا اور جس آیت مبارکہ کو چاہا رد کر دیا یا لوگوں سے چھپا لیا۔ (نعوذ باللہ)

اعتقادات میں سب سے اوّل اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی وحدانیت اور وحدہ لا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ کو احد صمد لم یلد ولم یولد مجدد الکرم کی صفات کو اس کی ذاتی اور حقیقی صفات ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ جل

اللہ تبارک و تعالیٰ سورۃ بنی اسرائیل کی ہے: وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَهُ وَلِیٌّ مِّنَ الْعَالَمِیْنَ (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) فرمادیں تمام خصوصیات ہیں جس نے اپنے لئے بچہ اختیار نہیں کیا اور ہادشا اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے لئے کمزور نہیں کہ کوئی اس کا مددگار اور حمایتی ہو اور اس کی قرآن مجید اور احادیث مبارکہ ”توحید“

تعلیم و توفیر محبوب کبریٰ رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین کے ساتھ ساتھ عظمت اور اور معجزات اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے فضائل اور آپ کی ذات و صفات نیز صحابہ کرام اہل بیت عظام اور اہل بیت بھی بیان فرماتے ہیں۔ اور کرامتیں بیان کرتے ہیں۔ ان تمام باتوں کو ماننا اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی عظمتیں ضروری ہے۔ کیونکہ ان عظیم ہستیوں کی عظمتیں عقیدہ توحید رکھنے کے لئے قرآن مجید میں بیان ہیں۔

”توحید“ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام انکار کا نام نہیں بلکہ تقاضے عقیدہ توحید ہے کہ ان کا ارجمہم اللہ تعالیٰ کی عظمت کے بھی صحیح عقیدہ اور ایمان کے درست ہونے کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ یہ بات قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

اِنَّا رَسَلْنَاکَ شَٰہِدًا وَّ مُّبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَتَعَزَّوْا وَتُقَرَّوْا ۝ وَتَسَبَّحُوْا بِحَمْدِیْ ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ (یشک ہم نے آپ (ﷺ) کو بھیجا ہے گواہ بنانا اور خوش خبری دینے

والے اور ڈر سنانے والے تاکہ اے لوگو! تم اللہ (ﷻ) اور اس کے (پیارے) رسول (کریم ﷺ) پر ایمان لاؤ اور (رسول کریم ﷺ) کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی پاکی بیان کرو۔

صحیح عقیدہ بھی ہوگا جب اللہ تبارک و تعالیٰ کو ایک اور انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان اور معجزات و کرامات کو تسلیم کیا جائے۔ اور ان کے ادب و احترام اور تعظیم و توقیر کو جزو ایمان بنایا جائے۔

انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب کی عقائد کی پختگی اعمال کی درستی خوف خدا اور محبت رسول کریم ﷺ کی تحریک بفضلہ تعالیٰ دن بدن مقبول عام ہو رہی ہے۔ اسی ضمن یہ پمفلٹ قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔ جس کا عنوان ہے ”مکمل صحیح اسلامی عقیدہ“ یہ پہلی قسط ہے جو مدرس محمد ابراہیم سلفی (ایم۔ اے) کے پمفلٹ ”صحیح اسلامی عقیدہ“ کو پڑھ کر پیش کی جا رہی ہے۔ موصوف کے پمفلٹ سے اس پمفلٹ میں زیر بحث موضوع کا فوٹو بھی پیش خدمت ہے۔

قارئین کرام مدرس موصوف سے پمفلٹ منگوا سکتے ہیں۔ پھر ”صحیح اسلامی عقیدہ“ اور ”مکمل صحیح اسلامی عقیدہ“ کا موازنہ کر کے اندازہ فرما سکتے ہیں کہ کس پمفلٹ کو پڑھ کر صحیح عقیدہ کا پتا چلتا ہے۔

خیر اندیش

میر احمد یوسفی علی مد

محمد ابراہیم سلفی (۱۴۱۷ھ) کا شائع شدہ پہلی جلد جس کا نام ”صحیح اسلامی عقیدہ“ ہے۔ اس کی پیشانی پر لکھا ہے۔ اِنَّهُ لَقَوْلٌ فَضْلٌ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ”بے شک یہ (قرآن) دو ٹوک فیصلہ کرنے والا کلام ہے اور یہ کوئی ہنسی مذاق کی بات نہیں۔“

اس فرمان مقدس کی سچائی میں شک کی جگہ نہیں۔ مگر مولف نے خود اپنے پہلی جلد میں آیات مقدسہ لکھ کر لوگوں سے سنجیدہ انداز میں گفتگو نہیں کی اور نہ ہی اچھے مدرس ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے۔ مدرس و معلم کی شان اصلاح اور تربیت ہوتی ہے کفر و شرک کے فتوے لگانے نہیں ہوتی۔

بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی نے ”مکمل صحیح اسلامی عقیدہ“ (حصہ اول) کے عنوان سے ایک سنجیدہ مدلل اور نافع رسالہ شائع کیا ہے جس میں ”صحیح اسلامی عقیدہ“ کے مولف کے غیر سنجیدہ اور غیر نافع انداز کی اصلاح کی ہے۔ زیر نظر کتاب ”مکمل صحیح اسلامی عقیدہ“ کی دوسری قسط ہے جس میں ”صحیح اسلامی عقیدہ“ کے مولف کی کچھ اور باتوں کی اصلاح اور حقائق بیان کئے ہیں۔

مولف نے لکھا ہے:-

”ہر دور کے مشرک کا یہی جواب رہا ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے دین کی پیروی کریں گے۔“

مولف کے پہلی جلد سے فوٹو ملاحظہ فرمائیں

18۔ ہر دور کے مشرک کا یہی جواب رہا کہ

ہم اپنے باپ دادا کے دین کی پیروی کریں گے
﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَىٰ الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا نَافِلُونَ كَذِبًا أُولَٰئِكَ كَانُوا لَئِيمًا فُجَرَاءَ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَتَذَكَّرُونَ﴾ (المائدہ: ۱۰۴)

”اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس بات کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور آؤ رسول کی طرف تو کہتے ہیں ہمیں تو وہی کچھ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے آباء اجداد کو پایا ہے۔ خواہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ جانتے ہوں اور نہ ہی ہدایت پر ہوں۔“

﴿قَالُوا يٰشُعَيْبُ أَصْلُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ تَتْرَكَ مَا يَعْْبُدُ آبَاؤُنَا﴾ (ہود: ۸۷)
”اے شعیب کیا تیری تلاوت تجھے یہی حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے معبودوں کو چھوڑ دیں؟“

﴿قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِى اللَّهِ شَكٌّ فَأَطِيعِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَذَّبُوكُم لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُؤْتِيَكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى قَالُوا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا لَنَنْبُذَكُمْ أَنْ تَصَدُّقُنَا عَمَّا كَانُ يَعْْبُدُ آبَاؤُنَا قَالُوا نَسْطَلِّي مُبِينِينَ﴾ (ابراہیم: ۱۰)

”ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ کے بارے میں کوئی شک ہے، جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے؟ تمہیں اس لیے بلاتا ہے کہ تمہارے لیے تمہارے کچھ گناہ بخش دے اور تمہیں ایک مقررہ مدت تک مہلت دے۔ انہوں نے کہا تم

نہیں ہو مگر ہمارے جیسے بشر، تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے روک دو جس کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے، تو ہمارے پاس کوئی واضح دلیل لاؤ۔“
﴿قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَانًا فَنَنْظِلُ لَهَا عَافِيِينَ ۝ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ۝ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يُضَرُّونَ ۝ قَالُوا بَلَىٰ وَجَدْنَا آتَاءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُونَ ۝﴾ (الشعراء: ۷۱-۷۴)

”انہوں نے کہا کہ ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان کے لیے بیٹھے رہتے ہیں۔ کہا (ابراہیم علیہ السلام نے) کیا جب تم انہیں پکارتے ہو تو یہ تمہیں سنتے ہیں؟ یا تمہیں نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ وہ کہنے لگے نہیں بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا کرتے پایا۔“

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلَىٰ تَتَّبِعْ مَا الْفَرِيقَانِ عَلَيْهِ ۝ آتَاءَنَا مَا كَانُوا آبَاءًا وَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَسْمَعُونَ ۝﴾ (البقرہ: ۱۷۰)

”اور جب ان (کفار و مشرکین) سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کی ہے، تو کہتے ہیں کہ ہم تو اسی طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباء و اجداد کو پایا ہے، اگرچہ ان کے آباء و اجداد کچھ بھی عقل نہ رکھتے ہوں۔ اور نہ وہ راہ ہدایت پر ہوں (تو کیا پھر بھی یہ لوگ انہی کی پیروی کریں گے۔)“

محولہ بالا عنوان دے کر ۵ آیات مبارکہ لکھی گئی ہیں جن میں بت پرستوں اور منکرین قرآن مجید اور منکرین رسول کریم ﷺ کا ذکر ہے۔ ان آیات مقدسہ کو لکھنے کے بعد یہ تحریر کرنا چاہئے کہ کسی شخص کو زیب نہیں دیتا کہ وہ بے علم، گمراہ، بھٹکے ہوئے اور قرآن مجید اور رسول کریم ﷺ کے منکرین، آباء و اجداد کی پیروی اور تقلید کریں بلکہ ہدایت یافتہ، علم والے اور قرآن مجید اور رسول کریم ﷺ کے ماننے والے صدیقین، شہداء اور صالحین کی پیروی اور تقلید کریں۔

صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کے آباء و اجداد اولیاء کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین جبکہ اکابرین صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار ﷺ ہیں اور رسول کریم ﷺ اور قرآن مجید کو دل و جان سے مانتے ہیں اور ان سے ناقابل شکست اور نہ ختم ہونے والی محبت رکھتے ہیں۔

یہ صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کے اکابرین اور آباء و اجداد ہی ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی وراثت (یعنی علم) اور خلافت و نیابت کا حق ادا کیا اور پوری دنیا کو اسلام کی شمع سے روشن کرنے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیں ہیں۔

اگرچہ ہر نماز پڑھنے والا ہر نماز میں پڑھتا سنتا اور جانتا ہے کہ سورۃ الفاتحہ شریف نمازوں میں پڑھنی واجب ہے اور باجماعت نماز کی صورت میں امام کے پیچھے منہ اور خاموش رہنا ہے۔ سورۃ الفاتحہ میں رَبِّ ذُو الْجَلَالِ نے ”سیدھے راستے“ کی ہدایت چاہنے اور سیدھے راستے پر چلنے کی تعلیم فرمائی ہے اور ”سیدھے راستے“ پر چلنے والوں کی پیروی اور تقلید کا حکم فرمایا: ملاحظہ ہو:-

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝
”(اے ہمارے رب) ہمیں سیدھی راہ چلا۔ اُن کی راہ جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔“

اللہ ﷻ نے جن پر انعام فرمایا ہے۔ ان میں سب سے پہلے اللہ ﷻ کے

برگزیدہ پسندیدہ اور چنے ہوئے وہ انسان ہیں جن کو انبیاء کرام علیہم السلام کہتے ہیں جن کے امام اور قائد عظیم ہمارے پیارے نبی کریمؐ نور مجسم شفیق معظم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کے تتبع اور پیروی کا صدیقین شہداء صالحین اور اولیاء کرام رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ یہی ہمارے آباء واجداد ہیں اور ہم انہی کے پیچھے چلتے ہیں انہی کی پیروی اور تقلید کرتے ہیں۔ ان کی پیروی اور تقلید کا حکم تو خود رب ذوالجلال نے فرمایا ہے۔

اب ان آیات مقدسہ کو ملاحظہ فرمائیں جو ”صحیح اسلامی عقیدہ“ کے مؤلف نے لکھی ہیں۔ یہ آیات مبارکہ بھی پیش کی جاتی ہیں اور ان کا شان نزول اور اصل مقصد و منشاء بھی وضاحت کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۖ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝ (البقرہ: ۱۷۰) ”اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ (ﷻ) کے آتارے پر چلو تو کہیں بلکہ ہم تو اُس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں نہ ہدایت۔“

ابن ابی حاتم علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں، دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْيَهُودَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَرَغِبَهُمْ فِيهِ وَخَذَرَهُمْ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ وَنَقَمْتَهُ فَقَالَ رَافِعُ بْنُ خَرِيمَةَ وَمَالِكُ بْنُ عَوْفٍ بَلْ نَتَّبِعُ يَا مُحَمَّدُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا فَهُمْ كَانُوا أَغْلَمَ وَخَيْرًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ۱

”رسول کریم ﷺ نے یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی اور جنت کی رغبت دلائی اور عذاب سے ڈرایا تو رافع بن خریملہ اور مالک بن عوف یہودی نے کہا کہ اے

۱۔ مظہری جلد ۱ ص ۱۶۵ تفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص ۷۹ مختصر قرطبی جلد ۲ ص ۱۴۱ مختصر درمنثور جلد ۱ ص ۳۰۵ (طبع جدید) فتح القدیر جلد ۱ ص ۲۱۴ طبری جلد ۱ ص ۶۳ تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۷۵ ص ۷۶ (طبع جدید) تفسیر ابی نعیم جلد ۱ ص ۳۰ روح المعانی جلد ۱ ص ۲۳۸ بحر الحیۃ جلد ۱ ص ۶۵۵۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ (ﷺ) کا اتباع نہ کریں گے بلکہ جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اُسی پر چلیں گے کیونکہ وہ ہم سے زیادہ عالم اور ہم سے اچھے تھے۔ اس پر اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے محولہ بالا آیت مقدسہ نازل فرمائی۔ ”وَقِيلَ هِيَ نَارُ لَه فِي مُشْرِ كَيْنِ الْعَرَبِ وَكُفَّارِ الْقُرَيْشِ وَالضَّمِيرُ رَاجِعٌ إِلَى قَوْلِهِ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا ۚ (أَصْنَامًا أَوْ رُؤْسَاءَ هُمُ الَّذِينَ كَانُوا يُطِيعُونَهُمْ أَوْ مَا هُوَ أَعَمُّ مِنْهُمَا يَعْنِي كُلَّ مَا كَانَ مُشْغَلًا مِنَ اللَّهِ تَعَالَى مَا بَعْدَ عَنْ امْتِثَالٍ أَوْ أَهْرَهُ ۚ) بعض کہتے ہیں یہ آیت (مبارکہ) مشرکین اور کفار قریش کے بارے میں نازل ہوئی۔ ”وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ كُنْزُكُمْ فِي زُرُوعِهِمْ وَمِنْ أَنْدَادِ“ اور لوگوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ (ﷻ) کے شریک بناتے ہیں“ کی طرف راجع ہے۔ (یعنی بت یا وہ رؤسا ہیں جن کی اطاعت میں کفار کو دین کی بالکل پرواہ نہ تھی اور یہاں ہر وہ چیز مراد ہے جو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی راہ سے روک دے خواہ وہ کچھ بھی ہو)۔ ”یعنی کفار العرب ۲“ یہ عرب کے کفار سے کہا گیا ہے۔

وَقِيلَ الضَّمِيرُ رَاجِعٌ إِلَى النَّاسِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا لَطَيًّا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ ”يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ“ اس کی طرف راجع ہے۔ ”اے لوگو! کھاؤ اُن چیزوں میں سے جو زمین میں حلال اور ستھری ہیں اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔“ ”قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا“.... ”تو کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم اُس پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔“ ”أَوَلَوْ كَانَ آبَاءُهُمْ

۲۔ مظہری جلد ۱ ص ۱۶۶۔ ۳۔ مظہری جلد ۱ ص ۱۶۱ طبری جلد ۱ ص ۸۳ (طبع جدید) تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۷۵ ص ۷۶ بحر الحیۃ جلد ۱ ص ۶۵۵ روح البیان جلد ۱ ص ۲۷۴ قرطبی جلد ۲ ص ۱۴۱ (طبع جدید) مظہری جلد ۱ ص ۱۶۶ قرطبی جلد ۲ ص ۱۴۱ تفسیر طبری جلد ۱ ص ۸۳ تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۷۵ ص ۷۶ تفسیر بحر الحیۃ جلد ۱ ص ۶۵۵۔

لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝ اور کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں اور نہ ہدایت۔ یعنی اگر باپ دادا دین کے امور کو نہ سمجھتے ہوں اور راہ راست پر نہ ہوں تو ان کی پیروی کرنا حماقت و گمراہی ہے۔ اور اگر وہ دیندار ہوں اور تو حید و رسالت کے بارے میں ان کا عقیدہ صحیح ہو تو ان کی پیروی صحیح ہے۔ صراطِ الدِّینِ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔

تفسیر قرطبی میں ہے: یہ آیت مبارکہ یہودیوں، مشرکین اور کفار عرب و قریش کے بارے میں نازل ہوئی جب انہیں قرآن مجید اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کا حکم دیا گیا تو یہ بات کہہ کر انکار کیا کہ ہمیں اپنے آباء و اجداد کی تقلید کافی ہے۔ امام قرطبی علیہ الرحمہ اس آیت مبارکہ میں لکھتے ہیں ذمَّ التَّقْلِيدِ لِلَّهِ اللّٰهُ تَعَالٰی الْكَفَّارُ بِاتِّبَاعِهِمْ لَا بَاءَ لَهُمْ فِي الْبَاطِلِ وَافْتِدَاءَ هُمْ بِهِمْ فِي الْكُفْرِ وَالْمَعْصِيَةِ وَهَذَا فِي الْبَاطِلِ صَحِيحٌ اَمَّا التَّقْلِيدُ فِي الْحَقِّ فَافْضَلُ مِنْ اُصُولِ الدِّينِ ۝ ”یہاں اُس تقلید کی مذمت کرتے ہیں جو کفار باطل میں اپنے آباء و اجداد کی کرتے تھے اور کفر و معصیت میں ان کی پیروی کرتے تھے اور یہ مکمل طور پر باطل ہے۔ مگر وہ تقلید جو حق میں کی جائے وہ اصل میں اصول دین سے ہے۔“

آیت مبارکہ کا معنی یہ ہوا کہ جب مشرکین اور کفار کو نصیحت و ارشاد کے طور پر کہا جاتا ہے کہ اَتَّبِعُوا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ ”اُس پر عمل کرو یا اُس کی پیروی کرو جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے“ یعنی کتاب اللہ پر عمل کرو۔ جو چیزیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں حلال قرار دی ہیں انہیں حلال اور جو حرام قرار دی ہیں انہیں حرام جانو تو کہتے ہم تو اُس کی تابعداری کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباء و اجداد کو پایا وہ بتوں کو معبود بناتے اور طہیات کو حرام قرار دیتے رہے اور یہ کہ وہ ہم سے کہہ جاتے تھے۔ لہذا ہم اپنے آباء و اجداد کی پیروی نہیں چھوڑیں گے۔ ارشاد

ہوتا ہے کیا اس حال میں بھی کہ ان کے آباء و اجداد لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا دین کی کوئی بات بھی نہ جانتے ہوں وَلَا يَهْتَدُونَ ۝ اور نہ ہی وہ حق اور صواب کی طرف راہ پاسکتے ہوں یعنی یہ تو نہایت قبیح اور سخت غلط معاملہ ہے کہ جسے نہ کوئی عقل ہو اور نہ ہی راہ حق کی طرف راہ پاسکتا ہو اور نہ ہی اُسے کوئی صحیح بات نصیب ہو تو اُس کی تابعداری کی جائے۔

بعض لوگ ناواقفیت سے آیت وَ اِذَا قِيلَ لَهُمْ... کو تقلید کی مذمت اور عدم تقلید کی تائید میں پیش کرتے ہیں حالانکہ اگر غور کیا جائے تو اس سے تو تقلید مجتہدین کی تائید اور تقویت نکل رہی ہے کیونکہ تقلید دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تقلید صحیح کہ جس شخص کی تقلید کی جائے اُس کا قول مستند ہو، دلیل شرعی کی طرف و دلیل شرعی نص یعنی کتاب اللہ اور حدیث مبارکہ ہو جس کو یہاں لفظ ہدایت سے تعبیر کیا گیا ہے اور یا قیاس شرعی ہو جس میں علت حکم قرآن مجید اور حدیث مبارکہ سے مستنبط ہوتی ہے جس کو یہاں عقل سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پس ایسا شخص شرعاً قابل اتباع اور لائق تقلید ہوتا ہے۔ آیت مبارکہ میں اس کی نفی نہیں۔ دوسری صورت تقلید غیر صحیح کی ہوتی ہے جو اس کے برخلاف ہو۔ یعنی جو شخص یا طریقہ ان دونوں باتوں سے عاری ہو کہ اُس کی بات کی سند نہ تو قرآن مجید اور حدیث مبارکہ سے ہو اور نہ ہی قیاس کی تائید اُس کو حاصل ہو پھر تقلید بھی ایسی بات میں ہو کہ جس کے متعلق شرع شریف خاموش ہو بلکہ شریعت مطہرہ میں اُس کے برخلاف دلیل موجود ہو تو ایسی صورت میں بھی اُس کی تقلید کی جائے تو یہ تقلید حرام جامد اور کورانہ تقلید کہلائے گی جو شیوائے کفار تھی جس کی نفی اس آیت مبارکہ میں کی گئی ہے۔

آیت مبارکہ کا مطلب واضح ہے کہ جب انہیں کہا جائے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اتارے پر چلو تو کہتے ہیں ہم تو اُس پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا تو کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل نہ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت یعنی

گمراہ ہوں اور ہدایت سے عاری ہوں۔ لہذا قرآن مجید کے مخالف آباء و اجداد کی تقلید و پیروی نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ ہدایت یافتہ، عقلمند اور قرآن مجید پر ایمان و یقین رکھنے والے اور احکام قرآنیہ پر یقین رکھنے والے اور عمل کرنے والے آباء و اجداد کے نقش پر چلنا ہے اور ان کی تقلید کرنی ہے۔ ایک اور مقام پر ہے:-

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا نَاطُوا أَوْلُو كَانُوا عَلَيْهِمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ (المائدة: ۱۰۴) ”اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ اس طرف جو اللہ (عزوجل) نے اتارا اور رسول (اللہ ﷺ) کی طرف تو کہیں ہمیں وہ بہت ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ (فرمایا) کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ جانیں اور نہ راہ پر ہوں۔ (یعنی باپ دادا کا اتباع) پیروی اور تقلید تب درست ہوتی جب وہ علم رکھتے اور سیدھی راہ پر ہوتے۔“

اس جواب میں کہ ہم کو تو وہی طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو دیکھا ہے۔ قرآن مجید نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: اُولُو كَانُوا عَلَيْهِمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ”اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ جانیں اور نہ راہ پر ہوں۔“ غور کرنے والوں کے لیے قرآن مجید کے اس ایک عظیم جملہ مبارکہ نے کسی شخص یا جماعت کی اقتداء کرنے کا ایک صحیح اصول بیان کر کے نابینا لوگوں کے لیے بینائی کا اور جاہل و غافل اور بے علم لوگوں کے لیے انکشاف حقیقت کا مکمل سامان فراہم فرمادیا ہے وہ یہ کہ یہ بات تو معقول ہے کہ نہ جاننے والے جاننے والوں کی ناواقف لوگ واقف لوگوں کی پیروی کریں اور جاہل آدمی عالم کی اقتداء کرے۔ لیکن یہ کوئی معقول بات نہیں کہ علم و عقل اور ہدایت کے معیار سے ہٹ کر اپنے باپ دادا کی ہمتی بند کی اقتداء کو اپنا طریقہ کار بنالیا جائے اور بغیر یہ جانے کہ یہ مقتدا کون ہے خود کہاں جا رہا ہے اور ہمیں کہاں پہنچائے گا خواہ وہ اس کے پیچھے لگا جائے۔

ایک اور مقام پر ہے: وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا نَاطُوا أَوْلُو كَانُوا الشَّيْطَانُ يَذْعُوبُهُمْ إِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ (لقمان: ۲۱) ”اور جب ان سے کہا جائے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اتارا ہے تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا“ کیا اگرچہ شیطان ان کو عذاب دوزخ کی طرف بلاتا ہو۔ پھر ارشاد ہوتا ہے: وَإِذَا قِيلُوا فَاحْشَہُ قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا وَاللَّہُ أَمَرَنَا بِهَا قُلْ إِنْ اللّٰہُ لَا یَأْمُرُ بِالْفَحْشَہِ اتَّقُوا لَوْنِ عَلٰی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (الاعراف: ۲۸) ”اور جب کوئی بے حیائی کریں تو کہتے ہیں ہم نے اس پر اپنے باپ دادا کو پایا اور اللہ (ﷻ) نے ہمیں اس کا حکم فرمایا“ (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ﷺ) فرمادیں: بے شک اللہ (ﷻ) بڑائی کا حکم نہیں دیتا“ کیا اللہ (ﷻ) پر وہ بات لگاتے ہو جس کی تمہیں خبر نہیں۔“

اور جب کوئی فتیج فعل یا گناہ ان سے صادر ہو جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ مرد و عورت ننگے ہو کر خانہ کعبہ معظمہ کا طواف کرتے تھے۔ حضرت عطا علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ بے حیائی شرک ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہر فتیج فعل اور تمام معاصی اور کبائر اس میں داخل ہیں۔ اگرچہ یہ آیت مبارکہ خاص ننگے ہو کر طواف خانہ کعبہ کرنے کے بارے میں آئی ہے جب کفار کی ایسی بے حیائی کی باتوں میں ان کی مذمت کی گئی تو اس پر انہوں نے جو کہا وہ آگے آتا ہے۔ کفار نے اپنے افعال قبیحہ کے دو عذر بیان کئے: ایک یہ کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کو یہی فعل کرتے پایا لہذا ان کے اتباع میں یہ کرتے ہیں تو جاہل بدکار کی تقلید ہوئی اور یہ کسی صاحب عقل کے نزدیک جائز نہیں۔ تقلید کی جاتی ہے اہل علم و تقویٰ کی نہ کہ جاہل گمراہ کی دوسرا عذر ان کا یہ تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں ان افعال کا حکم دیا ہے یہ محض افتراء و بہتان ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے: بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلٰی أُمَّةٍ وَإِنَّا

عَلَىٰ الْبَرِّ هُمْ مُقْتَدُونَ ۝ (الزخرف: ۲۳) ”بلکہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کی لکیر پر چل رہے ہیں۔“ ایک اور مقام پر اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَكَذَٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتَرَفُّوهَا ۖ إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُّقْتَدُونَ ۝ (الزخرف: ۲۳) ”اور ایسے ہی ہم نے تم سے پہلے جب کسی شہر میں ڈر سنانے والے بھیجے وہاں کے آسودہ (حال امیروں) نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کی لکیر کے پیچھے ہیں۔“ (اس سے معلوم ہوا کہ باپ دادا کے اندھے پن کی پیروی کرنا کفار کا مرض ہے اور انہیں اتنی تمیز نہیں کہ کسی کی پیروی کرنے کے لئے یہ دیکھ لینا ضروری ہوتا ہے کہ وہ سیدھی راہ پر بھی ہے کہ نہیں۔)

کن کی تقلید اور پیروی کرنی چاہیے:

اللہ رب العزت کا فرمان عالی شان ہے: وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۖ أُولَٰئِكَ مِنْ الْمُهَاجِرِينَ ۖ وَالْأَنْصَارُ ۖ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ ۖ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۖ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ (التوبہ: ۱۰۰) ”اور سب سے اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے، اللہ (تبارک و تعالیٰ) ان سے راضی اور وہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغات جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے۔“

قیامت تک کے تمام وہ مسلمان جو مہاجرین اور انصار کی تقلید و اطاعت کریں گے یا باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کریں گے اللہ تبارک و تعالیٰ ان سب سے راضی ہے۔ قیامت تک وہی مسلمان حق پر ہیں جو تمام مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پیرو کار ہیں۔ لہذا روافض و خوارج اور ان کی تمام اقسام باطل ہیں۔ اَخْرَجَ عَنْ ابْنِ زَيْدٍ قَوْلُهُ (وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ) قَالَ: مَنْ

بَقِيَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ إِلَىٰ أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ ۖ”حضرت ابن زید رحمہ اللہ تعالیٰ سے وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے مراد قیامت قائم ہونے تک اہل اسلام میں سے باقی رہنے والے لوگ ہیں۔“

حضرت امام ابو شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عصبہ علیہ الرحمہ سے یہ قول بیان کیا کہ میں نے تابعین کے بارے میں حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا: تو انہوں نے فرمایا: هُمُ الَّذِينَ أَذْرَكُوا أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يُذَرَكُوا النَّبِيُّ ﷺ وَسَأَلَتْهُ عَنِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ قَالَ: مَنْ يَجِيءُ بَعْدَهُمْ: قُلْتُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: أَرْجُو ۖ ”یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا مگر حضور نبی کریم ﷺ کو نہ پایا۔ میں نے وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو ان کے بعد آئیں گے، میں نے کہا یوم قیامت تک؟ انہوں نے فرمایا: (ہاں) میں (ایسے ہی) امید رکھتا ہوں۔“

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ ۝ (الطور: ۲۱) ”اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ کی۔ سب آدمی اپنے کئے میں گرفتار ہیں۔“ یہاں نیک والدین کی پیروی کا ذکر ہے یہ جنت میں جانے کا وسیلہ ہے شرک کی قبیل میں نہیں ہے۔

بلکہ نیک ماں باپ آباء و اجداد جن کی پیروی کی جائے ان کے وسیلے سے اولاد کے درجے بلند ہوتے ہیں اگر اولاد کا درجہ ادنیٰ ہوگا تو اس کا درجہ بلند کر کے والدین سے ملا دیا جائے گا اور اگر والدین کا درجہ کم ہوگا اسے بلند کر کے اولاد کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں ذُرِّيَّتُهُمْ سے مراد ہُمْ ذُرِّيَّةُ الْمُؤْمِنِ يَمْوُتُونَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَإِنْ كَانَتْ مَنَازِلُ آبَائِهِمْ أَرْفَعُ مِنْ مَنَازِلِهِمْ لِحَقْوِ آبَائِهِمْ وَلَمْ يَنْقُصُوا مِنْ أَعْمَالِهِمُ النَّبِيُّ عَمِلُوا شَيْئًا ۝ ”بندہ مومن کی وہ اولاد جو دین اسلام پر رہتے ہوئے موت کی آغوش میں چلی جاتی ہے اگرچہ ان کے آباء و اجداد کے درجات ان کے درجات سے بلند ہوں گے لیکن وہ اپنے آباء سے جا ملیں گے اور ان کے عوض جو اعمال ان کے آباء نے کئے ان میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَيَرْفَعُ ذُرِّيَّةَ الْمُؤْمِنِ فِي دَرَجَةٍ وَإِنْ كَانَ دُونَ الْعَمَلِ لِيُقَرَّبَهُمْ عَيْنُهُ ۝ ”اللہ (تبارک و تعالیٰ) مومنین صالحین کی ذریت اور اولاد کو بھی ان کے بزرگ آباء کے درجہ میں پہنچا دے گا اگرچہ وہ عمل کے اعتبار سے اس درجہ کے مستحق نہ ہوں (ایسا اس لئے کیا جائے گا) تاکہ ان کو (دیکھ کر ان کی) آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔“

إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ الْجَنَّةَ سَأَلَ عَنْ أَبِيهِ وَزَوْجَتِهِ وَوَلَدِهِ فَقَالَ إِنَّهُمْ لَمْ يَبْلُغُوا دَرَجَتَكَ فَيَقُولُ يَارَبِّ قَدْ عَمِلْتُ لِي وَلَهُمْ فَيَوْمَرُ بِالْحَاقِقِ بِهِ وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا (وَالَّذِينَ... الْحَقَّقَاهُمْ...) ۝

۱۔ درمنثور جلد ۷ ص ۶۳۲۔ ۲۔ مظہری جلد ۹ ص ۹۶ ابن کثیر جلد ۳ ص ۲۱۳ مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۱۱۳ کنز العمال حدیث نمبر ۳۰۳۵ قرطبی جلد ۹ جز ۷ حدیث نمبر ۶۶ ص ۳۵ درمنثور جلد ۷ ص ۶۳۲۔ ۳۔ ابن کثیر جلد ۳ ص ۲۱۳ درمنثور جلد ۷ ص ۶۳۲ (طبع جدید) مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۱۱۳ کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۳۳۔

”جب جنتی جنت میں جائے گا (اور اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کو وہاں نہ پائے گا) تو اپنے والدین اور بیوی بچوں سے متعلق پوچھے گا کہ وہ کہاں ہیں؟ تو جواب ملے گا وہ تمہارے درجہ کو نہیں پہنچے (اس لئے ان کا جنت میں الگ مقام ہے) وہ شخص عرض کرے گا اے میرے پروردگار میں نے جو اعمال کئے تھے اپنے اور ان سب کے لئے بھی کئے تھے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی طرف سے حکم ہوگا کہ ان کو بھی اسی درجہ جنت میں اس کے ساتھ رکھا جائے۔“

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدْوَةِ وَالْعِيشِي يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الدُّنْيَا وَلَا تُطِيعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۝ (الکہف: ۲۸)

”اور اپنی جان ان سے مانوس رکھ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اس کی رضا چاہتے اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں۔ کیا تم دنیا کی زندگانی کا سنگ رچا ہو گے اور اس کا کہنا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گذر گیا۔“ بڑوں کا ساتھ بڑا ہے چاہے وہ امیر ہی ہوں اور چاہے باپ دادا یا اپنے یا غیر ہوں۔ اچھوں کا ساتھ اچھا ہے چاہے غرباء و فقراء ہی ہوں۔ غافلوں، متکبروں اور ریاکاروں کی اطاعت و پیروی اور تقلید نہ کریں اگرچہ امیر ہی ہوں۔

وَإِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ السَّمَائِلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ۝ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاءُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ (الانبیاء: ۵۳-۵۲)

”اور جب اس (یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنے آبا (یعنی چچا) اور اس کی قوم سے فرمایا یہ مورتیں کیا ہیں جن کے سامنے آسن مارے

عِكْفُون ۝ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عِبْدِينَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ
وَآبَاءُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ (الانبياء: ۵۲-۵۳)

”اور جب اُس (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام) نے اپنے ابا (یعنی چچا) اور
اُس کی قوم سے فرمایا یہ مورثیں کیا ہیں جن کے سامنے آسن مارے ہو؟ بولے ہم نے
اپنے باپ دادا کو ان کی پوجا کرتے پایا۔ فرمایا: بے شک تم اور تمہارے باپ دادا کھلم
کھلی گمراہی میں ہو۔“

مؤلف کو محمولہ بالا آیات مقدسہ لکھ کر یہ وضاحت کرنی چاہئے تھی کہ میں مسیحی
محمد ابراہیم سلفی (یم) نے جو چار پانچ آیات مقدسہ لکھی ہیں ان میں مشرکین اور کفار
اور بت پرستوں کا ذکر ہے جو اپنے بت پرست گمراہ بے دین اور کافر آباء واجداد کی
بیروی کرتے تھے اور کرتے ہیں۔

جبکہ کوئی مسلمان کسی بت پرست کی بت پرستی میں اور کافر کے کفر میں اور
مشرک کے شرک میں کسی بت پرست کافر اور مشرک کا بیرو کا نہیں ہے۔ مسلمان تو
انبیاء کرام علیہم السلام صدیقین، شہداء، صالحین اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے
بیرو کار ہیں کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا اپنا ارشاد مبارک ہے کہ انعام یافتہ لوگوں کی
راہ کے طالب بنو، نیکوں کے نقش قدم پر چلو اچھے لوگوں کی بیروی کرو اور ارشاد باری
تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۝ (التوبة: ۱۱۹)

”اے ایمان والو! اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے ڈرو اور صادقین (بچوں) کے
ہمراہ ہو جاؤ۔ یعنی بچوں کا ساتھ اختیار کرو بچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔“

موصوف نے ایک اور عنوان ناراضگی یہ باندھا ہے

کہ ”غیر اللہ (گیارہویں شریف، قبر والوں) کی نذر و نیاز حرام ہے۔
اور دلیل کے طور پر تین آیات مقدسہ نقل کی ہیں: (۱) البقرة: ۱۷۳
(۲) النساء: ۱۱۸ (۳) المائدة: ۳۔“

جیسا کہ موصوف کے پمفلٹ کی فوٹو سے ظاہر ہو رہا ہے

13- غیر اللہ (گیارہویں شریف، قبر والوں) کی نذر و نیاز حرام ہے

﴿وَأَنشَأُوا خُزُمًا عَلَيْكُمْ الْمَيْمَنَةُ وَالْيَمَنُ وَالْعَنْزِيرُ وَمَا أَهْلُ بَيْتِ يَغْيَرِ
اللَّهِ﴾ (البقرة: ۱۷۳)

”اللہ نے تم پر مردار، خون، سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جو اللہ کے سوا دوسروں
کے نام پر مشہور کی جائے حرام کی ہے۔“

﴿لَعَنَهُ اللَّهُ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا﴾

(النساء: ۱۱۸)

”(شیطان) جس پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس نے اللہ سے کہا تھا میں

تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ حصہ (غیر اللہ کے نام کا) لے کر رہوں گا۔“

﴿وَحِزْمًا مِّنْ عَنَابِكُمُ الْمَيْمَنَةُ وَالْيَمَنُ وَالْعَنْزِيرُ وَمَا أَهْلُ بَيْتِ يَغْيَرِ اللَّهِ

بِهِ وَالْمُنْغِيضَةُ وَالسُّودُودَةُ وَالْمَنْزُوتَةُ وَالنَّطِيطَةُ وَمَا أَكَلَ الشَّيْءُ إِلَّا

مِمَّا ذَكَّيْتُمْ وَمِمَّا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَلِكُمْ

فِسْقٌ﴾ (المائدة: ۳)

”تم پر (یہ چیزیں) حرام کی گئی ہیں۔ مردار، خون، سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جو

اللہ کے نام کے علاوہ کسی اور کے نام سے مشہور کر دی جائے اور گناہ گنہ سے

مرنے والا اور پھوٹ کھا کر اور بلدی سے گر کر اور سیتک سے مرنے والا جانور

اور وہ جانور جسے کسی درندہ نے کھا یا ہو مگر جو تم ذبح کرو اور وہ جانور بھی جو کسی

آستانے (قبروں، مزاروں) پر ذبح کیا گیا ہو۔ یہ کہ تم تیروں کے ذریعہ قسمت

معلوم کرو۔ یہ سب گناہ کے کام ہیں۔“

گیارہویں شریف اور نذر و نیاز کو حرام قرار دینے کے لئے قرآن مجید کی جس آیت مبارکہ کا سہارا لیا گیا اس کا ترجمہ یہ کیا گیا ہے:

”اور ہر وہ چیز جو اللہ کے سوا دوسروں کے نام پر مشہور کی جائے حرام ہے۔“

مؤلف نے بغیر سوچے سمجھے یہ ترجمہ کیا ہے۔

اس ترجمہ کی رو سے ہر چیز حرام ہو جاتی ہے۔ نیز اس ترجمہ سے نہ صرف یہ کہ نظام اسلام میں خلل پڑتا ہے بلکہ قرآن مجید کا بھی انکار ہو جاتا ہے۔

تفصیل ملاحظہ فرمائیں

سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۷۳ اور صحیح ترجمہ اس طرح ہے:

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (البقرہ: ۱۷۳)

(صحیح ترجمہ): ”اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں: مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو تو جو ناچار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یہ کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں۔ بے شک اللہ (ﷻ) بخشنے والا مہربان ہے۔“

یہ آیت مبارکہ قرآن مجید کے مختلف مقامات پر چار مرتبہ آتی ہے:

(۱) البقرہ: ۱۷۳ (۲) المائدہ: ۳ (۳) الانعام: ۱۴۵ اور (۴) النحل: ۱۱۵۔

إِنَّمَا حَرَّمَ = اگر یہاں کلمہ ”انما“ حصر کے لئے آیا ہے۔ تو آیت مبارکہ کا مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے صرف وہ چیزیں حرام کی ہیں جن کا آگے ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کے سوا کچھ حرام نہیں۔ دوسری آیت مبارکہ میں اس سے

زیادہ صراحت کے ساتھ یہ بھی آیا ہے قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ.... (۱) (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (ﷺ) انہیں فرمائیں میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کھانا حرام (مگر یہ کہ مردار ہو، رگوں کا بہتا خون یا خنزیر کا گوشت اور جس جانور کو ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے) حالانکہ سینکڑوں چیزیں حرام ہیں۔ تو جواب یہ ہے ”انما“ حصر کے لئے نہیں بلکہ یہ لفظ ان حرف تحقیق اور قس کے ساتھ مرکب ہے اور اگر بالفرض حصر کے موافق آیت مبارکہ کا ترجمہ کیا جائے اور ”انما“ کو حصر ہی کے لئے رکھا جائے تو یہ حصر حقیقی نہیں بلکہ اضافی ہے یعنی ان چیزوں کے اعتبار سے حصر ہے جن کو کفار نے اپنی طرف سے حرام کر لیا تھا جیسے بحیرہ سائبہ و صلیہ اور حام ۲ وغیرہ جن کا سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۱۰۳ میں ذکر آتا ہے۔ تو ان کے جواب میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ جن چیزوں کو تم نے حرام ٹھہرا رکھا ہے وہ حرام نہیں ہیں بلکہ حرام تو صرف یہ اشیاء ہیں۔ مِيتَةً (۱) الانعام: ۱۴۵۔ ۲ یہ چار جانور وہ تھے جنہیں مشرکین عرب بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے پھر ان کا گوشت اور دودھ اپنے لئے حرام سمجھتے تھے۔ ان کی تردید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ ۚ وَلَكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۚ وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ (۱) (المائدہ: ۱۰۳) ”اللہ تبارک و تعالیٰ نے مقرر نہیں کیا (یعنی ان جانوروں کا گوشت حرام نہیں ہو گیا بلکہ حلال ہے) کان چرا ہوا اور نہ بجا اور نہ وصیلہ اور نہ حامی۔ ہاں کافر اللہ (ﷻ) پر جھوٹا افترا باندھے ہیں اور ان میں اکثر بے عقل ہیں۔“ (۱) بحیرہ: یہ وہ اونٹنی تھی جو پانچ بار بچہ دے دے اور آخر میں اس کے نہ ہوا اس کا کان چیر دیتے۔ (۲) سائبہ: وہ اونٹنی تھی جس کے متعلق وہ بتوں کی نذر مانتے تھے کہ اگر بیمار اچھا ہو جائے یا فلاں عزیز سفر سے غربت واپس آجائے تو میری اونٹنی سائبہ ہے۔ (۳) وصیلہ: یہ وہ بکری تھی جس کے سات بچے پیدا ہو جاتے اور آخر میں نہ مادہ جوڑا ہوتا۔ (۴) حام: یہ وہ اونٹ تھا جس سے دس بار اونٹنی سے جنم کر وائی جاتی تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور کہتے یہ جانور ہمارے کھانے میں حرام ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کا ارشاد مبارک ہے۔ میں نے تو ان کو حرام قرار نہیں دیا یہ مشرکین بہتان افترا ہے۔

بہتا ہوا خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جانور جس کو ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے۔
میتہ سے مراد وہ جانور ہے جو ذبح کئے بغیر از خود مر جائے یا اسے ذبح
کیا جائے لیکن وہ ذبح شرعی طریقہ کے مطابق نہ ہو۔ اس میں اتنی قید اور ہے کہ ذبح
ہونے کی اس میں شرعاً قابلیت بھی ہو۔ اب اس کے مطابق مچھلی اور مڈی میتہ سے
نکل جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم
ﷺ نے فرمایا: أَحِلُّ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ السَّمَكِ وَالْجَرَادُ وَالْكَبْدُ
وَالطَّحَالُ ۚ ہمارے لئے دو مردے مچھلی اور مڈی حلال کر دیئے گئے۔ مردار تو مچھلی
اور مڈی اور خون کیجی اور تلی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول
کریم ﷺ نے فرمایا: أَحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ الْخُثُوثُ وَالْجَرَادُ ۚ ہمارے
لئے دو مردے مچھلی اور مڈی حلال قرار دیئے گئے ہیں۔

اہل = حلال سے بنا ہے۔ جس کے لفظی معنی پہلی یا دوسری تاریخ کا چاند
ہے۔ اس کا مصدر ہے حلال یعنی چاند دیکھنا۔ چونکہ اُس وقت شور بلند ہوتا ہے کہ چاند
وہ ہے۔ اس لئے اس پکارنے کو حلال کہہ دیتے ہیں۔ بچے کی چیخ کو بھی اسی لئے
استحلال اور احرام کو بھی حلال کہا جاتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے
فرمایا: الْبَطْنُ لَا يُصَلَّى عَلَيْهِ وَلَا يَرُثُ وَلَا يُورَثُ حَتَّى يَسْتَهْلَ ۚ
۳ اُس کے مرنے کی مختلف صورتیں قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں..... وَالْمُنْحَبَةُ
وَالْمَوْفُودَةُ وَالْمُتَرَدِّةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ..... (المائدہ: ۳) اور
وہ گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی ہڈی سے مارا ہوا اور جو گر کر مرے اور جسے کسی جانور نے
سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا۔ ۴ مفسر ہی جلد ۱ ص ۱۶۸۔ ۵ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۲۱۸۔
۶ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۶۹۱ مرقاۃ جلد ۵ ص ۱۵۱ ترمذی حدیث نمبر ۱۰۳۲۔

”طفل (بچے) پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی اور نہ وہ کسی کا وارث بنتا ہے اور نہ کوئی
اُس کا وارث بنتا ہے جب تک کہ چیخ نہ مارے۔“

نبی کریم ﷺ نے نومولود بچے کی آواز کو (اَسْتَهْلُ الصَّبِي) فرمایا
ہے۔ اہل لغت نے ہال اہل کی لغت میں شامل کر لیا۔

ابن ماجہ میں ہے اِذَا اسْتَهْلُ الصَّبِي صُلِّيَ عَلَيْهِ وَوُرِثَ ۚ
ہے یعنی ”جب بچہ آواز نکالے (روئے) تو اُس پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور وہ وارث
بھی ہوگا۔“ یہاں بچے کی آواز نکالنے کو ”استهل“ کہا گیا ہے۔

مگر عرف میں ذبح کرتے وقت کی آواز کو حلال بولا جاتا ہے۔ وہ ہی معنی
یہاں مراد ہیں۔

تفسیر ابن عباس میں ہے۔ وَمَا أَهْلٌ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ سے مراد مَا ذُبِحَ
لِغَيْرِ اسْمِ اللَّهِ عَمْدًا إِلَّا ضَنَامًا ۚ ”جو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے نام کے
سوا (غیر کا نام لے کر) عداوتوں کیلئے ذبح کیا جائے۔“

تفسیر روح البیان میں بھی ہے۔ اَيُّ وَحَرَّمَ مَا رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ
عِنْدَ ذُبْحِهِ لِلصَّنَمِ وَأَصْلُ الْإِهْلَالِ رَفْعُ الصَّوْتِ وَكَانُوا إِذَا
ذَبَحُوا لَا لِهَيْتِهِمْ يَرْفَعُونَ أَصْوَاتَهُمْ بِذِكْرِهَا وَيَقُولُونَ بِاسْمِ
اللَّاتِ وَالْعُزَّى فَجَرَى ذَلِكَ مِنْ أَمْرِهِمْ حَتَّى قِيلَ لِكُلِّ ذَابِحٍ
وَأَنْ لَمْ يَجْهَرْ بِالتَّسْمِيَةِ مُهْلٌ ۙ ”اور حرام کیا اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے وہ
جو پکارا ہے غیر اللہ کے لئے یعنی حرام کیا گیا ہے جو کہ بتوں کے لئے ذبح کے وقت غیر
خدا کا نام پکارا گیا ہے۔ اہلال کے اصلی معنی رفع الصوت (یعنی آواز بلند کرنا) ہے اور

۳ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۷۵۰ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۰۵۰ مرقاۃ جلد ۶ ص ۳۱۲ داری جلد ۲ ص ۲۸۵
حدیث نمبر ۳۱۲۶۔ ۴ تفسیر ابن عباس ص ۱۸ دیگر تفاسیر تراجم الصاوی علی الجلالین جلد ۱ ص ۷۱
مدارک جلد ۱ ص ۷۰۔ ۵ بیضاوی ص ۲۰ تفسیر حسینی جلد ۱ ص ۲۸ شیخ سعدی شاہ ولی اللہ امام احمد
رضا فاضل بریلوی۔ ۶ تفسیر روح البیان جلد ۱ ص ۲۷۷۔

بتوں کے پجاریوں کی عادت تھی کہ جب بتوں کیلئے جانور ذبح کرتے تو ان کے نام لے کر آواز بلند کرتے اور کہتے "باسم اللات والعزی" پھر اس طرح کہ ان کی عادت بن گئی کہ ہر ذبح کو مہل کہا جاتا اگرچہ وہ ذبح کے وقت بسم اللہ جہر سے نہ بھی کہا جائے۔

اگر یہ کہا جائے کہ جس چیز پر غیر خدا کا نام پکارا جائے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے پھر حلال چیز کون سی رہے گی؟ اور یہ ایسی غیر منطقی بات ہے کہ جس کا کوئی سراپا نہیں۔

لَاِنَّ الْعَرَبَ كَانُوا سَمْعُونَ الْاَوَّلَانِ عِنْدَ الذَّبْحِ ۱۰ (جبکہ) "عرب ذبح کے وقت اپنے بتوں کا نام پکارتے۔"

اَيُّ وَحَرُمٌ مَّا رَفَعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ الذَّبْحِ لِلصَّنَمِ وَاهْلُ الْهَلْ رَفَعَ الصَّوْتُ وَكَانُوا اِذَا ذَبَحُوا لِإِلٰهَتِهِمْ يَرْفَعُونَ يَذْكُرُهَا وَيَقُولُونَ بِاسْمِ الْاَلَاتِ وَالْعُزَّى ۱۱ یعنی "وہ جانور حرام ہے جس پر ذبح کے وقت بت کے نام کی آواز بلند کی جائے اور اہل الہلال بلند ہوتا اور وہ (یعنی کافر) جس وقت اپنے معبودوں کے لئے ذبح کرتے تھے تو ان کے ذکر کے ساتھ آواز بلند کرتے تھے اور کہتے تھے لات وعزی کے نام سے۔"

اَيُّ رَفَعَ الصَّوْتُ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَهُوَ قَوْلُهُمْ بِاسْمِ الْاَلَاتِ وَالْعُزَّى عِنْدَ ذَبْحِهِ (المائدہ) ۱۲ "غیر اللہ کے لئے آواز بلند کرنا وہ قول ان کا ساتھ نام لات وعزی کے وقت اس کے ذبح کے۔"

اَيُّ رَفَعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذَبْحِهِ لِلصَّنَمِ ۱۳ "(جانور کے) ذبح کے وقت بت کے لئے آواز بلند کی جائے"

اَيُّ ذَبَحَ عَلٰى اِسْمِ غَيْرِهِ وَلَا هَلَالٌ رَفَعَ الصَّوْتُ وَكَانُوا يَرْفَعُوْنَهُ عِنْدَ الذَّبْحِ لِإِلٰهَتِهِمْ ۱۴ "یعنی غیر اللہ کے نام پر ذبح اور اہلال رفع

۱۰ تفسیر کبیر جلد ۱ ص ۳۸۱-۱۱ روح البیان جلد ۱ ص ۲۷۷-۱۲ تفسیر لکھنؤی مدارک جلد ۱ ص ۲۶۹-۱۳ تفسیر ابوسعود جلد ۲ ص ۱۲۱-۱۴ تفسیر جلالین جلد ۱ ص ۱۳۸۔

الصوت کو کہتے ہیں اور وہ ذبح کے وقت اپنے معبودوں کے لئے آواز بلند کرتے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جو شاہ رفیع الدین شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالعزیز کے والد گرامی ہیں اور اشرف علی تھانوی کے روحانی پیشوا ہیں۔ اور غیر مقلدین اور دیوبند مکتب فکر کے لوگ جنہیں اپنا امام مانتے ہیں۔ جنہیں شیخ التفسیر اور امام الحدیث مانا جاتا ہے۔ وہ محولہ بالا آیت پاک کا ترجمہ کرتے ہیں:-

"وآنچه آواز بلند کردہ شود در ذبح وے بغیر خدا"

"اور جس جانور پر ذبح کرتے وقت خدا کے سوا کسی اور کا نام بلند کیا جائے وہ حرام ہے۔"

حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ جنہوں نے سب سے پہلے فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ انہوں نے محولہ بالا آیت مبارکہ کا اس طرح کیا ہے:-

"وآنچه آواز برداشته شود در وقت ذبح برائے غیر خدا"

"اور وہ جانور جس پر ذبح کرتے وقت اللہ (ﷻ) کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے۔"

وحید الزماں جو غیر مقلدین حضرات کے پیشوا اور امام ہیں۔ انہوں نے ترجمہ کیا ہے۔

"اور جانور جس پر کائناتے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام ہے۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ کا ترجمہ کیا ہے۔

"اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا جائے"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر ابن عباس میں: البقرة: ۱۷۳ المائدہ: ۳، الانعام: ۳۵، النحل: ۱۱۵ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

مَا ذَبَحَ بِغَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ عَمَدًا لِئَلَّا ضَنَامَ "اللہ (تبارک و تعالیٰ)

کے نام کے سوا عبادتوں کے لیے ذبح کرنا۔ (ص: ۲۲)

وَمَا ذُبِحَ بِغَيْرِ اسْمِ اللَّهِ مُتَعَمِّدًا "اور عہدا اللہ (ﷻ) کے نام کے سوا ذبح کرنا۔ (ص: ۷۰)

ذُبِحَ بِغَيْرِ اسْمِ اللَّهِ تَعَالَى مُتَعَمِّدًا "وانستہ اللہ (جل جلالہ) کے نام کے سوا ذبح کرنا۔ (ص: ۹۷)

وَمَا ذُبِحَ بِغَيْرِ اسْمِ اللَّهِ عَمْدًا "اور اللہ کے نام کے سوا عمدہ ذبح کرنا۔ (ص: ۱۷۵)

محمد ابراہیم سلفی (رحمہ اللہ) کی طرح بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ جس چیز پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے تو وہ چیز حرام ہو جاتی ہے اور دلیل کے طور پر یہی آیت مبارکہ پیش کرتے ہیں:-

وَمَا أَهْلُ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ (البقرہ: ۱۷۳)

اور یہ ترجمہ کرتے ہیں "اور جس پر نام پکارا اللہ کے سوا کسی کا وہ چیز کھانا حرام ہے۔" (شاہ عبدالقادر) اسی طرح علامہ مودودی نے "تفہیم القرآن" میں ترجمہ کیا ہے "اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔" اشرف علی تھانوی نے ترجمہ کیا ہے "اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے تم پر حرام کیا ہے۔۔۔ اور ایسے جانور کو جو غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو۔" ثناء اللہ امرتسری نے ترجمہ کیا ہے "اور جو اللہ کے سوا غیر کے نام سے پکاری ہو بے شک تم پر حرام ہے۔" محمود الحسن دیوبندی نے یہ ترجمہ کیا ہے "اُس نے تم پر یہی حرام کیا ہے (اور جس جانور پر نام پکارا اللہ کے سوا کسی اور کا۔"

چند اور تراجم ملاحظہ فرمائیں:

(۱) اور جو کچھ پکارا جائے اوپر اُس کے سوائے خدا کے (البقرہ) اور وہ چیز کہ

بلند آواز کی جائے واسطے غیر خدا کے۔ (المائدہ) شاہ رفیع الدین

(۲) اور جس چیز پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کا (البقرہ) اور جس چیز پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کا (المائدہ) شاہ عبدالقادر۔

فتح محمد جالندھری، حافظ محمد گھصوی، ڈپٹی نذیر احمد، احمد علی لاہوری، محمود الحسن عبدالماجد دریا بادی اور عبداللہ یوسف علی وغیرہ نے بھی محمولہ بالا تراجم کی طرح ترجمہ کیا ہے۔ جبکہ اشرف علی تھانوی، غلام احمد حریری، مفتی محمد شفیع اور احمد سعید نے ترجمہ کیا ہے کہ "جس چیز کو غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو اور جو جانور غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو۔"

حالانکہ وَمَا أَهْلُ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ میں "نامزدگی" کے معنوں والا کوئی لفظ نہیں۔ من گھڑت اور غلط تراجم نے لوگوں میں تفرقہ پیدا کر دیا ہے۔ ان مذکورہ

بالاحضرات کے پیروکار آنکھیں بند کر کے جس چیز کو چاہتے ہیں حرام قرار دیتے ہیں۔ لیکن لطف کی بات ہے کہ یہ لوگ ایک طرف گیارہویں شریف، نذر و نیاز اور شتم شریف کو حرام قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف وہیں بیٹھ کر خوب سیر ہو کر ڈٹ کر کھاتے ہیں۔ چیزوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا دوسروں کا نام لینا قرآن مجید کی کئی آیات سے ثابت ہے۔

۱۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً (البقرہ: ۲۲) "اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے آگلوں کو پیدا کیا یہ امید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیزگاری ملے اور جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت بنایا۔"

۲۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا (البقرہ: ۲۹) "وہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے"

۳۔ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ (البقرہ: ۱۸۳) "اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو (یعنی روزہ رکھنے کی) وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا۔"

۴۔ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (البقرہ: ۱۸۸) "اور آپس میں

ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ۔

۵۔ یَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنْفَقْتُ مِنْ خَيْرٍ فَلِلَّهِ الدِّينُ وَالْآقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينُ وَابْنُ السَّبِيلِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝ (البقرة: ۲۱۵) ”آپ ﷺ سے سوال کرتے ہیں کیا خرچ کریں؟ فرمادیجئے جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ مال باپ کے لئے اور قریب کے رشتہ داروں کے لئے اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گروں کے لئے ہے اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ (تبارک و تعالیٰ جل سلطانہ) اُسے جانتا ہے۔“

۶۔ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ (البقرة: ۲۳۳) ”اور جس کا بچہ ہے اُس پر عورتوں کا کھانا اور عورتوں کے کپڑے ہیں حسب ضرورت۔“

۷۔ فَانْظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ (البقرة: ۲۵۹) ”اپنے کھانے اور اپنے پانی کو دیکھ کہ اب تک نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ (جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں)۔“

۸۔ قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنِّي لَأَكِيدُ هَذَا ۖ (آل عمران: ۳۷) ”فرمایا: اے مریم یہ تیرے لئے کہاں سے آیا؟“

۹۔ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۖ (النساء: ۱۶۱) ”اور لوگوں کا مال ناحق کھاتے۔“

۱۰۔ الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبُ ۚ وَطَعَامُ الدِّينِ أُوتُوا الْكِتَابَ حَلًّا لَكُمْ ۖ وَطَعَامُكُمْ حَلٌّ لَّهُمْ ۚ (المائدة: ۵) ”آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئی اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کے لئے حلال ہے۔“

۱۱۔ إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۚ فَرِيضَةٌ مِنَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ (التوبة: ۶۰) ”زکوٰۃ (صدقات) فقراء (محتاجوں) کے لئے اور زمرے نادار اور جو انہیں تحصیل کر کے (اکٹھا کر کے) لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور قیدیوں کے لئے اور قرض داروں کے لئے۔ اور جو اللہ (تبارک و تعالیٰ جل سلطانہ) کی راہ میں (یعنی جہاد میں) ہیں اور مسافروں کے لئے اور یہ اللہ (جل شانہ) کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ (جل سلطانہ) علم و حکمت والا ہے۔“

۱۲۔ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلَّ عَلَيْهِمْ ۚ (التوبة: ۱۰۳) ”اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) اُن کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے آپ ﷺ انہیں ستھرا اور پاکیزہ فرمائیں اور اُن کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔“

۱۳۔ وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ (النحل: ۵) ”اور چوپائے پیدا کئے اُن میں تمہارے لئے گرم لباس اور منافع ہیں اور اُن میں سے کھاتے ہو۔“

۱۴۔ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ۚ يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ (النحل: ۱۱-۱۰) ”وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا۔ اس سے تمہارے لئے پینا ہے، اور اس سے درخت ہیں جس سے چراتے ہو اور پانی سے تمہارے لئے کھیتی اُگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انجور اور ہر قسم کے پھل۔“

ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ۔

۵۔ یَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلَّهِ الدِّينُ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝ (البقرة: ۲۱۵) ”آپ ﷺ سے سوال کرتے ہیں کیا خرچ کریں؟ فرمادیجئے جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ کے لئے اور قریب کے رشتہ داروں کے لئے اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گروں کے لئے ہے اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ (تبارک و تعالیٰ) جل سلطانہ اُسے جانتا ہے۔“

۶۔ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ (البقرة: ۲۳۳) ”اور جس کا بچہ ہے اُس پر عورتوں کا کھانا اور عورتوں کے کپڑے ہیں حسب ضرورت۔“

۷۔ فَانْظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ (البقرة: ۲۵۹) ”اپنے کھانے اور اپنے پانی کو دیکھ کہ اب تک بوند لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ (جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں)۔“

۸۔ قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنِّي لَكَ هَذَا ۖ (آل عمران: ۳۷) ”فرمایا: اے مریم یہ تیرے لئے کہاں سے آیا؟“

۹۔ وَأَكْلِهِمْ أَموَالِ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۖ (النساء: ۱۶۱) ”اور لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے۔“

۱۰۔ الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبُ ۚ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ ۖ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۚ (المائدة: ۵) ”آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئی اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کے لئے حلال ہے۔“

۱۱۔ إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۚ فَرِيضَةٌ مِنَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ (التوبة: ۶۰) ”زکوٰۃ (صدقات) فقراء (محتاجوں) کے لئے اور غارم (دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور قیدیوں کے لئے اور قرض داروں کے لئے۔ اور جو اللہ (تبارک و تعالیٰ) جل سلطانہ کی راہ میں (یعنی جہاد میں) ہیں اور مسافروں کے لئے اور یہ اللہ (جل شانہ) کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ (جل سلطانہ) علم و حکمت والا ہے۔“

۱۲۔ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلَّ عَلَيْهِمْ ۚ (التوبة: ۱۰۳) ”اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) اُن کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے آپ ﷺ انہیں ستھرا اور پاکیزہ فرمائیں اور اُن کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔“

۱۳۔ وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنْفَعٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ (النحل: ۵) ”اور چوپائے پیدا کئے اُن میں تمہارے لئے گرم لباس اور منفعہ ہیں اور اُن میں سے کھاتے ہو۔“

۱۴۔ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ۚ يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ (النحل: ۱۱-۱۰) ”وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا۔ اس سے تمہارے لئے پینا ہے، اور اس سے درخت ہیں جس سے چراتے ہو اور پانی سے تمہارے لئے کھیتی اُگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل۔“

بے شک اس میں نشانی ہے غور و فکر کرنے والوں کے لئے۔“

۱۵۔ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِمَّا خَلَقَ ظِلَالًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيْكُمْ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيْكُمْ بَأْسَكُمْ ۚ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَسْلِمُوْنَ ۝ (النحل: ۸۱) ”اور اللہ (ﷻ) نے تمہارے لئے بنائے اپنی بنائی ہوئی چیزوں سے سائے اور تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کے لئے جگہ بنائی اور تمہارے لئے کچھ پہناوے بنائے کہ تمہیں گرمی سے بچائیں اور کچھ پہناوے کہ لڑائی میں تمہاری حفاظت کریں۔ یونہی اپنی نعمت تم پر پوری فرماتا ہے کہ تم فرمان مانو۔“

۱۶۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَجْمَعَ بَيْنَهُمَا نِسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ (الکہف: ۶۱) ”پھر جب وہ دونوں اُن (دو) دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچا اپنی مچھل بھول گئے اور اُس نے سمندر میں اپنی راہ لی سرنگ بنائی۔“

۱۷۔ اَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسْكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ ۚ ۝ (الکہف: ۷۹) ”وہ جو کشتی تھی وہ کچھ محتاجوں کے لئے تھی کہ دریا میں کام کرتے تھے۔“

۱۸۔ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا ۚ ۝ (الکہف: ۸۲) ”اور رہی وہ دیوار وہ شہر کے دو یتیموں کے لئے تھی اور اُس کے نیچے اُن کے لئے خزانہ تھا۔ اور اُن کا باپ نیک آدمی تھا۔“

۱۹۔ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْقَرْنَيْنِ اِنْ يَّاْجُوْجَ وَمَآجُوْجَ مُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰی اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًا ۝ (الکہف: ۹۳) ”انہوں نے کہا اے ذوالقرنین! بے شک یا جوج و ماجوج زمین میں فساد مچاتے ہیں کیا ہم آپ کے لئے کچھ مال مقرر کریں۔ اس پر کہ

آپ ہم میں اور اُن میں دیوار بنائیں۔“

۲۰۔ اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ فَارْجِعْ نَعْلَیْكَ ۚ ۝ (طہ: ۱۲) ”بے شک میں تیرا پالنے والا ہوں تو تو اپنے جوتے اُتار ڈال۔“

۲۱۔ وَمَا تِلْكَ بِیْمِیْنِکَ یٰۤمُوسٰی ۚ قَالَ هٰی عَصٰی ۚ اَتَوَكَّلُ ۚ عَلٰیہَا وَاَهْلُہَا ۚ عَلٰی غُلَامِیْ وَلٰی فِیْہَا مَارِبٌ ۚ اٰخَرٰی ۝ (طہ: ۱۸-۱۷) ”اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ اے موسیٰ (ﷺ)۔“

عرض کیا یہ میرا عصا ہے۔ میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر چڑھتا ہوں اور میرے لئے اس میں اور کام (بھی) ہیں۔“

۲۲۔ وَدَاوُدَ وَسُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْكُمْنَ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَسَتْ فِیْہِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰہِدِیْنَ ۝ (الانبیاء: ۷۸) ”اور (حضرت) داؤد (ﷺ) اور (حضرت) سلیمان (ﷺ) کو یاد کرو جب کھیتی کا ایک جھڑا چکاتے تھے جب رات کو اُس میں کچھ لوگوں کی بکریاں چھوئیں اور ہم اُن کے حکم کے وقت حاضر تھے۔“

۲۳۔ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِہِ جَنَّتٍ مِّنْ نَّخِیْلِ وَّاَعْنَابٍ ۚ لَّكُمْ فِیْہَا فَوَاكِہٌ کَثِیْرَةٌ وَّمِنْہَا تَاْكُلُوْنَ ۚ ۝ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرٍ سَیْنَاءَ تَنْبُثُ بِالذَّہْنِ وَصَبِغٍ لِّلْاَکْلِیْنَ ۚ ۝ وَاِنَّ لَّكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِیْكُمْ مِمَّا فِیْ بُطُوْنِہَا وَلَكُمْ فِیْہَا مَنَافِعٌ کَثِیْرَةٌ وَّمِنْہَا تَاْكُلُوْنَ ۚ ۝ (المؤمنون: ۲۱، ۲۰، ۱۹) ”تو اس سے ہم نے تمہارے لئے باغ پیدا کئے کھجوروں اور انگوروں کے تمہارے لئے ان میں بہت سے میوے ہیں اور ان میں سے کھاتے ہو اور وہ پیڑ پیدا کیا کہ طور سیناء سے نکلتا ہے تیل لے کر اُگتا ہے اور کھانے والوں کے لئے سالن اور تمہارے لئے ان میں بہت فائدے ہیں اور اُن سے تم کھاتے ہو۔“

۲۴۔ وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ (التقصص: ۷۳) ”اور اُس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن بنایا تاکہ رات میں آرام کرو اور دن میں اس کا فضل ڈھونڈو اور اس لئے کہ تم حق مانو۔“

۲۵۔ وَأَوْزَقَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَمْ تَطْنُوها ۝ (الاحزاب: ۲۷) ”اور ہم نے تمہارے ہاتھ لگائے اُن کی زمین اور اُن کے مکان اور اُن کے مال اور وہ زمین جس پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا ہے۔“

۲۶۔ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعَجْتِكَ اِلَىٰ نَعَاجِهِ ۝ (ص: ۲۴) ”فرمایا بے شک یہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے کہ تیری دُوبی اپنی دُوبیوں میں مانے کو مانگتا ہے۔“

۲۷۔ مَا آفَاءَ اللَّهِ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَاللرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۚ كَذَىٰ لَا يَكُونُ ذُوْلَةً ۚ بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ ۚ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَكُمُ عَنْهُ فَأَنْتَهُوْا ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۝ (الحشر: ۷-۸) ”جو اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے غنیمت و لابی اپنے رسولوں علیہم السلام کو شہروں والوں سے وہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے لئے ہے اور رسول (ﷺ) کے لئے ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے کہ تمہارے اغنیاء کا مال نہ ہو جائے اور جو کچھ تمہیں رسول (ﷺ) عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ (ﷻ) سے ڈرو۔ بے شک اللہ (جل جلالہ) کا

عذاب سخت ہے۔ اُن ہجرت کرنے والے فقیروں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اور اللہ (جل جلالہ) کا فضل اور اُس کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ (جل شانہ) اور رسول (اللہ ﷺ) کی مدد کرتے وہی سچے ہیں۔“

۲۸۔ وَالَّذِينَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۚ لِّلَّذِيْنَ اٰتٰوْهُم مِّنْهُ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ فِتْنَةٌ ۚ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ (الاعراف: ۳۵-۳۶) ”اور وہ جن کے مال میں ایک معلوم حق ہے۔ اُس کے لئے جو مانگے اور جو مانگ بھی نہ سکے تو محروم رہے۔“

اوپر اٹھائیں آیات مبارکہ پیش کی گئی ہیں جن میں (غیر خدا) کی طرف چیزوں کی نسبت کی گئی ہے۔ یعنی فرمایا گیا ہے کہ یہ چیزیں غیر خدا کے لئے ہیں اور غیر خدا کے لئے مشہور کر دی گئی ہیں۔ محمد ابراہیم سلفی (۱۴۰۷ھ) کے ترجمے کے مطابق تمام چیزیں حرام۔ موصوف کا ترجمہ ایک مرتبہ پھر ملاحظہ فرمائیں: ”اور ہر وہ چیز جو اللہ کے سوا دوسروں کے نام پر مشہور کی جائے حرام ہے“ قرآن مجید میں ہے تمہارے لئے ہے: کیا؟

(۱) زمین فرش۔ (۲) آسمان چھت۔ (۳) طعام۔ (۴) رزق۔ (۵) تمہارے مال باپ رشتہ دار یتیم مسکین اور مسافر کے لئے۔ (۶) کپڑے۔ (۷) کھانا زیتون۔ (۸) پانی۔ (۹) دراز گوش انگور وغیرہ (۱۰) سائے۔ (۱۱) صدقہ مال زکوٰۃ فقیروں، مسکینوں، عالمین، اسلام کی الفت رکھنے والے اور مسافروں کے لئے۔ (۱۲) جانوروں سے گرم لباس اور مفتحتیں پہاڑ۔ (۱۳) گرمی سے بچانے والے پہناوے۔ (۱۴) پانی۔ (۱۵) کھیتی۔ (۱۶) مچھلی۔ (۱۷) کشتی۔ (۱۸) دیوار خزانہ۔ (۱۹) مال سائن اور جوتے۔ (۲۱) عصاء۔ (۲۲) کھجور۔ (۲۳) باغ۔ (۲۴) رات۔ (۲۵) دن۔ (۲۶) حق۔ (۲۷) غنیمت۔ (۲۸) قوم کی بکریاں۔ (۲۹) کھیتی۔ (۳۰) میری بکریاں۔ (۳۱) زمین۔ (۳۲) مکان۔ (۳۳) دنیاں۔ (۳۴) اہل کتاب کا کھانا وغیرہ۔ یہ تمہارے لئے ہیں (غیر خدا کے لئے ہیں)

محولہ بالا قرآنی آیات مبارکہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ چیزیں جاندار ہوں یا غیر جاندار کی نسبت مخلوق کی طرف جائز ہے۔ یہاں تک کہ کھانے پینے کی چیزوں پر بھی اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ کے سوا مخلوق کا نام لے سکتے ہیں۔ جیسے مسکین کا کھانا (طَعَامُ مَسْكِينٍ) حضرت عزیر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا کھانا اور پانی (طَعَامُکَ وَشَرَابُکَ) حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بکریاں (غَنَمِی) قوم کی بکریاں (غَنَمُ الْقَوْمِ) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی مچھلی (حُوتُهُمَا) اہل کتاب کا کھانا (طَعَامُ الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ)

احادیث مقدسہ میں بھی چیزوں پر غیر خدا کا نام مشہور ہے:

۱۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَأَتَى الصَّدَقَةَ أَفْضَلَ قَالَ الْمَاءُ فَحَقَّرَ بَنُو قَالَ هَذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ ۝
”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سعد (رضی اللہ عنہ) کی والدہ وصال کر گئی ہیں۔ اُن کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی۔ (حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی والدہ کے لیے ہے؟“

اس حدیث پاک کی بعض روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ اس کے راوی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سناتے وقت اپنے شاگردوں سے فرمایا تھا: ”فَبِئْسَ لَكَ سَقَايَةُ اِلٰی سَعْدٍ بِالْمَدِينَةِ“ (مدینہ شریف میں ”سقایہ آل سعد“ کے نام سے جو سبیل ہے یہ دراصل وہی ہے) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کی طرف سے جو کنواں وقف کیا تھا وہی ”سقایہ آل سعد“ کے نام

۱۵ نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۳۳، ابن ماجہ ص ۱۹۹، مشکوٰۃ ص ۱۶۹، تیسیر البہاری (غیر مقلد) جلد ۲ ص ۲۲، غیر مقلدین کا ترجمان بغتہ روزہ ”الاعتصام“ جلد ۳ شمارہ ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱۔

سے بھی مشہور تھا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی اس شہادت کے بعد ظاہر ہے کہ اس حدیث پاک کا استنادی درجہ کچھ اور بڑھ رہا ہے“ (من وعین از تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۸ مؤلفہ منظور احمد نعمانی دیوبندی، شائع کردہ مکتبۃ الفرقان)

نسائی شریف جلد ۲ ص ۱۳۳ میں حدیث پاک درج ہے جس میں سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا، کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو فرمایا: سَقَى الْمَاءَ ”پانی پلانا“ ”فَبِئْسَ لَكَ سَقَايَةُ سَعْدٍ بِالْمَدِينَةِ“ ”تو یہ مدینہ شریف میں (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) ہی کی سبیل ہے“۔ (تیسیر البہاری جلد ۲ ص ۲۳ میں وحید الزماں نے اسی روایت کا حوالہ دیا ہے)

اب بھی خصوصاً اُن گرم خشک علاقوں میں جہاں پانی کم ہوتا ہے بعض لوگ سبیلیں لگاتے ہیں۔ عام مسلمان ختم شریف اور فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی اور دودھ بھی رکھ لیتے ہیں۔

محولہ بالا حدیث شریف سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ پانی کی خیرات بہتر ہے۔ بزرگان دین کے نام اور دیگر وصال شدہ مسلمانوں کے نام کی سبیلیں ایصالِ ثواب کی نیت سے لگانا ان سب کا ماخذ یہ حدیث مبارکہ ہے۔ ثواب بخشش وقت ایصالِ ثواب کے الفاظ زبان سے ادا کرنا جائز ہے کہ خدایا اس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ دوسرے یہ کہ کسی شے پر میت کا نام (یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی بندے کا نام) آجانے سے وہ شے حرام نہ ہوگی۔ دیکھو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کنویں کو اپنی والدہ محترمہ کے نام سے منسوب کیا۔ (اور مشہور ہو گیا اُم سعد کا کنواں) ۱۶

نوٹ: مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں یہ نہیں آیا کہ ایصالِ ثواب حرام ہے۔ ایسا سوچنے والے اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی اصلاح کریں۔

۲۔ حضرت سعید بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض غزوات میں نکلے اور اُن کی والدہ کے وصال کا

وقت پہنچ گیا۔ کسی نے کہا وصیت کر جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ کس چیز کی وصیت کر جاؤں؟ سب مال (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) کا ہے۔ (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) کی واپسی سے قبل ہی اُن کا انتقال ہو گیا۔ جب (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) آئے تو اُن سے اس کا تذکرہ کیا گیا۔ انہوں نے رسول کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا:-

يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ يَنْفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ نَعَمْ فَقَالَ سَعْدٌ خَائِطٌ كَذَا وَكَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا لِحَائِطٍ سَمَاهُ ع

”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اگر میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا میری والدہ (صاحبہ) کو اُس کا نفع پہنچے گا؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں! تو (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) نے نام لے کر عرض کیا کہ فلاں فلاں باغ اُن کی طرف سے صدقہ ہے۔“

۳۔ ایک اور حدیث شریف جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اُس میں اس طرح ہے کہ:-

أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أُمِّهُ تَوَفَّيْتُ أَفَيَنْفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنْ لِي مَخْرَفًا فَاشْهَدْكَ إِنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا ۱۸

”کسی آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری والدہ صاحبہ فوت ہو گئی ہیں اگر اُن کے لئے کچھ صدقہ کیا جائے تو کیا اُن کو اس خیرات کا فائدہ ہوگا؟ فرمایا: ہاں! ہوگا۔ (اُس شخص نے) عرض کیا: میرا ایک باغ ہے اور میں آپ ﷺ کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ باغ میں اُن کی طرف سے خیرات کرتا ہوں۔“

۴۔ بخاری شریف میں اسی طرح کا واقعہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ہے جو قبیلہ خزرج کی شاخ بنی ساعدہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جس کا بیان

۱۸ نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲-۱۸ نسائی جلد ۲ ص ۱۳۳ ابوداؤد جلد ۲ ص ۴۲۔

اس طرح ہے۔ انہوں نے عرض کیا: اِنَّ خَائِطِي الْمَخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا ۱۹ ”کہ میرا باغ مخراف اُس کی طرف سے صدقہ ہے۔“

کیا عظیم لوگ تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ اپنے اعمال پر حضور نبی کریم ﷺ کو گواہ بنا لیتے اور اپنے اعمال پر قبولیت کی مہر لگوا لیتے تھے۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کسی غلط معاملہ میں گواہ نہیں بنتے تھے۔

ایک حدیث پاک میں ذکر ہے جس کے راوی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہیں کہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے نعمان کو ایک غلام دیا تو اُن کی بیوی حضرت عمرہ بن رواحہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضور نبی کریم ﷺ کو اس معاملہ میں گواہ بنا لو۔ چنانچہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ”میں بیٹے کو غلام دینے کے معاملہ میں آپ ﷺ کو گواہ بنانا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا نعمان کے علاوہ تیرا اور بھی کوئی بیٹا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو سب لڑکوں کو غلام دے گا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: میں ایسے عطیہ میں گواہ نہیں بنوں گا۔“ ۲۰

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الوصایا جلد ۱ ص ۳۸۶ پر بَابُ إِذَا قَالَ أَرْضِي أَوْ بُسْتَانِي صَدَقَةٌ لِلَّهِ عَنْ أُمِّي فَهُوَ جَائِزٌ وَإِنْ لَمْ يُبَيِّنْ لِمَنْ ذَٰلِكَ ۲۱ (باب: اگر کوئی یوں کہے میری زمین یا باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے، تو جائز ہوگا گو یہ بیان نہ کرے کہ کن لوگوں پر صدقہ ہے) کے تحت محولہ بالا حدیث شریف نمبر ۵ نقل فرمائی ہے۔ جس کے حاشیہ نمبر ۵ پر تحریر ہے۔

وَفِيهِ أَنَّ ثَوَابَ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ يَصِلُ إِلَى الْمَيِّتِ

۱۹ بخاری جلد ۱ ص ۳۸۷ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۲ فتح الباری جلد ۵ ص ۳۹۶ عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۳ ص ۵۶ تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۶۷ تہذیب البخاری جلد ۴ ص ۳۱۸-۲۰ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۳۲ (کتاب المویع)۔ ۲۱ بخاری جلد ۱ ص ۳۸۶۔

خدا کے نام لگی ہوئی چیزوں کو حرام کہتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کے نام کا جانور ذبح کرنا:

سرور کائنات امام الانبیاء ﷺ کے وصال مقدسہ کے بعد مولائے کائنات امام الاولیاء امیر المومنین حضرت سیدنا علیؑ حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی طرف سے قربانی دیتے تھے۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُبَيْدٍ الْمُحَارَبِيُّ الْكُوفِيُّ ثَنَا شَرِيكَ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عَنْ الْحَكَمِ عَنْ حَنْشٍ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يُضْجِي بِكَشَّيْنٍ أَحَدَهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْأُخَرَ عَنْ نَفْسِهِ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ أَمَرَنِي بِهِ يَعْنِي النَّبِيُّ ﷺ فَلَا أَدْعُهُ أَبَدًا۔ ۲۷ محمد بن عبید محارب بن کوفی سے روایت ہے وہ شریک سے، وہ ابی حسان سے، وہ حکم سے اور وہ حضرت حنش سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؑ دو مینڈھوں کو ذبح فرمایا کرتے۔ ایک ذنب پہلے حضور ﷺ کی طرف سے ذبح فرماتے اسکے بعد دوسرا اپنی طرف سے ذبح فرماتے۔ آپ سے کسی نے اس کا سبب پوچھا تو امیر المومنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جواباً ارشاد فرمایا کہ مجھے اس کا حکم رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے اس لیے میں اسے کسی حال میں نہیں چھوڑ سکتا۔

مسئلہ: سرکار کائنات ﷺ کے نام کی قربانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی سنت ہے اور آپ ﷺ کا حکم ہے۔ یہ عظیم تبرک ہے۔ اہل ایمان برکت کے لئے ذوق شوق سے کھائیں۔ آج بھی بعض صاحب استطاعت عشاق نبی کریم ﷺ کی طرف سے قربانی کرتے ہیں اور کئی عاشقان رسول کریم ﷺ گائے یا اونٹ ذبح کرتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت امام حسین، حضرت داؤد حنظل، حضرت نوح علیہ السلام یا اپنے شیخ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کرتے ہیں۔

سرکار کائنات ﷺ کے لئے نامزد بکری:

قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رِبَاحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ "أَنَّهُ سَمِعَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَوْصَى بِهِ جَارِيَةً لَهُ كَانَتْ فِي الْغَنَمِ فَكَانَ يَتَعَاهَدُهَا وَيَنْظُرُ إِلَيْهَا كُلَّمَا أَتَى الْغَنَمَ حَتَّى سَمِعَتْ وَصَلَحَتْ ۲۸" کہا خبر دی حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا روایت بیان کی حضرت عطاء بن ابی رباح علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ سے کہ انہوں نے اپنی بکریوں سے ایک بکری رسول اللہ ﷺ کے لئے نامزد کر رکھی تھی اور اپنی لونڈی کو وصیت کی کہ اس بکری کی نگہبانی کرے، چنانچہ وہ اس کی نگہبانی کرتی تھی اور جب وہ بکریوں میں آتے تو اس بکری کی طرف دیکھتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ خوب موٹی اور فربہ ہو گئی۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے بکری ذبح کرنا:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو بہت یاد فرماتے۔ وَإِنْ كَانَ لَيْدٌ بَحْ الشَّاةِ فَيَتَّبِعُ بِهَا صَدَائِقَ حَدِيدَةٍ فَيَهْدِيهَا لَهُنَّ ۲۹ "جب رسول کریم ﷺ کسی بکری کو ذبح فرماتے تھے تو حضرت خدیجہ الکبریٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی سہیلیوں اور ملنے والیوں کو تلاش کر کے اس بکری کا گوشت بھجوا کرتے تھے۔ ترمذی شریف کی اس روایت کا مطلب ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ام المومنین سیدہ حضرت خدیجہ الکبریٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی یاد منایا کرتے تھے اور ام المومنین رضی اللہ عنہا کی روح کی خوشنودی کیلئے ان کی سہیلیوں کو تلاش کر کے گوشت عطا فرمایا کرتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے لئے جانور ذبح کرنا:

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں: حضور نبی کریم ﷺ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک صحابی کے گھر تشریف لے گئے۔ پہلے تو اُس صحابی نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں کھجوروں کے خوشے پیش کئے وَأَخَذَ الْمَذْيَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَاكَ وَالْحُلُوبُ فَذَبَحَ لَهُمْ فَأَكَلُوا مِنَ الشَّاقَةِ ۝ اور چھری لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ذُو دُودِہِ دَالِی سے الگ رہنا پھر انہوں نے اُن (عظیم الشان) حضرات (عالی مرتبت) کے لئے بکری ذبح کی۔

حضرت ابویوب انصاری (رضی اللہ عنہ) حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کرتے ہیں: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحْبَبْتُ أَنْ تَأْكُلَ مِنْ رَطْبِهِ وَيُسْرِهَ وَتَمُورَهُ وَتَذَنُوبَهُ وَلَا ذَبْحَنَ لَكَ مَعَ هَذَا فَقَالَ إِنَّ ذَبْحَتْ فَلَا تَذَبْحَنَ ذَاتَ ذَرْفٍ فَأَخَذَ عَنَّا قَالَهُ أَجِدُ يَا هَذَا بَعْدَهُ ۝ "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں محبت کرتا ہوں کہ آپ ﷺ رطب اور ہمر اور تمر سے کھائیں اور میں آپ ﷺ کیلئے بکری ذبح کر دوں گا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو ذبح کرے تو ذُو دُودِہِ دَالِی سے بچتا اُس نے بکری کا زریا مادہ بچہ پکڑا پس اُس نے ذبح کیا۔"

امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کا مال اور نفع:

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: مَا نَفَعْنِي مَالٌ أَخَذْتُ قَطُّ مَا نَفَعْنِي مَالٌ أَبِي بَكْرٍ قَالَ فَبَكِي ۝ صحیح جمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۳۱۸ مسلم جلد ۲ ص ۱۷۷ قرطبی جلد ۱۰ جز ۲ ص ۱۱۹ تفسیر طبری

أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ أَنَا وَمَالِي إِلَّا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ۝ "مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے مال نے نفع دیا۔ سو (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اور میرا مال سب آپ ﷺ ہی کا تو ہے۔"

چنانچہ ازالملة الخفاء میں مذکور ہے کہ ابتداء اسلام اور غربت مسلمین میں رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس پر حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے چالیس ہزار درہم خرچ کئے۔ ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے جب اسلام قبول کیا اُس وقت اُن کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو سب کے سب اللہ ﷻ اور رسول کریم ﷺ کے راستے میں خرچ کر دیئے۔ ۳۳

مال صدیقی (رضی اللہ عنہ) کا فائدہ:

"حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم پر کسی کا احسان نہیں مگر ہم نے اُس کا بدلہ ادا کر دیا سوائے (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے۔ ہم پر اُن کا احسان ہے کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ جل مجدہ) انکرم (انہیں اُس کا بدلہ قیامت کے دن عطا فرمائے گا)۔" ۳۴

محولہ بالا آیات مقدسہ اور احادیث مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا مخلوق (غیر خدا) پر کئی چیزوں کی نامزدگی کا ذکر ہے۔ مثلاً سب کچھ "تمہارے لئے" "مسکین کا کھانا" "اہل کتاب کا کھانا" "تمہارا کھانا" "تمہارا پانی" "اُن کے مال" "میری بکریاں" "قوم کی بکریاں" "رسول کریم ﷺ کی بکری" "حضرت

۳۲ ابن ماجہ ص ۱۰۔ مسند احمد جلد ۲ ص ۲۵۳۔ شکل الآثار جلد ۲ ص ۲۳۰۔ کنز العمال جلد ۱ ص ۵۲۹۔ حدیث نمبر ۳۲۵۷ جلد ۱ ص ۵۵۵۔ حدیث نمبر ۳۲۶۰ جلد ۱ ص ۵۰۵۔ حدیث نمبر ۳۵۶۸۔ تاریخ ابن عساکر جلد ۵ ص ۱۶۷۔ معانی الآثار جلد ۷ ص ۱۵۸۔ تاریخ بغداد جلد ۱۲ ص ۱۳۵۔ جلد ۸ ص ۲۱۔ جلد ۱ ص ۳۶۳۔ تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۵۲۸۔ جلد ۳ ص ۳۲ (مترجم) مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۸ ص ۳۳۶۔ ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۷۔ مشکوٰۃ ص ۵۵۵۔ کنز العمال حدیث ۳۲۵۶۷۔

ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کا مال۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں جو چیز اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام لگ جائے یا مشہور کی جائے وہ حرام ہو جاتی ہے معلوم ہوتا ہے وہ لوگ قرآن مجید کا توجہ سے مطالعہ نہیں کرتے بلکہ ”من گھڑت نظریات“ کے پیروکار ہیں اور غلط لکیر کے فقیر ہیں۔ دین اسلام میں وہ چیزیں قطعاً حرام نہیں جو آپ کے اور میرے بزرگوں کے نام لگ جاتی ہیں یا مشہور ہو جاتی ہیں۔ جیسے امیر المومنین حضرت سیدنا علی ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کے کنویں، امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کا کنواں اور حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) کی والدہ کا کنواں وغیرہ۔

جو لوگ قرآن مجید کی زیر بحث آیت مبارکہ کو مختلف چیزوں کو اور اپنے روزمرہ کے کھانوں کو حرام قرار دینے کے لئے پڑھتے ہیں اور ترجمہ کرتے ہیں کہ ”جس چیز پر اللہ کے سوا کسی کا نام پکارا جائے“ وہ حرام ہے جیسے غوث پاک کی گیارہویں داتا صاحب کی دیگ وغیرہ۔ اُن سے پوچھا جاسکتا ہے کہ اے لوگو! تم نے غلط ترجمہ کر کے کیا کیا اور کھایا ہے جب کہ تمہارے ترجمہ کے مطابق ”جس چیز پر اللہ کے سوا کسی کا نام پکارا جائے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے“ تو پھر تمہارا کھانا، تمہارا ناشتہ، تمہاری گائے، تمہارا بکرا، تمہارا اونٹ، تمہاری روٹی، مہمانوں کا کھانا، براتیوں کی روٹی، دولہا اور دلہن کا کھانا، ان پر بھی تو غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہے یہ چیزیں حرام ہیں یا حلال؟ مولوی صاحب کی روٹی، مفتی صاحب کا ناشتہ، بیمار کا کھانا، قاری صاحب کی گائے، حاجی صاحب کا بکرا وغیرہ وغیرہ اگر داتا صاحب کی دیگ یا گیارہویں شریف کی دیگ حرام ہے تو مفتی صاحب کا کھانا بھی تو حرام ہونا چاہیے۔ تو مفتی صاحب نے کس دن حلال کھایا تھا۔ کب انہوں نے ”اللہ کا کھانا کھایا تھا“؟ جب مفتی صاحب نے قربانی کا بکرا خریدا تھا اور بکرا بھاگ نکلا اور مفتی صاحب اُس کو پکڑنے کے لئے پیچھے پیچھے بھاگ رہے تھے تو مقتدیوں نے پوچھا مفتی صاحب خیر تو ہے بھاگ رہے

ہو؟ تو مفتی صاحب نے کہا ہوگا بکرا بھاگ نکلا ہے، اُس کے پیچھے بھاگ رہا ہوں اور پھر لوگوں نے پوچھا ہوگا کہ کس کا بکرا ہے تو کہا ہوگا ”میرا بکرا“ تو برطانیق فتویٰ ”غیر اللہ کا نام پکارنے سے وہ بکرا حرام ہو گیا“ تو جب مفتی صاحب نے اُس کو کھایا تو حرام کھایا کہ حلال کھایا؟ اگر مفتی صاحب کا بکرا حرام ہے تو پھر ٹھیک ہے مفتی صاحب حرام کھائیں، مزے لیں، اگر مفتی صاحب کا بکرا حرام نہیں تو داتا صاحب کا بکرا کیسے حرام ہو گیا؟ کیا داتا صاحب ہی غیر اللہ ہیں اور مفتی صاحب نعوذ باللہ اللہ ہیں؟ کیا مفتی صاحب غیر اللہ نہیں ہیں؟

اپنے فتوے کے مطابق حرام کھا کھا کر نور ایمان ختم ہو گیا ہے اور اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا ہے۔ اب حالت یہ ہے حرام بھی کہہ رہے ہیں اور حرام کہہ کر کھا بھی رہے ہیں۔ بقول ایسے بے علم مفتیوں کے بزرگان دین کے مزارات پر جمع ہونے والے نذرانے اور بکرے حرام ہیں جبکہ یہ لوگ وہیں سے تنخواہیں بھی لیتے ہیں اور ”لنگر شریف“ بھی کھا رہے ہیں۔ یہ وہ مفتی اور علماء ہیں جنہوں نے لوگوں کو غلط مسائل بتلا کر گمراہ کیا ہے۔

ع دین ملّاں فی سبیل اللہ فساد

سوال:- کیا کسی کے وصال کے بعد اُن کو نذرانہ یا تحفہ یا ثواب پہنچانے کے لئے کھانا تقسیم کر سکتے ہیں اور یہ کھانا انہیں پہنچتا ہے؟

جواب:- جی ہاں! تقسیم کر سکتے ہیں اور عالم ارواح میں اُن کو یہ تحفہ یا نذرانہ پہنچتا ہے۔ کبھی عالم ارواح میں وہ چیزیں بھی پیش ہوتی ہوئی نظر بھی آتی ہیں مگر مانے گا وہ جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے قلب سلیم اور نور ایمان سے مزین فرمایا ہے۔

آئیے ملاحظہ فرمائیں:

واقعہ نمبر ۱: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ ”درالشمین فی مبشرات الایمن (رحمۃ اللہ علیہ)“ میں اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمہ سے نقل فرماتے ہیں:-

أَخْبَرَنِي سَيِّدِي أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ كُنْتُ أَصْنَعُ فِي أَيَّامِ
الْمَوْلِدِ طَعَامًا صَلَهِ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَفْتَحْ لِي سَنَةً مِنَ السَّنِينَ
شَيْءٌ أَصْنَعُ بِهِ طَعَامًا فَلَمْ أَجِدْ إِلَّا جِمًّا مَقْلِيًّا فَقَسَمَهُ بَيْنَ
النَّاسِ فَرَأَيْتُهُ ﷺ وَبَيْنَ يَدَيْهِ هَذِهِ الْحِمَصُ مُتَبَهِّجًا بِشَاشَا ۳۵
”میرے والد بزرگوار نے مجھے خبر دی کہ میں نے میلاد النبی ﷺ کے روز (میلاد
پاک کی خوشی میں) کھانا پکوا یا تھا۔ ایک سال میرے پاس کچھ نہ تھا کہ میں کھانا پکواتا
میرے پاس بھنے ہوئے چنے تھے وہی میں نے لوگوں میں تقسیم کر دیے تو کیا دیکھتا
ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے روبرو چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ بہت ہشاش
ہشاش ہیں۔“

رشید احمد گنگوہی صاحب اس واقعہ کو ”فتاویٰ رشیدیہ“ میں ص ۲۳۲ پر نقل
کرنے کے بعد لکھتے ہیں ”ایصالِ ثواب ہر روز درست اور موجبِ ثواب ہے۔ کوئی
تاریخ و وقت شرع سے موقت نہیں۔ روز و ولادت اور روز وفات بھی درست ہے۔ پس
اگر کسی دن کو ضروری نہ جانے بلکہ مثل دیگر ایام کے جانے ایصالِ ثواب میں اور عوام کو
بھی اس طرح کے ایصال میں ضرر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔ سب کے نزدیک درست
ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۲)

نوٹ: ۱۳ اگست ۲۰۰۴ کو غیر مقلدین نے ”جماعۃ الدعوة“ کے زیر اہتمام
”کنیکل پاکستان کانفرنس“ منعقد کی ہے جس کے لیے ۱۳ اگست ۲۰۰۴ کی تاریخ، ہفتہ
کادن اور ۳:۳ بجے کا وقت بھی مقرر کیا۔ اب تو ہر قسم کے عقیدے والے حضرات تمام
کام وقت مقرر کر کے ہی کرتے ہیں۔ میلاد النبی ﷺ اور بزرگان دین کے ذکر خیر
کے لئے وقت کے تقرر سے ان کو آخر کیوں پریشانی ہے؟

سوال :- فاتحہ مروجہ کے بارے میں کسی ایسے شخص کا حوالہ پیش کریں جس کو دیوبندی
۳۵ ص ۴۰ مترجم حسنی دارالاشیاء علویہ رضوی ذیچوت روڈ فیصل آباد و فتاویٰ رشیدیہ (دیوبندی)
۲۳۲ چھاپہ ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔

حضرات یا غیر مقلدین مانیں؟

جواب :- سچائی کسی مسلک کی محتاج نہیں۔ اسی سوچ نے سارا نظام خراب کر دیا
ہے ایک بات ایک شخص کہتا ہے جو ۱۰۰ فیصد صحیح ہوتی ہے مگر اس بات کو اس لئے نہیں
مانا جاتا کہ دلیل مانگنے والا سچائی کی عظمت کا قائل نہیں بلکہ اپنے پسندیدہ شخص کو دیکھتا
ہے جبکہ اسلام اس چیز کو پسند نہیں کرتا۔ بعض اوقات بات ایک جیسی ہوتی ہے مگر افراد
کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کی وجہ سے سچی بات کا خون ہو جاتا ہے۔

بہر حال ایک ایسی شخصیت کا فتویٰ پیش کیا جاتا ہے جنہیں اشرف علی تھانوی
رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انڈھوی اپنا روحانی پیشوا اور راہنما مانتے ہیں یعنی حاجی
امداد اللہ مہاجر کی صاحب۔ آپ فرماتے ہیں :-

”نفس ایصالِ ثواب بارواحِ اموات میں کسی کو کلام نہیں..... سلف کی
تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مساکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصالِ ثواب کی نیت کر
لی۔ متاخرین میں کسی کو خیال ہوا جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافق
قلب و لسان کے لئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اس طرح اگر یہاں زبان
سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی
کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مثلاً الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحصالِ ثواب ہو کھانا
روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دُعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الہی
بھی پڑھا جائے تو قبولیت دُعا کی اُمید ہے تو اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمع
بین عبادتین ہے۔“

ع چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار
قرآن مجید کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ
ہیں پڑھی جائیں گے۔ کسی نے کہا دُعا کے لئے رفع یدین سنت ہے تو ہاتھ بھی اٹھانے
لگے۔ کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن

ہے۔ پانی پلانا بڑا ثواب ہے۔ اُس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ دیا پس یہ بہت کڑا سیہ حاصل ہوگی۔ رہا تعین تاریخ تو یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمولی ہو اُس وقت وہ یاد آ جاتا ہے اور ضرور ہوتا رہتا ہے نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا۔ اس قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ہے۔ ذہین آدمی غور کرنے سے سمجھ سکتا ہے۔ ۳۶

گیارہویں شریف حضرت غوث پاک قدس سرہ کی 'دسویں' 'یسویں' 'چہلم' 'ششماہی' سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور سمرنی حضرت شاہ بوعلی قدس سرہ رحمہ اللہ تعالیٰ حلوئے شب برات اور دیگر طریق ایصالِ ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ ۳۷

گیارہویں شریف کتنا اچھا کام ہے۔ گیارہویں شریف کے پروگرام میں تلاوت قرآن مجید ہوتی ہے نعت مصطفیٰ کریم ﷺ پڑھی جاتی ہے۔ حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ کی منقبت سنائی جاتی ہے اور بزرگان دین اولیاء کرام کے حالات سنائے جاتے ہیں 'دُرود و سلام پڑھا جاتا ہے۔ ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔ حاضرین کو شربینی و طعام پیش کیا جاتا ہے۔ تبلیغ دین کے لئے عقائد کو پختہ کرنے والی اور اعمال کو درست کرنے والی صحیح العقیدہ سنی علماء کرام کی کتابیں تقسیم کی جاتی ہیں۔

تلاوت کا ثواب ایک ایک حرف کے بدلے میں دس دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ذکر و فکر میں آیات قرآنیہ احادیث مبارکہ اور حالات و واقعات بیان ہوتے ہیں۔ سنت الہیہ اور سنت رسول کریم ﷺ کی روشنی میں اوامر و نواہی درس و تدریس، معجزات و کرامات کا بیان ہوتا ہے۔ دُرود و سلام کی برکت سے پڑھنے والوں کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے درجات بلند ہوتے ہیں رحمتوں کی بارش ہوتی ہے

۳۶ از ہفت مسئلہ دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا ۸۱ (کلیات اداویہ)۔ ۳۷ از ہفت مسئلہ دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا ۸۲ (کلیات اداویہ)۔

اور خود رب ذوالجلال والا کرام دُرود و سلام پڑھنے والوں پر دُرود بھیجتا ہے۔ ذکر الہی اور ذکر مصطفیٰ کریم ﷺ کی برکت سے وہ جگہیں جنت کے باغ بن جاتی ہیں۔ ایصالِ ثواب دُعائے استغفار کے ذریعے دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔

درویشوں کے لئے کھانا:

قدیل نورانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایک دن میں اپنے ایک فرزند مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے فقیروں اور درویشوں کے واسطے کھانا تیار کر رہا تھا۔ اسی اثناء میں میری زبان پر یہ بات آئی کہ یہ صدقہ ہم سے کیونکر قبول ہوگا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ (المائدہ: ۲۷) 'اللہ (تبارک و تعالیٰ) متقیوں سے قبول فرماتا ہے'۔ میں اسی تردد میں تھا کہ حضرت حق جل جلالہ کی طرف سے آواز آئی اِنَّكَ مِنَ الْمُتَّقِينَ 'بے شک تم متقیوں میں سے ہو' ۳۸

فاتحہ شریف کے لئے کھانے کا اہتمام:

قدیل نورانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ نے اپنے اُن صاحبزادوں کے لئے فاتحہ کے واسطے کھانا تیار کرایا جو آپ کے سامنے وفات پا چکے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ توجہ کثیر کے بعد وہ کھانا مقبول ہوا اور ایسا مشکوف ہوا کہ ملائکہ کھانے کے خوان لارہے ہیں اور اُن کی قبروں پر پہنچا رہے ہیں اور بہشت کے ایک چمن میں اُن کو جمع کر رہے ہیں۔ جب وہ سب کھانا وہاں جمع ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ میرے فرزند اُس کھانے کے پاس گئے اور وہ تمام کھانا اُن کے پیٹ میں پہنچ گیا۔ اس کے بعد دیکھا کہ اُن میں بلندی کی طرف جانے کی استعداد پیدا ہوگئی اور وہ عروج میں مصروف ہو گئے اور جب وہ بہت اوپر چلے گئے تو ایک بہشت ظاہر ہوئی جس میں انتہائی رفعت منزلت، تازگی اور طراوت تھی پس وہ اُس بہشت میں داخل ہو گئے۔

چونکہ آپ نے ایصالِ ثواب میں تمام مومنین، مومنات اور ملائکہ عالیہ کو بھی شامل فرمایا تھا اس لئے آپ فرماتے تھے کہ میں نے کسی مومن اور مومنہ کی قبر کو نہیں دیکھا جہاں وہ کھانا نہ پہنچا ہو اور کوئی بہشت ایسی نظر نہیں آئی جو اس کھانے سے خالی ہو۔ اسی طرح جب کبھی آپ مردوں کی روحانیت کے لئے ایصالِ ثواب فرماتے تھے تو اسی طرح مکاشفات ہوتے تھے۔ ۳۹

حضرت مجید دال ف ثانی علیہ الرحمہ کا اپنا واقعہ:

پیش ازین پچھد سال داب فقیر آں بودہ کہ اگر طعام می سخت مخصوص بروحانیات مطہرہ اہل عبا می ساخت وہاں سرور و حضرت امیر و حضرت فاطمہ و حضرات امامین راضمی کرد و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات شبے در خواب می بیند کہ آن سرور حاضرست علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام فقیر برایشاں عرض سلام می کند متوجہ فقیر نمی شوند و بجانب دیگر دارند۔ دریں اثنا فقیر فرمودند کہ من طعام در خانہ عائشہ می خورم ہر کہ مرا طعام فرستد بخانہ عائشہ فرستد ازین زماں فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ شریف ایشاں آن بودہ کہ فقیر حضرت صدیقہ را دران طعام شریک نمی ساخت۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ را بلکہ ساز ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہل بیت اند شریک می ساخت۔ ۴۰

”اس سے چند سال پہلے فقیر کی عادت تھی کہ اگر (ایصالِ ثواب کے لئے) کھانا پکاتا تھا تو آلِ عبا کی روحانیت مطہرہ کے لئے مخصوص کرتا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ (ایصالِ ثواب میں) حضرت امیر، حضرت فاطمہ اور حضرات امامین کریمین ﷺ کو ملاتا تھا۔ ایک رات (یہ فقیر) خواب میں دیکھتا ہے کہ آن سرور علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں۔ فقیر آپ ﷺ کو سلام عرض کرتا ہے۔ آپ ﷺ فقیر کی جانب توجہ نہیں فرماتے اور چہرہ مبارک فقیر کی جانب کی بجائے دوسری

۴۰ حضرت القدس ص ۱۰۹ کا صفحہ نمبر ۲۸۔ ۴۱ (مکتوب نمبر ۳۶ دفتر نمبر ۲ حصہ نمبر ۶ ص ۸۵) چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔

طرف رکھتے ہیں۔ اس دوران مجھے فقیر سے فرمایا کہ میں کھانا ام المومنین (حضرت سیدہ) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر کھاتا ہوں۔ جو شخص مجھے کھانا بھیجے (ام المومنین حضرت سیدہ) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر بھیجے۔ اُس وقت معلوم ہوا کہ توجہ مبذول نہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ فقیر (ام المومنین حضرت سیدہ) صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو اس کھانے میں شریک نہیں کرتا تھا۔ اس کے بعد سے ام المومنین حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بلکہ آپ ﷺ کی باقی ازواج مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو جو کہ اہل بیت ہیں شریک کرتا۔

گیارہویں شریف کیا ہے؟

یہ ایک تاریخ ہے جس کا تعلق ایک عظیم روحانی اور بزرگ شخصیت سے ہے۔ اس بزرگ شخصیت کا نام ہے حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ۔ علامہ یافعی قادری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: گیارہویں کی اصل یہ ہے کہ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ حضور نبی کریم ﷺ کی جناب میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے ہر سال الحج الآخر کو ختم شریف دلویا کرتے تھے۔ وہ نیاز اتنی مقبول و مرغوب ہوئی کہ اس کے بعد آپ ہر ماہ گیارہ تاریخ کو نبی کریم ﷺ کا ختم دلانے لگے آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز خود حضرت غوث پاک ﷺ کی گیارہویں شریف مشہور ہو گئی۔ آج کل لوگ آپ کا عرس مبارک بھی گیارہ ربیع الآخر کو کرتے ہیں۔ ۵۰ حضرت غوث اعظم ﷺ جس ذوق و شوق سے سرور کائنات ﷺ کا عرس مقدس ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو منعقد فرماتے تھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُسے ایسا مقبول عام عطا فرمایا کہ آپ کے وصال کے بعد خود آپ کی فاتحہ شریف کیلئے بھی ہر ماہ گیارہ تاریخ مقبول ہو گئی۔ چنانچہ دیگر مشائخ عظام کا عرس تو سال میں ایک مرتبہ ہوتا

ہے لیکن غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگان دین نے آپ کا عرس مبارک ہر مہینہ کی گیارہ تاریخ کو مقرر فرما دیا۔ ۵۱

شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ جو محدثین کے امام ہیں تحریر فرماتے ہیں ”ہم نے اپنے سردار امام و صارف کامل شیخ عبدالوہاب قادری متقی قدس سرہ العزیز کو فرماتے ہوئے سنا۔ علاوہ ازیں ہمارے شہروں میں ہمارے دیگر مشائخ عظام کے نزدیک بھی گیارہویں شریف مشہور و متعارف ہے۔“ ۵۲

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

”حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ اور شہر کے اکابر وغیرہ جمع ہوتے۔ نماز عصر کے بعد مغرب تک قرآن شریف کی تلاوت کرتے اور سرکار غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں قصائد اور مقفین پڑھتے۔ نماز مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے آس پاس مریدین حلقہ بنا لیتے اور ذکر جہر شروع ہوتا اسی حالت میں بعض پروردگانی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اس کے بعد جو طعام شیرینی یا نیاز تیار ہوتی، تقسیم کی جاتی اور نماز عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہوتے۔“ ۵۳

اسی طرح اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ کے محترم استاد ملا جیون رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے ”وجیز الصراط“ میں علامہ غلام سرور لاہوری ”خزینۃ الاصفیاء“ جلد ۱ ص ۹۹ میں داراشکوہ ”سفید الاولیاء“ ص ۷۲ میں اور حضرت شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمہ نے ”تحفہ قادریہ“ ص ۹۰ میں آپ کے عرس شریف کے متعلق ثبوت پیش کئے ہیں۔

گیارہویں شریف ایک مستحب اور نیک عمل ہے۔ یہ موجودہ دور کی ایجاد نہیں بلکہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اسلاف کا قدیم سے طریقہ ہے اور صالحین کی پسندیدہ چیز پر عمل کرنے کے متعلق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی موجود ہے: مَا رَاَهُ

۱۱ وجیز الصراط ص ۱۸۳، از حضرت علامہ محمد بن حضرت ملا جیون رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ۵۴ ماہیت من السنۃ ص ۱۴۷، ۵۳ بافتوحات عزیز ص ۶۴ (فارسی)۔

الْمُؤْمِنُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ ۵۴ یعنی جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ چیز اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اخبار الاخیار شریف میں حضرت امان اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۸۷۲ھ تا ۹۹۷ھ) کے حالات قلمبند فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

یازدہم ماہ ربیع الآخر عرس غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کر دو فرمود از صاحبان تقدم نباہد کر دو طعمای کہ پختہ بودند بخش کرد ۵۵ ”ربیع الآخر کی گیارہ تاریخ کو عرس غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کرتے اور فرماتے کہ پہلے لوگ اس کا اہتمام کرتے اور کھانا پکاتے اور تقسیم کرتے۔“

۱۱ تاریخ بھی دیگر مشہور تاریخوں کی طرح ایک تاریخ ہے۔ گیارہ کا عدد کوئی خوفناک نہیں دس کے بعد گیارہ آتا ہے اور بارہ سے پہلے گیارہ آتا ہے۔ جیسے ۱۳ اگست ایک مشہور تاریخ ہے جس میں پاکستان معرض وجود میں آیا۔ لیسلۃ القندر ۲۷ رمضان المبارک کی وہ تاریخ ہے جس میں قرآن مجید کے نزول کا آغاز ہوا تھا۔ ۱۲ ربیع الاول شریف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی تاریخ ہے۔ ۲۵ دسمبر قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم کی تاریخ پیدائش ہے۔ ۱۰ محرم الحرام شہداء کربلا اور ان کے ساتھ امام عالی مقام حضرت سیدنا حسین علیہ السلام کی شہادت کی تاریخ ہے۔ محولہ بالا تاریخوں میں محولہ بالا شخصیات اور واقعات کا تذکرہ ہوتا ہے اور جب گیارہ تاریخ آتی ہے تو حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر پاک ہوتا ہے۔

سوال: اپنے بزرگوں کے نام پر کھانا پکوا کر اس کو آگے رکھ کر پانی وغیرہ رکھ کر فاتحہ دینا جائز ہے یا ناجائز؟ موافق حدیث شریف نیت گیارہویں شریف کر کے فاتحہ پڑھنا

۵۴ موطا امام محمد ص ۱۰۴، کتاب الروح ص ۱۰، رد المحتار ص ۵۱۸، معات فارسی ص ۲۱، بیان العارفین عربی جلد ۳ ص ۱۲، انصاف الراۃ للروایہ جلد ۳ ص ۱۲۳، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۷۸۔

۵۵ اخبار الاخیار شریف ص ۲۲۲، فارسی

پیران صاحب کی جائز ہے یا نہیں؟ کس کا طریقہ ہے؟ یا سنت ہے؟ فقط۔

جواب: امواتِ مسلمین کے نام پر کھانا پکا کر ایصالِ ثواب کے لیے تصدیق کرتا ہوا شبہ جائز و مستحسن ہے اور اس پر فاتحہ سے ایصالِ ثواب دوسرا مستحسن ہے اور دو چیزوں کا جمع کرنا زیارتِ خیر ہے اور پانی سے بھی ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں۔ افضل الصدقة سقوی الماء ”سب سے بہتر صدقہ پانی پلانا ہے“۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ جہاں پانی نہ ملتا ہو کسی کو پانی پلانا ایک چاند کو زندہ کرنے کے مثل ہے اور جہاں پانی ملتا ہو تو وہاں پلانا غلام کو آزاد کرنے کی مثل ہے جیسا کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ یوں ہی گیارہویں شریف جائز ہے۔ اور باعثِ برکات اور وسیلہِ مجربہ قضاء حاجات ہے۔ اور خاص گیارہویں کی تاریخ کی تخصیص، تخصیصِ عرضی اور مصلحت پر مبنی ہے جبکہ اسے شرعاً واجب نہ جائے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۹۶)۔

نذر، نیاز کی حقیقت:

دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ میں بھی مخالفین نے حقیقت و مجازی کی شرط کو پس پشت ڈالتے ہوئے محض معنوں کا سہارا لیکر حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ یہ قطعی طور پر کھلی اور واضح حقیقت ہے کہ ان دونوں الفاظ کا اطلاق حقیقی معنوں پر بھی ہوتا ہے اور مجازی معنوں پر بھی۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ چند معتبر کتب سے اس کے دونوں حقیقی، مجازی اور دیگر کئی اصطلاحی معنی ملاحظہ فرمائیں۔ اس کے بعد ان الفاظ کے مجازاً مستعمل ہونے کے متعلق چند حوالے پیش کیے جائیں گے۔

فیروز اللغات:

☆ نذر کے حقیقی معنی:۔ (۱) منّت، صدقہ، قربانی، بھینٹ۔

☆ نذر کے مجازی معنی:۔ (۲) نیاز، تحفہ، فاتحہ

☆ نذر کے لغوی معنی:۔ (۳) اپنے اوپر کوئی چیز واجب کر لینا۔

☆ نذر پکڑنا:۔ (۴) نیاز، تحفہ، فاتحہ دینا پکڑنا۔

☆ نذر دینا:۔ (۱) کسی بڑے کے سامنے کوئی چیز یا نقدی بطور تحفہ پیش کرنا۔

(۲) فاتحہ کرنا۔

☆ نذر کرنا:۔ (۱) بھینٹ چڑھانا (۲) پیش کرنا (۳) رشوت دینا (۴) پوچھنا (۵)

حوالہ کرنا، سپرد کرنا

☆ نذر ماننا:۔ کسی بات یا عہد کو اپنے اوپر واجب کر لینا۔

☆ نذر ہے:۔ حاضر ہے، موجود ہے۔

☆ نذر میں گزارنا:۔ حاکم کے سامنے تحفے اور نقدی پیش کرنا۔

☆ نذرانہ:۔ (۱) پیشکش (۲) تحفہ، ہدیہ (فیروز اللغات صفحہ نمبر ۷۷)۔

☆ نیاز:۔ (۱) حاجت (۲) احتیاج (۳) آرزو (۴) تمنا (۵) میل خواہش (۶)

اظہارِ محبت (۷) انکسار (۸) عاجزی (۹) مسکینی (۱۰) تہرک (۱۱) تحفہ درویشیاں

(۱۲) نذر (۱۳) بھینٹ (۱۴) چڑھاوا (۱۵) منّت (۱۶) ایجا (۱۷) ملاقات (۱۸)

واقفیت (۱۹) روشناسی (۲۰) جان پہچان۔ (فیروز اللغات۔ مطبوعہ فیروز سنز لاہور صفحہ ۱۲۰۸)

☆ نیاز دلوانا:۔ (۱) فاتحہ دلوانا (۲) درود فاتحہ دلوانا۔

☆ نیاز کرنا:۔ (۱) نیاز دلانا (۲) فاتحہ دلانا (۳) کسی بزرگ کے نام کا کھانا کرنا

(۴) نذر کرنا (۵) بھینٹ کرنا (۶) نذر چڑھانا (۷) نذر پکڑنا (۸) صدقہ کرنا (۹)

نذر کرنا (۱۰) دینا (۱۱) حوالہ کرنا۔

واقعہ نمبر ۱:

”شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ ”انفاس العارفین“ میں لکھتے ہیں:

میرے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ: می فرمودند در ایام وفات حضرت

رسالت پناہ ﷺ چیزے فتوح نہ شد کہ نیاز آنحضرت طعانی نہ شد قدرے

نمود بریاں و قدسیہ نیاز کردم شے در واقعہ دیدم کہ انواع طعام حضور آنحضرت ﷺ

عرضہ میدارند و در آن میان آن نمود بریاں و قدسیہ نیز معروض داشتند بہ نہایت اجتہاد

و بشارت اقبال فرمودند و آخر اطلیپہند و چیزے از آں تناول کردند و باقی در صحاب
قسمت فرمودہ اند۔

فرماتے تھے رسول کریم ﷺ کے وصال کے دن میرے پاس کوئی چیز نہ
تھی کہ میں نبی کریم ﷺ کی نیاز پکاتا۔ میرے پاس بھٹے ہوئے چنے اور کالا گڑ تھا
میں نے بھٹے ہوئے چنے اور کالا گڑ نیاز کے طور پر تقسیم کر دیئے۔ رات کو میں نے
خواب میں واقعہ دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں قسم قسم کے کھانے پیش
ہیں اور سب کے درمیان بھٹے ہوئے چنے اور کالا گڑ بھی موجود ہے۔ آپ ﷺ نے
انہیں بہت خوشی کے ساتھ قبول فرمایا اور طلب فرمایا اور ان میں سے کچھ تناول فرمایا
اور باقی دوستوں میں تقسیم فرما دیئے۔“ ۵۶

واقعہ نمبر ۲:

شیخ الحدیث شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ ”اخبار الاخیار شریف“ میں
حضرت شیخ ملک زین الدین وزیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات لکھتے ہیں۔
وتمام متعلقان اواز خدمت گاراں وغیرہم ہمہ نصف شب آخر برای تہجدی
برخواستند و تا وقت چاشت در منزل او جز بشارت دست و زبان کار نمی شد از جہت مشغولی
اوراد و نوافل گویند کہ ویرا شب جمعہ روح مطہر رسول ﷺ مقدار چند من برنج قبولی
مکنتند کہ برہر برنجی سہ کرت قل هو اللہ احد خواندہ می میدند ۵۷ اور تمام متعلقین
اور خدمت گار و غیرہ آدھی رات کے بعد نماز تہجد پڑھنے اٹھ بیٹھتے تھے۔ پھر تہجد کے بعد
چاشت کی نماز ختم ہونے تک آپ کے محل میں کوئی شخص اشارہ کے سوا کوئی بات زبان
سے نہیں کہتا تھا۔ آپ کے اوراد و وظائف کی یہ حالت تھی کہ جب جمعۃ المبارک کی
رات آتی تو کئی من چاول رسول کریم ﷺ کی روح پر فتوح کو نذرانہ بھیجنے کیلئے
پکائے جاتے اور چاولوں کے ہر بردانے پر تین تین مرتبہ قل شریف پڑھا جاتا۔“

۵۶ انفاس العارفین ص ۴۱ کتب خانہ حاجی مشتاق احمد اینڈ سنز اندرون بوہڑ گیٹ ملتان۔
۵۷ اخبار الاخیار ص ۲۲۷۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمکمل صحیح اسلامی عقیدہ

برائے تفہیم

قسط سوئم



منیر احمد یوسفی (مکمل)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور
مقرر ریڈیو و ٹیلی ویژن پاکستان

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ، 977-A، بلاک بی III، گجر پورہ (چائتہ) سکیم لاہور

■ 042-36823128, 36846677, 0300-4274936

Web: <http://www.seedharastah.com>

E-Mail: info@seedharastah.com

”صحیح اسلامی عقیدہ“ کے مؤلف صاحب نے لکھا ہے ”کہ نفع و نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔“ اس عنوان کے تحت تین آیات مبارکہ تحریر کی ہیں۔ اور یہ عقیدہ پیش کیا ہے کہ کوئی کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی کو نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے سوا کسی کو مت پکارو۔ جبکہ کہنا اور لکھنا یہ چاہیے تھا کہ نفع و نقصان کا حقیقی خالق و مالک صرف اور صرف اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے اور وہ جسے چاہے نفع و نقصان پہنچانے کی طاقت دے سکتا اور جس کو جتنا اختیار چاہے عطا فرما سکتا ہے۔ اور ﷺ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو۔

درستی اور صحت کے لئے ”مکمل صحیح اسلامی عقیدہ“ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے پیش کیا جاتا ہے۔ پہلے ”صحیح اسلامی عقیدہ“ سے عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

3۔ نفع و نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے

﴿قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ﴾ (یونس: ۱۰۹)
 ”آپ (ﷺ) فرمادیجئے کہ میں اپنی ذات کے لیے کسی نقصان اور نفع کا اختیار رکھتا ہی نہیں، مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے۔“

﴿قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا﴾ (الحج: ۲۱)
 ”آپ (ﷺ) کہہ دیجئے، کہ میں تمہارے نقصان اور نفع کا اختیار نہیں رکھتا۔“

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذَا مِنِ الظَّالِمِينَ﴾ (یونس: ۱۰۶)
 ”اور اللہ کے علاوہ کسی کو نہ پکارو۔ جو نہ تمہیں فائدہ پہنچا سکے اور نہ نقصان، پس اگر تم نے ایسا کیا تو تم خالصوں میں سے ہو جاؤ گے۔“

”صحیح اسلامی عقیدہ“ نامی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ ”نفع و نقصان کا مالک

صرف اللہ تعالیٰ ہے۔“ یہ بات بالکل صحیح اور سچ ہے۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کسی کو مالک بنا دیتا ہے تو وہ عطائی اور مجازی طور پر مالک ہوتا ہے اور وہ مجازی مالک اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کا شریک نہیں ہوتا اور نہ ہی اس جیسا ہوتا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کو اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے جتنا چاہا اتنا مالک بنا دیا۔

آیت مبارکہ کے آخری حصے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے اختیار عطا فرمایا ہے۔ یہاں نفی ذاتی اختیار کی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے عطا کرنے کی نفی نہیں ہے۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے آپ ﷺ کو جتنا چاہا اختیار عطا فرمادیا ہے تو اس بات کے کہنے کی تو حاجت ہی نہیں کہ آپ ﷺ کو اختیار نہیں۔ اختیار تو ہے مگر اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کا عطا کردہ تو اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے عطا کردہ اختیار کو تسلیم کرنا ہی تو توحید ہے۔ انکار کا نام تو حید نہیں بلکہ عقیدہ توحید کی توہین ہے۔

محولہ بالا آیت مبارکہ کی شان نزول یہ ہے:۔ لَمَّا رَجَعَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مِنْ غَزْوَةِ بَنِي مُصْطَلِقٍ جَاءَتْ رِيحٌ فِي الطَّرِيقِ فَفُتِرَ الدَّوَابُّ مِنْهَا، فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَوْتِ رَفَاعَةَ بِالْمَدِينَةِ وَكَانَ فِيهِ غَيْظُ الْمُنَافِقِينَ وَقَالَ أَنْظِرْ وَلَا يَنْ نَاقَتِي فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي مَعْقُومٍ أَلَا تَعَجِبُونَ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ يَخْبِرُ عَنْ مَوْتِ رَجُلٍ بِالْمَدِينَةِ وَلَا يَعْرِفُ أَيْنَ نَاقَتُهُ، فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِنَّ نَاسًا مِنَ الْمُنَافِقِينَ فَقَالُوا كَيْتُ وَكَيْتُ وَنَاقَتِي فِي هَذَا الشَّعْبِ قَدْ تَعَلَّقَ زِمَامُهَا بِشَجَرَةٍ فَرَجَدَهَا عَلَيَّ مَا قَالَ، فَانْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (قَالَ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ) ۱

۱۔ تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۸۸ زیر آیت طبع جدید دار الفکر بیروت لبنان، بحر المحیط جلد ۳ ص ۳۳۹ دار الکتب العلمیہ بیروت طبع جدید۔

غزوہ بنی مصلط سے واپسی پر راہ میں تیز ہوا چلی چوپائے بھاگے تو نبی کریم ﷺ روئے ورجم ﷺ نے خبر دی کہ مدینہ منورہ میں ”رفاعہ“ کا انتقال ہو گیا اور یہ بھی فرمایا کہ دیکھو میرا ناتھ (اؤٹنی) کہاں ہے؟ (رئیس المنافقین) عبد اللہ بن ابی (علیہ لعنہ اللہ نے فوراً اعتراض کیا) اور کہنے لگا ان کا کیسا عجیب حال ہے کہ مدینہ منورہ میں مرنے والے کی خبر تو دے رہے ہیں لیکن اپنی اؤٹنی معلوم نہیں کہ کہاں ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ روئے ورجم ﷺ پر اس کا یہ قول مخفی نہ رہا۔ حضور نبی کریم ﷺ روئے ورجم نے فرمایا: منافق لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں اور میرا ناتھ (اؤٹنی) اس گھائی میں ہے۔ اس کی تکمیل ایک درخت میں الجھ گئی ہے۔ چنانچہ جیسا فرمایا: اسی شان سے وہ ناتھ پایا گیا۔ اس موقع پر اللہ ﷻ نے سورۃ الاعراف کی مذکورہ بالا آیت نمبر ۱۸۸ نازل فرمائی۔

اَلَا مَشَاءَ اللّٰهُ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم مالک حقیقی ہے۔ میرے پاس جو کچھ ہے سب اللہ ﷻ کی عطا اور چاہنے سے ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ میرے پاس کچھ نہیں اور مجھے اختیار نہیں اور میں مالک نہیں۔

لَا اَمْلِكُ میں تو ذاتی ملکیت مراد ہے۔ جو بغیر کسی کی عطا کے ہو۔ اور ملکیت اور اختیارات کی آیات مبارکہ میں عطائی ملکیت خدا و مراد ہے۔ یہاں ذاتی اور حقیقی علم کی نفی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کا علم اور اختیار ذاتی اور حقیقی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی صفات ذاتی اور حقیقی ہیں۔

فرمایا: اللہ ﷻ کے ارادے کے مقابل تو میں خود اپنی ذات کے نفع و نقصان کا مالک بھی نہیں کہ اگر رتبہ مجھے نقصان دینا چاہے اور میں اس کے مقابلے میں نفع حاصل کر لوں۔ یا رتبہ مجھے فائدے دینا چاہے اور میں اس کے خلاف نقصان کر لوں۔ میں تو اسی قدر مالک و مختار ہوں جس قدر رتبہ چاہے۔ میری ملکیت و اختیار اسی قدر ہے۔

قُلْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ اِنْ جِئْتِیْ اٰیٰتِیْ مَبٰرَکَہٗ فِیْہِ قُلْ فَرَمٰ کَر اللّٰہُ ﷻ نے یہ بتایا ہے کہ یہ بات نہ تو ہم فرمائیں گے اور نہ ہی کسی کو کہنے کی اجازت دیں گے۔ اس کلام کے لئے صرف آپ ﷺ کی زبان مبارک ہی ہے کہ آپ ﷺ

تواضع اور انکساری کے طور پر فرمائیں۔ ۲

اسی لئے قرآن مجید نے خود کہیں نہ فرمایا کہ نبی کریم ﷺ روئے ورجم ﷺ مجبور و بے بس ہیں۔ انہیں کچھ طاقت اور اختیار نہیں نہ یہ فرمایا کہ اے مسلمانو! تم یہ کہا کرو۔ بلکہ قرآن مجید میں اللہ ﷻ نے فرمایا: اِنَّا اَعْطٰیْکَ الْکُوْفَرُہٗ (الکوثر: ۱) ”بے شک ہم نے آپ ﷺ کو خیر کثیر عطا فرمائی ہے۔“ وَ وَجَدَکَ عَآیِلًا فَاَعْنٰی ۝ (النحل: ۸) ”اور ہم نے آپ کو حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔“

نبی کریم ﷺ روئے ورجم ﷺ اپنے متعلق رب ذوالجلال والا کرام کا ذکر کرتے ہیں: اِنَّا رَاٰیْنٰی اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْیَ یَدَیْ ۝ میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں لا کر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔“

تفسیر ضیاء القرآن:

”سورۃ الاعراف کی آیت مبارک نمبر ۱۸۸ میں حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ اپنی ذات مقدسہ سے الوہیت کی نفی فرما رہے ہیں کہ میں اللہ نہیں ہوں کیونکہ اللہ معبود اور خدا وہ ہے جس کی قدرت اور اختیار مستقل ہے جو چاہے کر سکتا ہے نہ کسی کام سے اُسے کوئی روک سکتا ہے اور نہ اُسے کسی کام پر مجبور کیا جاسکتا ہے اور مجھ میں یہ اختیار کامل اور قدرت مستقلہ نہیں پائی جاتی۔ میرے پاس جو کچھ ہے میرے رب کا عطیہ ہے اور میرا سارا اختیار اُسی کا عنایت فرمودہ ہے۔“

لَا اَمْلِكُ کے کلمات سے اپنے ذاتی اختیار کامل کی نفی فرمائی اور اَلَا مَشَاءَ اللّٰہ سے اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا کہ کوئی نادان یہ نہ سمجھے کہ نبی کریم ﷺ روئے ورجم ﷺ

۲۔ تفسیر فیسی جلد ۹ ص ۴۵۴۔ بخاری جلد ۸ ص ۱۰۸۸۔ مسند احمد جلد ۲ ص ۲۶۴۔ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۹ ص ۵۵ ج ۱ ص ۳۳۔ درمنثور جلد ۳ ص ۴۵۶۔ مسند ابوعبیدہ جلد ۱ ص ۳۹۵۔ صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۹۹۔ مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۲۸۔ مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۱۱۔ تفسیر الباری جلد ۳ ص ۳۰۳۔ تفسیر البخاری جلد ۱ ص ۱۵۲۔ دلائل النبوة جلد ۵ ص ۱۳۵۔ کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۸۹۹۔ شرح الہدایہ ص ۷۷۔

رحیم ﷺ کو نفع و ضرر کا کچھ اختیار ہی نہیں۔ فرمایا: مجھے اختیار ہے اور یہ اختیار اتنا ہی ہے جتنا میرے رب کریم نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ کتنا عطا فرمایا ہے تو انسانی عقل کا کوئی پیمانہ اور کوئی اندازہ اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ کوئی بناوٹی حد قائم نہیں کی جاسکتی۔ اس آیت کریمہ میں غور فرمائیے: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (اور (اے حبیب ﷺ) آپ (ﷺ) کا رب آپ (ﷺ) کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے)۔ کیا لطف ہے حضور ﷺ نے اپنی ساری توانائیوں اور قوتوں سے برأت کرتے ہوئے ہر بات اپنے خالق و مالک کی مرضی اور مشیت کے سپرد کر دی اور اُس بندہ نواز نے اپنی مشیت کو اپنے محبوب بندے (سرورِ انبیاء ﷺ) کی رضا اور خوشنودی پر منحصر فرما دیا۔ بتا دیا اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) کو دینے والا میں ہوں خود آپ (ﷺ) کو دوں گا اور اتنا دوں گا جتنا آپ (ﷺ) چاہیں گے۔ اب پیارے کریم آقا ﷺ کی وسعت کرم و ظرف ملاحظہ فرمائیے جب وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ کا مژدہ پہنچا تو عرض کیا: اے کریم پروردگار جل و علا میں تو اُس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میری اُمت کا آخری فرد بھی جنت میں نہ پہنچ جائے۔ انصاف کر دیا کیا جہنم سے بچا لینا دفع ضرر باذن اللہ نہیں؟ کیا جنت میں پہنچا دینا نفع رسائی باذن اللہ نہیں؟ ہے اور یقیناً ہے۔ (ضیاء القرآن جلد ۲ ص ۱۱۰)

اختیارِ مصطفیٰ کریم روف و رحیم ﷺ

حضرت ربیعہ بن کعب ﷺ سے فرمایا: مانگو:

حضرت ربیعہ بن کعب ﷺ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں رات کی گھڑیاں نبی کریم روف و رحیم ﷺ کے سایہ رحمت میں گزارتا تھا (یعنی سفر میں رات کی خدمت خصوصیت سے میرے سپرد تھی۔ آستانہ مبارک میں رات بھر دروازے پر رہتا تھا۔ ایک شب حسب معمول تہجد کے وقت وضو (شریف) کے لئے

پانی، مسواک اور مصلیٰ لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا بعض نسخوں میں اتیہہ ہے یعنی لایا کرتا تھا (تو ایک رات شانِ کریمی کی جلوہ گری ہوئی اور دریائے رحمت جوش میں آگیا۔ مجھے انعام دینے کا ارادہ فرمایا) میں آپ (ﷺ) کے پاس وضو اور دیگر ضروریات کے لئے پانی لایا۔ تو آپ (ﷺ) نے مجھے فرمایا: سَلِّ "مانگ لو" فرماتے ہیں میں نے عرض کیا، اَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ "میں آپ (ﷺ) سے جنت میں آپ (ﷺ) کی رفاقت مانگتا ہوں۔" آپ (ﷺ) نے فرمایا: اَوْ غَيْرَ ذَلِكَ "اس کے علاوہ اور کچھ" میں نے عرض کیا: هُوَ ذَلِكَ "بس یہی (کافی ہے)" تو آپ (ﷺ) نے فرمایا: فَأَعْنِي عَلَىٰ نَفْسِكَ بِكُفْرَةٍ السُّجُودِ "پھر زیادہ سجدے کر کے اپنے معاملہ میں میری مدد کر"۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: وَيُؤْخَذُ مِنْ اِطْلَاقِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْاَمْرُ بِالسُّؤَالِ اَنَّ اللّٰهَ مَكْنَهُ مِنَ الْعَطَاءِ كُلُّ مَا اَرَادَ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ ۝ "رسول اللہ ﷺ نے جو مطلقاً فرمایا "مانگو جو مانگتا ہے"۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ (ﷻ) نے آپ (ﷺ) کو خزانے سے جو چاہیں عطا کرنے پر قادر فرما دیا ہے۔ اللہ (ﷻ) نے دنیا اور آخرت کی تمام نعمتیں آپ (ﷺ) کی ملک اور اختیار میں دے دی تھیں کہ جس کو جو چاہیں جتنا چاہیں (بشرط موافقتِ تقدیر) عطا فرمادیں۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو عنایت:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم روف و رحیم ﷺ نے عید کے روز نماز کے بعد خطبہ (شریف) پڑھا اور ارشاد فرمایا: مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسْكَانَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسْكَ وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَيَلْجَأُ لَحْمٍ "جس نے ہمارے جیسی نماز پڑھی اور ہمارے جیسی قربانی کی تو اُس نے قربانی کی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی

۱۱۳۷ جلد ۱ ص ۱۷۱ ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۹۴ ۵۶۷ مشکوٰۃ ص ۸۴ مرآۃ جلد ۲ ص ۸۳ نسائی حدیث نمبر ۵۳۲۷

(تو وہ بکری قربانی کی نہ ہوگی) بلکہ گوشت کی ہوگی۔ یہ سن کر حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے تو نماز میں جانے سے پہلے قربانی کی اور میں یہ سمجھا کہ یہ دن کھانے پینے کا ہے تو میں نے جلدی کی۔ میں نے خود بھی کھایا اور اپنے عیال اور ہمسایوں کو بھی کھلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بِذَلِكَ شَأْنُ لَحْمٍ ”یہ بکری تو گوشت کی بکری ہے۔“ (یعنی قربانی نہیں ہوئی) حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے پاس ایک بکری ہے جو جذعہ ہے (پورے سال کی نہیں ہے) وہ گوشت کے لحاظ سے دو بکریوں سے بہتر ہے۔ کیا میں اس کی قربانی کر سکتا ہوں؟ تو فرمایا: نَعَمْ وَلَنْ تُجْزَى عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ ۖ ”ہاں! مگر تیرے سوا کسی کے لئے جائز نہیں“ (کافی نہ ہوگی)۔

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی گواہی:

مصنف ابن ابی شیبہ و تاریخ بخاری و مسند ابی یعلیٰ و صحیح ابن خزیمہ اور طبرانی میں حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حارث بن أسامہ بن نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ وہ سچ کر کر گیا اور گواہ مانگا۔ جو شخص آتا اعرابی کو جھڑکتا کہ خرابی ہو تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق کے سوا کیا فرمائیں گے۔ اتنے میں (حضرت) خزیمہ رضی اللہ عنہ بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ گفتگو سن کر بولے: اَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهُ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے حضور نبی کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بیچا ہے۔“ رسول کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے خزیمہ رضی اللہ عنہ تم موجود تو تھے ہی نہیں، تم نے گواہی کیسے دی؟“ عرض کیا: بِتَصْدِيقِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (وَفِي الثَّانِي) صَدَّقْتُكَ بِمَا جِئْتُ بِهِ وَ عَلِمْتُ أَنَّكَ لَا تَقُولُ إِلَّا حَقًّا (وَفِي الثَّلَاثِ) اَنَا أَصَدِّقُكَ عَلَى خَيْرِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا أَصَدِّقُكَ

۱۔ ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۱ بخاری جلد ۲ ص ۸۳۲ نسائی جلد ۲ ص ۲۰۴ تخفیم جلد ۲ ص ۱۳۹ کنز العمال حدیث ۱۲۱۸۹ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۲۸۴۔

عَلَى الْأَعْرَابِ (۱) ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے گواہی دے رہا ہوں۔ (۲) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین پر ایمان لایا اور یقین جانا کہ حضور نبی کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم حق ہی فرمائیں گے۔ (۳) میں آسمان و زمین کی خبروں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتا ہوں۔ کیا اس اعرابی کے مقابلے میں تصدیق نہ کروں؟ اس کے انعام میں حضور نبی کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اُن کی گواہی و مردوں کی شہادت کے برابر فرمادی اور ارشاد فرمایا: شَهِدَ لَهُ خَزِيمَةُ أَوْ شَهِدَ عَلَيْهِ فَحَسْبُهُ ۖ ”خزیمہ جس کسی کے نفع خواہ ضرر کی گواہی دیں ایک انہیں کی شہادت بس ہے۔“ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن عظیم کے حکم عام وَأَشْهَدُوا ذَوِي عَدْلٍ مِّنكُمْ سے خزیمہ رضی اللہ عنہ کو مشقی فرمادیا۔ یہ بھی حضور نبی کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کا ثبوت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حالت جنابت میں مسجد میں آنے کی اجازت:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: حضور نبی کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمایا: يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لَأَحَدٍ أَنْ يُجْنِبَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرِكَ ۖ ”اے علی رضی اللہ عنہ میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ اس مسجد میں بحالت جنابت داخل ہو“ ہر چیز کا مالک حقیقی صرف اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے اُس کی عطاء کے بغیر کوئی ایک ذرہ اور ایک قطرہ کا بھی مالک نہیں پھر اُس کریم مالک الملک نے مومن اور غیر مومن بندوں کو اپنی چیزوں کا مالک بنایا ہے۔ بندوں کی ملکیت عطائی مجازی اور عارضی ہے جبکہ رب ذوالجلال والاکرام کی ملکیت ذاتی اور حقیقی ہے۔

۱۔ مصنف عبدالرزاق جلد ۸ ص ۳۶۶ حدیث نمبر ۱۵۵۶۱۵۵۶۲۔ ۲۔ ترمذی حدیث نمبر ۳۳۷۷ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۶۶ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۰۹۸ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۸۸۵ مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۵۴۔

اللہ ﷻ نے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اختیار عطا فرمایا:

حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ خَيْرٌ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَأَخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ، فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ ؓ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي مَا يَكُنِي هَذَا الشَّيْخُ؟ إِنْ يَكُنِ اللَّهُ خَيْرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَمَا بَيْنَ عِنْدَهُ فَأَخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ الْعَبْدُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكُ ۹ "اللہ ﷻ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے چاہے دنیا میں رہے، چاہے اُس کو اختیار کرے جو اللہ (تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے پاس ہے تو اُس نے وہ اختیار کیا جو اللہ (ﷻ) کے پاس ہے۔ (اس پر) حضرت ابوبکر صدیق ؓ رو دیئے۔ (حضرت ابوسعید خدری ؓ فرماتے ہیں) میں نے اپنے دل میں سوچا اس شیخ (بزرگ) کو کس چیز نے رُلا لیا؟ اگر اللہ (ﷻ) نے اپنے بندے کو دنیا اور جو اللہ (ﷻ) کے پاس ہے میں اختیار دیا ہے اور اُس نے وہ اختیار کر لیا ہے جو اُس کے پاس ہے (تو یہ رونے کا کیا موقع ہے؟) چنانچہ بعد میں معلوم ہوا، اُس بندے سے مراد خود رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ ہی تھے اور حضرت ابوبکر ؓ ہم سے زیادہ حقیقت کو جاننے والے تھے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر (ؓ) نہ رو۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مَا مِنْ نَبِيٍّ يُمَرِّضُ إِلَّا خَيْرَ بَيْنِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَكَانَ فِي شُكْوَاهُ الَّذِي قَبِضَ أَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيدَةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مَعَ الدِّينِ انْعَمْتُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ

۹ بخاری جلد ۶ ص ۶۶ جلد ۳۲۶ تفسیر البخاری جلد ۸ ص ۸۱۶ مستدرک جلد ۳ ص ۱۸ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۵۹ ص ۳۲۵ ص ۲۸۵ مشکوٰۃ ص ۵۲۶۔

وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءَ وَالصَّالِحِينَ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ خَيْرٌ ۝ "نہیں بیمار ہوتے کوئی نبی (ﷺ) مگر انہیں دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا جاتا ہے اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اپنے اس مرض میں تھے جس میں وفات دیئے گئے، تو آپ ﷺ کو سخت خراٹے نے پکڑ لیا، تو میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا "اُن لوگوں کے ساتھ جن پر تو نے انعام فرمایا یعنی انبیاء کرام (علیہم السلام) صدیقین شہداء اور صالحین، تو میں نے جان لیا کہ آپ ﷺ کو اختیار دے دیا گیا ہے۔"

وضاحت: ساری مخلوق کی موت اضطراری ہوتی ہے مگر حضرات انبیاء کرام (علیہم السلام) کی وفات اختیاری ہوتی تھی انہیں رب ذوالجلال والاکرام کی طرف سے اختیار دیا جاتا تھا کہ چاہیں تو دنیا ہی میں رہیں، چاہیں تو رب ذوالجلال والاکرام کے پاس آجائیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام زندگی اور وصال اور ہر شعبہ حیات میں دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں۔

حضرت موسیٰ ؑ اور ملک الموت ؑ:

حضرت ابوبریرہ ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت موسیٰ ؑ کی طرف ملک الموت ؑ کو بھیجا گیا۔ جب حضرت عزرائیل ؑ اُن کے پاس آئے تو حضرت موسیٰ ؑ نے اُن کو طمانچہ مارا۔ فرشتہ اپنے رب کے پاس واپس چلا گیا اور عرض کیا۔ أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ "مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا ہے جو مرنا نہیں چاہتا۔" اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے فرمایا: اَرْجِعْ إِلَيْهِ "اُن کے پاس واپس جاؤ۔" اور اُن سے کہو: يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَنْ لَوَزَ فَلَهُ بِمَا غَطَّتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ "تیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھیں تو جسے ہال اُن کا ہاتھ ڈھانپ لے گا ہر ہال کے بدلے میں ایک سال عمر دے دی جائے گی۔" حضرت موسیٰ ؑ نے عرض کیا: أَيُّ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا؟ "اے میرے پروردگار پھر کیا

۱۰ مسند احمد جلد ۶ ص ۲۶۹ مشکوٰۃ ص ۵۴۷ ورنثو جلد ۲ ص ۱۸۳ ص ۸۹ ص ۶۸۹ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۶۲۰ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۲۳۔

ہوگا۔" قَالَ لَكُمْ الْمَوْتُ: "اللہ ﷻ نے فرمایا: پھر موت۔" قَالَ فَاِلٰی: "حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: پھر ابھی فوت کر دے۔"

دوسری روایت مبارک میں ہے جب ملک الموت اللہ ﷻ کی بارگاہ میں لوٹے اور عرض کیا کہ تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو مرنا نہیں چاہتا بلکہ اُس نے میری آنکھ پھوڑ ڈالی ہے۔ فَرَدَّ الْمَلَكُ عَلَيْهِ: "تو اللہ ﷻ نے اُس کی آنکھ لوندی۔" علامہ خطابی علیہ الرحمہ نے کہا اگر یہ کہا جائے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام فرشتہ کے ساتھ ایسا سلوک کریں اُن کا ملک الموت تک ہاتھ کیسے پہنچا؟ اور وہ اُن کی روح قبض نہ کر سکے اور کیسے اُن سے اللہ ﷻ کا حکم پورا نہ ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے حضرت سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اُن کی زندگی میں اکرام میں منفرد اور یکتا کیا تھا اور جب اُن کی موت قریب آئی تو اُن پر مزید مہربانی فرمائی کہ فرشتہ کو اُن کو روح جبراً قبض کرنے کا حکم نہ دیا اور امتحان کے طور پر اُس کو بشر کی صورت میں بھیجا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اچھا نہ جانا اور اُس کو اپنے سے ہٹانا چاہا تو چونکہ وہ بشری صورت میں تھا اس لئے اُس کی آنکھ ٹھانچے سے باہر نکل آئی۔ پھر اللہ ﷻ نے (حضرت) ملک الموت (علیہ السلام) کی آنکھ واپس کی تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہو جائے کہ ملک الموت اللہ ﷻ کے حکم سے آئے ہیں۔ اس لئے آپ نے پھر اللہ ﷻ کی قضاء تسلیم کر لی اور اس لئے راضی ہو گئے۔

مسئلہ: اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نورانی فرشتہ بشری صورت اور اُس کے عوارض اختیار کر سکتا ہے اور اُس کی نورانیت اور ملکوتیت باقی رہتی ہے اور بشر و نور دونوں جمع ہو جاتے اور ہو سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے جب اللہ ﷻ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حضرت بی بی مریم رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تو: فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (مریم: ۱۷) "کامل بشر کی طرح ظاہر ہوئے۔" اُس وقت وہ نور بھی تھے اور بشر بھی۔

صحیح اسلامی عقیدہ سے عبارت ملاحظہ فرمائیں

4۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کوئی ذرہ کا مالک بھی نہیں

(قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا) (السائدہ: ۱۷)

"آپ (ﷺ) کہہ دیجیے کون ہے جو اللہ کے مقابلے میں ذرا سا بھی اختیار رکھتا ہو۔"

(قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِنْفَعًا خَدًّا فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمْ مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ) (سبا: ۲۲)

"(اے رسول ﷺ) کہہ دیجیے کہ جن کو تم اللہ کے علاوہ مشکل کشا سمجھتے ہو۔ انہیں بارود (تاکہ وہ تمہاری مشکل کو حل کریں، لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ) وہ آسمانوں اور زمین میں ایک ذرہ کے بھی مالک نہیں، اور نہ آسمانوں اور زمین میں ان کی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔"

(يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاذْكُرُوا اللَّهَ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَفِيدُوا مِنْهُ) (الحج: ۱۷)

"لوگو! ایک مثال بیان کی جا رہی ہے، ذرا کان لگا کر سن لو! اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے ہو وہ تو ایک کبھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، اگر چند سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ اگر کبھی ان سے کوئی چیز لے جائے تو یہ تو اس (چیز) کو بھی اس کبھی سے حجب نہیں کر سکتے۔"

(وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْعٍ) (الفاطر: ۱۳)

”(لوگوں) جنہیں تم اس (اللہ) کے سوا پکار رہے ہو۔ وہ تو سمجھو کی محفل کے چمکے کے بھی مالک نہیں۔“

5۔ حکومت دینا اور چھیننا، عزت اور ذلت دینا

اور تمام بھلائیاں صرف اللہ کے اختیار میں ہیں

﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْغَيْرُ يُؤْتِي عَلَى سُلْطَانٍ مُبِينٍ﴾ (آل عمران: ۲۶)

”آپ (ﷺ) کہہ دیجیے، اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جس کو چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے بادشاہت چھین لے، تو جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے، ہے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔“

جن جن کو ملک عطا فرمایا:

۱۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِي حَاجَّ اِبْرَاهِيْمَ فِي رَبِّهِ اَنْ اِنَّهُ اللّٰهُ الْمُلْكُ..... (البقرة: ۲۵۸) ”کیا آپ (ﷺ) نے اُسے نہیں دیکھا تھا جو ابراہیم (ؑ) سے اُس کے رب (ﷻ) کے بارے میں جھگڑا کرتا تھا حالانکہ اللہ (ﷻ) نے اُسے ملک عطا فرمایا۔“

۲۔ وَقَتْلَ دَاوُدَ جَالُوتَ وَاِنَّهُ اللّٰهُ الْمُلْكُ وَالْحِكْمَةُ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ..... (البقرة: ۲۵۱) ”داؤد (ؑ) نے جالوت کو قتل کیا اور اللہ (ﷻ) نے داؤد (ؑ) کو ملک اور حکمت اور علم عطا فرمایا جتنا کچھ چاہا۔“

۳۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مَا لَكَ الْمُلْكُ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِنْ تَشَاءُ..... (آل عمران: ۲۶) ”(اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (ﷺ) فرمائیں اے میرے اللہ (جل جلالک) تو ملک کا مالک ہے تو جسے چاہے ملک عطا فرمائے اور جس سے چاہے ملک چھین لے۔“

۴۔ ملکوں کا مالک حقیقی رب ذوالجلال والاکرام ارشاد فرماتا ہے: وَاللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (البقرة: ۲۴۷) ”اور اللہ (ﷻ) جسے چاہے اپنا ملک عطا فرمائے اور اللہ (ﷻ) وسعت والاعلم والا ہے۔“

۵۔ رَبِّ قَدْ اتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ..... (یوسف: ۱۰۱) ”حضرت یوسف (ؑ) نے عرض کیا: اے میرے رب (ﷻ) بے شک تو نے مجھے ملک عطا فرمایا۔“

۶۔ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ اِبْرَاهِيْمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا (النساء: ۵۴) ”پس تحقیق ہم نے ابراہیم (ؑ) کی آل کو کتاب اور حکمت بھی دی اور ملک عظیم بھی عطا فرمایا۔“

۷۔ حضرت سیدنا سلیمان (ؑ) نے اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم سے گزارش کی: قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَا يَنْغِيْ لِيْ اَحَدٌ مِنْۢ بَعْدِي ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (ص: ۳۵) ”عرض کیا اے میرے رب (ﷻ) مجھے بخش دے اور مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے سوا کسی (شخص) کے لائق نہ ہو۔“

۸۔ جب حضرت سیدنا سلیمان (ؑ) نے یہ دعا فرمائی تو اللہ (ﷻ) نے انہیں یہ نہیں فرمایا کہ میں کسی کو ملک نہیں دیتا بلکہ انہیں بہت بڑا ملک عطا فرمایا اور کتنی رفعت عطا فرمائی، فرمایا: وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّیْحُ عَاصِفَةٌ تَجْرِیْ بِاَمْرِیْ اِلٰی الْاَرْضِ الَّتِیْ بَارَكْنَا فِیْهَا..... (الاعیاء: ۸۱) ”اور ہم نے تیز ہوا سلیمان (ؑ) کے تابع کر دی جو اُن کے حکم کے مطابق اُس زمین کی طرف چلتی تھی جہاں ہم نے برکت دے رکھی تھی۔“

یعنی جس طرح پہاڑ اور پرندے حضرت داؤد (ؑ) کے لئے مسخر کر دیئے تھے اسی طرح ہوا حضرت سلیمان (ؑ) کے تابع فرمادی گئی تھی وہ اپنے اعیان سلطنت سمیت تخت پر بیٹھ جاتے تھے اور جہاں چاہتے مہینوں کی مسافت لکھوں اور ساعتوں میں طے کر کے وہاں پہنچ جاتے۔ ہوا آپ کے تخت کو اُڑا کے لے جاتی با برکت زمین سے مراد شام کا علاقہ ہے۔ (تفسیر احسن البیان ص ۸۱ ۷۸ بحمد حدیث)

۹۔ وَأَسْلَمْنَا لَهُ عَيْنَ الْقَطْرِ ط... (سہا: ۱۲) ”اور ہم نے اُن کے لئے پچھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا“۔ وَمِنَ الْجَنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ ط... (سہا: ۱۲) ”اور جنات میں سے اُس کے رب کے حکم سے اُس کی ماتحتی میں اُس کے سامنے کام کرتے تھے“۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو بہت کچھ عطا فرمایا:

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَقَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا وَآتَاكُمْ مَا لَمْ يُوْتِ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ ۝ (المائدة: ۲۰) ”اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا: اے میری قوم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا احسان اپنے اوپر یاد کرو کہ تم میں سے پیغمبر کئے اور تمہیں بادشاہ کیا اور تمہیں وہ دیا جو سارے جہاں میں کسی کو نہ دیا“۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا ملک:

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم فرماتا ہے: ... وَإِذْ كُرَّ عَبْدُنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعُشِيِّ ۝ وَالْإِشْرَاقِ ۝ وَالطُّيْرِ مَحْشُورَةً ۝ كُلُّ لَّهُ أَوَّابٌ ۝ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَأَتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَضَّلْنَا الْخِطَابَ ۝ (ص: ۲۰ تا ۲۱) ”اور ہمارے نعمتوں والے بندے داؤد (علیہ السلام) کا ذکر فرمائیں۔ بے شک وہ بڑے رجوع کرنے والے ہیں۔ بے شک ہم نے اُن کے ساتھ پہاڑ مسخر کر دیئے کہ تسبیح کرتے ہیں شام اور سورج چمکتے اور پرندے جمع کئے ہوئے سب اُن کے فرمانبردار تھے اور ہم نے اُن کے ملک کو مضبوط کیا اور اُن کو حکمت اور قول فیصل عطا فرمایا“۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے نورانی ہاتھ مبارک کی برکت:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: نبی کریم رؤف

ورحیم ﷺ نے ”ابورافع“ کی طرف ایک جماعت بھیجی (جس کی قیادت حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے)۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ چاندنی رات میں ہی اپنی جماعت کو باہر چھوڑ کر ایک حیلہ سے اکیلے ”ابورافع“ کے بالا خانہ پر چڑھ گئے وہاں بہت سے لوگ سو رہے تھے پہچان نہ سکے کہ ابورافع کون ہے؟ (اُسے آہستہ سے آواز دی۔ ابورافع نیند کی غشی میں بول پڑا ”ہوں“۔ اُس ہوں کی آواز پر اُس کے بستر پر پہنچ گئے اُس کے پیٹ میں تلوار گھونپی اور لوٹے پھر خیال آیا شاید مرا نہیں اور بولے ابو رافع کیا ہوا وہ چنچا کہ مجھے کوئی مار گیا ہے آپ نے دوبارہ اُس کے پیٹ میں تلوار ماری اچھی طرح سے اُس کا کام تمام کر دیا) حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اُس کے پیٹ میں تلوار ماری کہ وہ اُس کی پیٹھ میں گزر گئی۔ میں سمجھ گیا کہ میں نے اُسے قتل کر دیا ہے۔ (ابورافع کے محل کے بہت دروازے تھے آپ نے اوپر جانے والے سارے دروازے اندر سے بند کر لئے تھے تاکہ وقت پر باہر سے ابورافع کو بند نہ پہنچ سکے) حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں واپسی پر میں دروازے کھولنے لگا یہاں تک کہ آخری سیڑھی تک پہنچ کر سمجھا کہ آخری سیڑھی ہے لیکن ابھی ایک سیڑھی باقی تھی) میں نے پاؤں رکھا تو میں چاندنی رات میں گر گیا میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اپنی پگڑی سے پنڈلی کو باندھ لیا پھر میں اپنے ساتھیوں کی طرف چلا۔ بعد ازیں میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہ عالیہ تک پہنچا۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو سارا واقعہ سنایا اور اپنی پنڈلی کے ٹوٹنے کا ذکر کیا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسْطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا فَكَانَتْ أَمْسَتْ كِهَالِ ”اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا آپ رضی اللہ عنہ نے اُس پر اپنا نورانی ہاتھ مبارک پھیرا تو گویا میں نے کبھی اس کی شکایت نہ کی تھی“۔ (گویا پنڈلی کبھی ٹوٹی نہ تھی)۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اسم مبارک تکلیف دُور کرنے کا وسیلہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سُن ہو گیا تو کسی دوست نے

کہا آپ کسی ایسے محسن انسان کا ذکر کیجئے جس کے ساتھ آپ کو سب سے زیادہ محبت ہو تو انہوں نے کہا: يَا مُحَمَّدُ (صلی اللہ علیک وسلم) تو یہ کہتے ہی اُن کا سویا ہوا پاؤں ٹھیک ہو گیا۔ معلوم ہوا پیارے آقا علیہ السلام کا نام نامی اسم گرامی اتنا عظیم اور برکتوں والا ہے کہ جو نبی پکاریں يَا مُحَمَّدُ (صلی اللہ علیک وسلم) تو تکلیفیں دور ہو جاتی ہیں۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محولہ بالا واقعہ لکھتے ہوئے عنوان دیا ہے: (بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا خَذَرَتْ رَجُلَهُ) یعنی ”جس کا پاؤں سن ہو جائے وہ کیا کہے؟“

حدیث شریف یہ ہے: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي اسْحَقٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَذَرْتُ رَجُلًا ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَذْكَرَ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدٌ

”حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ہم سے بیان کیا حضرت ابو نعیم علیہ الرحمہ نے وہ فرماتے ہیں ہم سے بیان کیا حضرت سفیان علیہ الرحمہ نے وہ حضرت ابو اسحاق علیہ الرحمہ سے وہ حضرت عبد الرحمن بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو اُن کو کسی شخص نے کہا آپ ایسے انسان کا ذکر کریں جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا يَا مُحَمَّدُ (صلی اللہ علیک وسلم)۔“

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اسم مبارک اور وسیلہ پاک سے بینائی لوٹ آئی:

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک نابینا

۲۔ اصل کتاب الادب المفرد ص ۱۴۲ چھاپہ مصر الادب المفرد ص ۱۴۲ چھاپہ بیروت لبنان کتاب عمل الیوم واللیلۃ ص ۲۸۸ از المعروف ابن اسنی ۳ سندیں کتاب الاذکار ص ۲۷۱ علامہ نووی علیہ الرحمہ تحفۃ الذاکرین ص ۲۳۹ علامہ شوکانی۔

صحابی رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) سے دُعا فرمائیے کہ وہ مجھے عافیت عطا فرمائے (یعنی آنکھوں کی بینائی درست ہو جائے اور میں شفاء پاؤں) آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دُعا فرماؤں اور اگر تو صبر کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ اُس نے عرض کیا آپ ﷺ دُعا فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے اُس کو حکم فرمایا کہ وضو کر اور اچھی طرح سے وضو کر اور ان کلمات کے ساتھ دُعا کر۔ بعض روایات میں ہے کہ اُس کو فرمایا دو رکعت نماز ادا کر اور دُعا یوں کر:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى لِي اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ

”اے میرے اللہ (ﷻ) میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی (حضرت) محمد (ﷺ) کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) میں آپ (ﷺ) ہی کے وسیلہ سے اپنے رب (کریم) کی بارگاہ میں اپنی حاجت کے بارے میں متوجہ ہوتا ہوں (اور دُعا کرتا ہوں) تاکہ وہ میرے لئے پوری ہو جائے یا اللہ (ﷻ) تو میرے بارے میں آپ (ﷺ) کی سفارش قبول فرما۔“

تمام محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا روایت ترمذی شریف نسائی شریف اور متدرک حاکم شریف کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ نیز ابن ماجہ کے حوالہ سے بھی اسے نقل کیا گیا ہے اور اسے حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ کی شرط پر صحیح کہا گیا ہے جیسا کہ علامہ شوکانی (جسے ابن تیمیہ کے مقلدین المحدثین حضرات اپنا امام مانتے ہیں) نے ”تحفۃ الذاکرین“ صفحہ ۱۶۱ میں لکھا ہے۔ نیز یہ بھی تحریر کیا ہے کہ جب اُس نابینا نے دُعا کی اور کھڑا ہوا تو اُس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ سابقہ محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ترمذی شریف کے حوالہ سے اس

حدیث پاک کو نقل کیا ہے مگر موجودہ ترمذی شریف سے ”یا محمد“ کاٹ دیا گیا ہے۔ اسی طرح نسائی شریف کے موجودہ نسخوں میں یہ حدیث پاک نہیں ملتی۔ جن پہلے محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس حدیث پاک کو نقل کیا ہے۔ اُن کی کتابوں کے نام قارئین کرام کی خدمت میں معلومات میں اضافہ کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ ۳۔
اس دُعا کو اُس وقت کیا گیا، جب سرکار کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہری زمانہ حیات میں تھے مگر جب آپ ﷺ نے دُنیا سے پردہ فرمایا تو ایک دفعہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک شخص اُن کے پاس کسی ضرورت کے پیش نظر گیا۔ لیکن حضرت امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کوئی توجہ نہ فرمائی۔ ایک دن اُس شخص کی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اور اُن سے اُس نے اپنے واقعہ کو بیان کیا تو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا: فکر نہ کرو۔ تازہ وضو کرو اور پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نفل نماز ادا کرو اور دُعا کرو۔ اُس سائل کو وہ دُعا بتائی جو اوپر آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اس عمل کے بعد وہ شخص امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ دروازے پر دربان نے فوراً استقبال کیا اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ عربی ص ۱۰۰ المعجم الصغیر للطبرانی ص ۱۰۴ مسند احمد جلد ۳ ص ۱۳۸ (۳ سندیں) جامع صغیر جلد ۱ ص ۵۹ صحیح ابن خزیمہ جلد ۳ ص ۲۲۶ ۲۲۵ ابن السنی ص ۷۰ تحفۃ الذاکرین ص ۱۶۱ حصین عربی ص ۹۷ شفاء السقام ص ۱۶۵ کتاب الذاکر نووی ص ۱۶۷ مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۱۱۳ ۱۱۹ خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۲۰۱ اصحاب ابن حجر ص ۱۶۴ کنز العمال جلد ۱ ص ۹۳ روح المعانی جلد ۲ ص ۱۲۶ ۱۲۵ تاریخ جیب ص ۱۸۹ کتاب الشفاء اردو جلد ۱ ص ۲۳۱ شرح شفاء ملاحی قاری علیہ الرحمہ جلد ۲ ص ۱۰۶ نسیم الریاض جلد ۳ ص ۳۹۸ ۱۰۶ البدایہ والنہایہ جلد ۱ ص ۱۶۱ ۱۶۲ تحفۃ الطالبین جلد ۱ ص ۱۲ مصری چھاپہ خانہ علیہ السلام جلد ۱ ص ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ۱۷۰۱ ۱۷۰۲ ۱۷۰۳ ۱۷۰۴ ۱۷۰۵ ۱۷۰۶ ۱۷۰۷ ۱۷۰۸ ۱۷۰۹ ۱۷۱۰ ۱۷۱۱ ۱۷۱۲ ۱۷۱۳ ۱۷۱۴ ۱۷۱۵ ۱۷۱۶ ۱۷۱۷ ۱۷۱۸ ۱۷۱۹ ۱۷۲۰ ۱۷۲۱ ۱۷۲۲ ۱۷۲۳ ۱۷۲۴ ۱۷۲۵ ۱۷۲۶ ۱۷۲۷ ۱۷۲۸ ۱۷۲۹ ۱۷۳۰ ۱۷۳۱ ۱۷۳۲ ۱۷۳۳ ۱۷۳۴ ۱۷۳۵ ۱۷۳۶ ۱۷۳۷ ۱۷۳۸ ۱۷۳۹ ۱۷۴۰ ۱۷۴۱ ۱۷۴۲ ۱۷۴۳ ۱۷۴۴ ۱۷۴۵ ۱۷۴۶ ۱۷۴۷ ۱۷۴۸ ۱۷۴۹ ۱۷۵۰ ۱۷۵۱ ۱۷۵۲ ۱۷۵۳ ۱۷۵۴ ۱۷۵۵ ۱۷۵۶ ۱۷۵۷ ۱۷۵۸ ۱۷۵۹ ۱۷۶۰ ۱۷۶۱ ۱۷۶۲ ۱۷۶۳ ۱۷۶۴ ۱۷۶۵ ۱۷۶۶ ۱۷۶۷ ۱۷۶۸ ۱۷۶۹ ۱۷۷۰ ۱۷۷۱ ۱۷۷۲ ۱۷۷۳ ۱۷۷

فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۶۰ (اے اللہ ﷻ) اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو بخش دے تو تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن اُس فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ

نے اللہ ﷻ کا ارشاد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی

نسبت تلاوت فرمایا: پھر فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي وَبِكِي فَقَالَ

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ يَا جَبْرِئِلُ أَذْهَبُ إِلَى مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ فَأَسْأَلُهُ

مَا يَبْكِيكَ فَتَأْتَاهُ جَبْرِئِلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

بِمَا قَالَ وَهُوَ أَعْلَمُ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا جَبْرِئِلُ أَذْهَبُ إِلَى مُحَمَّدٍ

فَقُلْ أَنَا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسْؤُهُ كَ ۝۶۱ آپ ﷺ

نے اپنے دونوں نورانی ہاتھ مبارک اٹھائے اور عرض کیا اے میرے اللہ (جل جلالک)

میری اُمت میری اُمت اور رونے لگے، اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے فرمایا: اے جبریل

(علیہ السلام) تم (حضرت) محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور تیرا رب خوب جانتا ہے لیکن تم

جا کر اُن سے پوچھو وہ کیوں روتے ہیں؟ (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) آپ ﷺ

کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور پوچھا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) آپ کیوں

روتے ہیں؟ آپ ﷺ نے سب حال بیان فرمایا۔ حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے اللہ

ﷻ کی منزلہ پاک بارگاہ میں عرض کیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا اللہ ﷻ نے فرمایا: اے

جبرائیل (علیہ السلام) حضرت محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور کہہ کہ ہم آپ (ﷺ) کو آپ

(ﷺ) کی اُمت کے بارے میں خوش کر دیں گے اور ناراض نہیں کریں گے۔

رَبِّ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ کریم حقیقی کا کیسا کرم ہے کہ ہمارے شفیق و کریم

مہربان محبوب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرمایا ہے کہ ہم آپ ﷺ کو راضی کر

دیں گے اور آپ ﷺ کی اُمت کے بارے میں ناراض نہیں کریں گے۔ اللہ

۱۔ المائدہ: ۱۱۸۔ ۲۔ مسلم جلد ۱ ص ۱۱۳ شرح النبی جلد ۷ ص ۵۰۸ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷

ص ۲۹۵۔ ۳۔ مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۰۰ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۵۷ قرطبی جلد ۳ جز ۶ حدیث نمبر ۳۷۹

جلد ۱ جز ۲۰ حدیث نمبر ۹۵۔

آپ ﷺ کے بلند مرتبے کو بیان فرما رہا ہے کہ خالق کائنات جل و علا محبوب

کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا چاہتا ہے اور یہ حدیث شریف و لَسَوْفَ يُعْطِيكَ

رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ کے مطابق ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم آپ ﷺ

کو عطا فرمائے گا کہ آپ ﷺ راضی ہو جائیں گے یہ جو فرمایا کہ اے محبوب صلی اللہ

علیک وسلم ہم آپ ﷺ کو ناراض نہیں کریں گے رضا مندی تو جب بھی ہو جاتی کہ اللہ

تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم بعضوں کو معاف فرماتا اور بعضوں کو جہنم میں لے جاتا مگر

آپ ﷺ کو رنج رہتا اُن لوگوں کا جو جہنم میں جاتے۔ تو فرمایا ہم آپ ﷺ کو

ناراض نہیں کریں گے بلکہ آپ ﷺ کی ساری اُمت کو نجات دیں گے۔

بت تکلیف دُور نہیں کر سکتے:

قُلْ ادْعُوا إِلَيْنِ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ

الصُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَخْوِيلًا ۝۵۶ (بنی اسرائیل: ۵۶) (اے محبوب صلی اللہ علیک

وسلم) آپ (ﷺ) فرمائیں کہ اللہ (ﷻ) کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں

(یعنی لکڑی پتھر کے بتوں کو) پکارو نہ تم سے تکلیف دُور کر سکتے ہیں اور نہ پھیر سکتے ہیں

(نہ بدل سکتے ہیں)۔

اللہ (ﷻ) کے بندے تکلیف دُور کر سکتے ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے بندوں کے پاس اپنی تکالیف کا اظہار

کرنا اور تکلیف دُور کرنے کے لئے مدد چاہنا جائز ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم ارشاد فرماتا ہے: فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ

قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسْنَا وَأَهْلْنَا الصُّرُوجُنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَلَةٍ

فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ۝

(یوسف: ۸۸) ”پھر جب یہ لوگ اُس (یعنی عزیز مصر یوسف علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو

بولے اے عزیز (مصر) ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو ضرر (تکلیف مصیبت) پہنچی

۱۔ المائدہ: ۱۱۸۔ ۲۔ مسلم جلد ۱ ص ۱۱۳ شرح النبی جلد ۷ ص ۵۰۸ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷

ص ۲۹۵۔ ۳۔ مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۰۰ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۵۷ قرطبی جلد ۳ جز ۶ حدیث نمبر ۳۷۹

جلد ۱ جز ۲۰ حدیث نمبر ۹۵۔

ہے اور ہم بے قدر پونجی لے کر آئے ہیں تو آپ ہمیں پورا ناپ دیتے اور ہم پر خیرات کیجئے۔ اللہ (ﷻ) خیرات کرنے والوں کو صلہ عطا فرماتا ہے۔

فرشتے نجات دہندہ

جب حضرت سیدنا ابراہیم (ﷺ) کے پاس فرشتے حضرت سیدنا اسحاق (ﷺ) اور حضرت سیدنا یعقوب (ﷺ) کی ولادت کی خوشخبری لے کر آئے تو ساتھ یہ بھی عرض کیا وہ کہ سدوم بستی والوں کو تباہ کرنے آئے ہیں۔ اس بستی کے لوگ بڑے ظالم ہیں۔ تو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اِنَّ فِيْهَا لُوطًا ”اس بستی میں (حضرت) لوط (ﷺ) رہتے ہیں۔“ تو فرشتوں نے عرض کیا: (قَالُوا) نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ”ہمیں خوب معلوم ہے جو کوئی اس (بستی) میں رہتا ہے۔“ لَنْ نَجِيْنَهُ وَاَهْلَهُ اِلَّا اَمْرًا نَّهٗ كَانَتْ مِنْ الْغَابِرِيْنَ ”(العنکبوت: ۳۲) ”ہم ضرور انہیں اور ان کے گھر والوں کو نجات دیں گے سوائے ان کی بیوی کے وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہے۔“

علم ملائکہ:

(فرشتوں نے عرض کیا) ہمیں علم ہے کہ اختیار اور مومن کون ہیں اور اشرار کون؟ (تفسیر احسن البیان ص ۹۳۹ حاشیہ نمبر ۴) جب فرشتے حضرت سیدنا لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے انہوں نے عرض کیا: ہم انسان نہیں ہیں۔ (گو بشری صورت میں ہیں) بلکہ ہم اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے فرشتے ہیں۔ آپ نہ خوف کھائیں اور نہ غم کریں۔ اِنَّا مُنْجُوْکَ وَاَهْلَکَ اِلَّا اَمْرًا نَّهٗ کَانَتْ مِنْ الْغَابِرِيْنَ ”(العنکبوت: ۳۳) ”بیشک ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو نجات دیں گے سوائے آپ کی بیوی کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہے۔“

المحدیث (غیر مقصدین) کے مفسر نے تفسیر احسن البیان میں لکھا ہے ”فرشتوں نے حضرت سیدنا لوط (ﷺ) کی اس پریشانی اور غم و حزن کی کیفیت کو دیکھا تو

انہیں تسلی دی اور کہا کہ آپ کوئی خوف اور حزن نہ کریں۔ ہم اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی طرف سے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں۔ ہمارا مقصد آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو سوائے آپ کی بیوی کے نجات دلانا ہے۔ (تفسیر احسن البیان ص ۹۳۹ حاشیہ نمبر ۷ چھاپہ سعودی عرب)

سورۃ الحجر میں ہے: قَالُوا ”فرشتوں نے کہا: اِنَّا اُرْسِلْنَا اِلٰی یَوْمٍ مُّجْرَمٰیْنَ ۝ اِلَّا اِلَ لُّوْطٍ ۚ اِنَّا لَمُنْجُوْهُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ (آیت: ۵۹) ”ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں مگر (حضرت سیدنا لوط (ﷺ) کے گھر والے کہ ان سب کو ہم بچالیں گے۔“ معلوم ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے بندے بھی نجات دہندہ اور بچانے والے ہوتے ہیں۔ فرشتے بھی اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے بندے جبکہ نوری بندے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَجَعَلُوْا الْمَلَٰئِکَۃَ الَّذِیْنَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ اِلَّا اِنَاثًا (الزحرف: ۱۹) ”اور انہوں نے فرشتوں کو (جو) کہرجن کے بندے ہیں عورتیں ٹھہرایا (یعنی کہا)۔“

ہمیں یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم خود بخود بچاتا اور نجات دیتا ہے جبکہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے بندے اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی دی ہوئی طاقت و توفیق سے نجات دیتے ہیں اور بچاتے ہیں۔ لہذا یہ عقیدہ عقیدہ توحید ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم بھی نجات دہندہ ہے اور مشکل کشا ہے اور اس کے بندے بھی نجات دہندے اور مشکل کشا ہیں۔ اس فرق کے ساتھ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ خود بخود اور اس کے بندے اللہ (عزوجل) کی توفیق سے۔

بزرگوں کی شان:

اگرچہ بزرگ آسمانی اور زمینی نظام میں ذاتی اور مستقل بالذات حیثیت سے اختیار نہیں رکھتے۔ مگر اللہ تبارک و تعالیٰ کی جناب میں یہ برگزیدہ ہستیاں اس مقام اور درجہ کی حامل ہیں کہ رب کائنات کی بارگاہ میں جو سوال کریں اللہ قادر مطلق اُسے پورا فرما دیتا ہے۔ اسی لئے اہل ایمان اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی مشکلات

کے حل کے لئے سوال کرتے ہیں۔

یہ بات یاد رہے ولی اللہ جیسے اس دنیا میں رہتے ہوئے ولی اللہ ہوتے ہیں ایسے ہی وہ عالم برزخ میں بھی ولی اللہ ہوتے ہیں۔ عظمت اور مقام یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اُن کے بارے میں فرماتا ہے: كُنْتُ مَسْمُوعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرُهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَذُوَ الَّذِي يَنْبِطِشُ بِهَا وَرَجُلُهُ الَّذِي يَمْشِي بِهَا ”میں ہی اُس کا کان ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اُس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اُس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔“

(ترجمہ) از: وحید الزماں صاحب غیر مقلد تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۸ ص ۳۳۹) خالق کائنات نے انہیں ایسی نعمت سے نوازا ہے کہ جس کا انکار کوئی مسلمان نہیں کر سکتا اور پھر اسی حدیث قدسی شریف میں ارشاد خداوندی ہے: وَإِنِّي مَسْأَلِي لَا غُطِيَّةَ ۝ ”وہ اگر مجھ سے مانگتا ہے تو میں اُس کو عطا فرماتا ہوں۔“

ذّرے کے مالک کون نہیں؟

قُلْ اذْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ ذُورِ اللَّهِ ۚ لَا يَمْلِكُونَ مِنْفَالِ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شَرْكٍَ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ ۝ (سبا: ۲۲) ”(اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (ﷺ) فرمائیں پکارو انہیں اللہ (ﷻ) کے سوا جنہیں تم اللہ (ﷻ) کے سوا (معبود) سمجھتے ہو۔ وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور ان کا ان دونوں میں کچھ حصہ ہے اور نہ اللہ (ﷻ) کا اُن میں کوئی مددگار ہے۔“

بخاری جلد ۲ ص ۹۲۳ شرح السنۃ جلد ۵ ص ۱۹ قرطبی جلد ۳ ص ۲۶۱ مشکوٰۃ ص ۱۷۹ فتح الباری جلد ۱ ص ۳۳۰ تفسیر الخیر جلد ۳ ص ۱۷۷ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۶۲ جلد ۱۰ ص ۲۱۹ کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۳۷۷ تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۳۹ مشکوٰۃ ص ۱۷۹ تفسیر البخاری جلد ۹ ص ۷۹۲۔

”صحیح اسلامی عقیدہ“ نامی پمفلٹ کے مؤلف نے قُلْ اذْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ ذُورِ اللَّهِ کا ترجمہ کیا ہے ”جس کو تم اللہ کے سوا مشکل کشا سمجھتے ہو۔“ حالانکہ یہ ترجمہ بنیادی نہیں ہے۔ سعودی عرب کے چھپے ہوئے ترجمہ اور تفسیر احسن البیان میں لکھا ہے ”جن جن کا تمہیں معبود ہونے کا گمان ہے۔“ (ص ۱۲۰۵ حاشیہ نمبر ۱) اس مقام پر مودودی صاحب نے ترجمہ کیا ہے:-

۱۔ ”(اے نبی اُن مشرکین سے) کہو کہ پکار دیکھو اپنے اُن معبودوں کو جنہیں تم اللہ کے سوا اپنا معبود سمجھے بیٹھے ہو۔“ ۹

۲۔ شبیر احمد عثمانی صاحب نے ”تفسیر عثمانی“ میں زیر آیت لکھا ہے: ”یہاں سے مشرکین مکہ کو خطاب ہے۔“

۳۔ تفسیر ”بیان القرآن“ میں اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ہے: ”اس سے مراد معبودان باطل ہیں۔“

نوٹ: سورہ سبا کی سورت ہے۔ مکہ مکرمہ کے مشرکین و کفار ۳۶۰ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ انہیں اپنا معبود بنا رکھا تھا۔ لکڑی و پتھر کی مورتیاں نہ تو رسول تھے اور نہ ہی اولیاء، وہ محض بے جان بت تھے جنہیں مشرکین مکہ مکرمہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا شریک بنا کر پوجتے تھے۔ یادہ لوگ ملائکہ اور جنات کی عبادت کرتے تھے۔

دیگر مفسرین نے جو کچھ لکھا ہے اُس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں اللہ (ﷻ) نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا: (قُلْ) يَا مُحَمَّدُ لِكُفَّارِ مَكَّةَ بَنِي مَلِيحٍ (اذْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ) عَبَدْتُمْ (مِنْ ذُورِ اللَّهِ) حَتَّى يُجِيبُوَكُمْ وَكَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ وَيَطْنُونَ أَنَّهُمُ الْمَلَائِكَةُ قَالَ اللَّهُ لَهُمْ (لَا يَمْلِكُونَ) لَا يَقْدِرُونَ أَنْ يَنْفَعُواكُمْ (مِنْفَالِ ذَرَّةٍ) وَزَنَ ذَرَّةٍ (فِي السَّمَوَاتِ) مِمَّا فِي السَّمَوَاتِ (وَلَا فِي الْأَرْضِ) وَلَا مِمَّا فِي الْأَرْضِ (وَمَا لَهُمْ) لِلْمَلَائِكَةِ

(فِيهِمَا) فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (مِنْ شِرْكٍ) مِنْ شِرْكَةٍ مَعَ اللَّهِ (وَمَالَهُ) لِلَّهِ (مِنْهُمْ) مِنَ الْمَلَائِكَةِ (مِنْ ظُهُورٍ) مِنْ غَوْنٍ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ "اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) کفار سے فرمائیے، بلاؤ اور پکارو انہیں جنہیں تم اللہ (ﷻ) کے سوا معبود سمجھے بیٹھے ہو وہ آسمانوں اور زمینوں میں ذرہ بھر کے بھی مالک نہیں ہیں اور نہ ان کا ان دونوں میں کچھ حصہ ہے اور ان میں سے کوئی اللہ (ﷻ) کا مددگار نہیں ہے۔"

اس آیت مبارک میں انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں۔ یہ سچ ہے کہ آسمان وزمین کے بنانے میں کسی کا بھی کوئی حصہ نہیں اور نہ ہی اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے کسی سے مدد لی ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم فرما رہا ہے۔ مگر کفار و مشرکین مکہ مکرمہ کے بارے میں آپ (ﷺ) کو فرمایا ہے کہ آپ (ﷺ) مشرکین سے فرمادیں۔ "جن بتوں کی تم اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا عبادت کرتے ہو۔" کفار مکہ نبی کریم رؤف ورحیم (ﷺ) یا صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی عبادت نہیں کرتے تھے وہ تو نبی کریم رؤف ورحیم (ﷺ) کو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کا رسول بھی نہیں مانتے تھے اور نہ ہی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو مانتے تھے وہ ان سب کے دشمن تھے۔ لہذا اس آیت مبارک سے یہ بزرگ اور دیگر اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کیسے مراد ہو سکتے ہیں۔

۵۔ تفسیر قرطبی:

(الجامع لاحکام القرآن) میں ہے:- فَقُلْ يٰۤاٰمَحْمَدُ لِهٰؤُلَآءِ الْمُشْرِكِيْنَ هَلْ عِنْدَ شُرَكَائِكُمْ قُوْدَرَةٌ عَلٰی شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ ۚ "یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) مشرکین سے فرمائیے کہ کیا تمہارے شریکوں کو ان چیزوں پر قدرت حاصل ہے؟" (آسمان وزمین بنانے میں) اے

۱۰۔ تنویر المقياس عن تفسیر ابن عباس (عربی) زیر آیت ص ۲۶۶ چھاپہ تنویر القرآن اردو بازار۔
۱۱۔ قرطبی جلد ۷ ص ۱۸۸۔

ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ إِلَٰهَةٌ لَّكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ لِنَنْفَعَكُمْ أَوْ لِنُذِلَّ عَنْكُمْ مَا قَضَاهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ عَلَيْكُمْ ۚ "پکارو انہیں جنہیں تم اللہ (ﷻ) کے مقابلے میں معبود گمان کرتے ہو کہ تمہیں نفع پہنچائیں یا قضاء الہی کو نال دیں جو تم پر نازل ہو۔"

۶۔ تفسیر جلالین و تفسیر مظہری:

(قُلْ) يٰۤاِمَحْمَدُ لِكُفَّارٍ مَّكَّةَ (ادْعُوا) اِيْهَا الْكُفَّارُ (الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ) اَيْ زَعَمْتُمُوْهُمْ اِلَٰهَةٌ ۚ "اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) کفار سے فرمادیجئے کہ جن کو تم اللہ (ﷻ) کے سوا اپنا معبود سمجھ رہے ہو۔"

اس آیت مبارک میں خطاب تو کفار مکہ مکرمہ سے ہے جنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقابلے میں الہ بنارکھے تھے۔ کوئی مسلمان کسی نبی (ﷺ) اور ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو نہ تو الہ مانتا ہے اور نہ ہی اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے مقابلے میں مانتا بلکہ ہر صاحب ایمان انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقربین اور مقبولان بارگاہ الہی مان کر ان کی پیروی کرتا ہے اور حکم الہی کی تعمیل کرتا ہے۔

۷۔ تفسیر ابن جریر و تفسیر النسفی:

(قُلْ) لِمُشْرِكِيْ قَوْمِكَ "اپنی قوم کے مشرکین سے فرمائیے۔" (ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ) اَيْ زَعَمْتُمُوْهُمْ اِلَٰهَةٌ مِنْ دُونِ اللَّهِ "جنہیں تم اللہ (ﷻ) کے سوا معبود گمان کرتے ہو۔" ۱۲۔

۸۔ تفسیر الفتح القدیر:

قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ هٰذَا اَمْرٌ

۱۲۔ ایضاً۔ ۱۳۔ مظہری جلد ۸ ص ۲۵ جلالین (عربی) زیر آیت ص ۳۳۱ (چھاپہ تاج کتب لاہور کراچی)۔ ۱۴۔ تفسیر النسفی جلد ۷ ص ۳۲۷ ابن جریر جلد ۱ ص ۳۷۱۔

لِلنَّبِيِّ (ﷺ) بَأَن يَقُولَ لِكُفَّارٍ قُرَيْشٍ أُولَ الْكُفَّارِ عَلَى الْإِطْلَاقِ هَذَا لِقَوْلٍ وَمَقْعُولٍ زَعَمْتُمْ مَخْذُوقَانِ: أَيْ زَعَمْتُمُوهُمُ آلِهَةً ۝۱۵ ”یہ نبی کریم ﷺ کو حکم ہے کہ قریش مکہ مکرمہ سے یا مطلقاً ہر کافر سے فرمائیں کہ جنہیں تم معبود گمان کرتے ہو۔ (زَعَمْتُمْ کے دو مفعول مخدوف ہیں)

۹۔ تفسیر روح البیان:

(قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ) يَا مُحَمَّدُ لِلْمُشْرِكِينَ إِظْهَارُ الْبُطْلَانِ مَا هُمْ عَلَيْهِ وَتَبْكِيتُ آلِهِمْ ”اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مشرکین سے فرمائیں اس آیت مبارک میں اُن لوگوں کے گندے اور غلط مسائل کا اظہار اور اُن کو بدگوئی سے خاموش کرانا مطلوب ہے۔“ (ادْعُوا) نَادُوا (الَّذِينَ زَعَمْتُمْ) قَالَ فِي الْقَامُوسِ الزَّعْمُ مَثَلَةُ الْقَوْلِ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَالْكَذِبِ صِدْقٌ وَكَثْرُ مَا يُقَالُ فِيمَا شَكَّ فِيهِ ۱۶ ادْعُوا بمعنی نادوا۔ القاموس میں ہے کہ الزَّعْمُ وہ قول نقل کرنا جس میں جھوٹ کا شائبہ ہو۔ اسی لئے قرآن مجید میں ہر جگہ اس کے قائلین کی مذمت کی گئی ہے۔

وَفِي الْمُسْفَرِّ دَاتِ الزَّعْمِ حِكَايَةُ قَوْلٍ يَكُونُ مُظَنَّةً الْكَذِبِ وَلِهَذَا جَاءَ فِي الْقُرْآنِ فِي كُلِّ مَوْضِعٍ ذِمَّ الْقَائِلِينَ (مِنْ) دُونَ اللَّهِ مَقَامَهُ وَالْمَعْنَى ادْعُوا الَّذِينَ عِبَدْتُمُوهُمْ مِنْ دُونَ اللَّهِ فِيمَا يَهْتَمُّكُمْ مِنْ جَلْبِ نَفْعٍ وَدَفْعِ ضَرٍّ لَعَلَّهُمْ يَسْتَجِيبُونَ لَكُمْ إِنْ صَحَّ دَعْوَاكُمْ ثُمَّ أَجَابَ عَنْهُ إِشْعَارًا بِتَعْيِينِ الْجَوَابِ وَأَنَّهُ لَا يَقْبَلُ الْمَكَايِرَةَ فَقَالَ بِطَرِيقِ الْإِسْتِيفَانِ لِبَيَانِ حَالِهِمْ ۱۷ ”مفردات میں ہے کہ اب معنی یہ ہوا کہ اے مشرک! جن کی تم اللہ (ﷻ) کے سوا عبادت کرتے ہو بلاؤ اُن امور میں جو تمہیں درپیش ہوتے ہیں یعنی نفع کے حصول اور ضرر کے دفع کرنے میں جو تمہیں جواب دیں گے اگر تمہارا دعویٰ صحیح ہو۔ اس کے جواب میں فرمایا تاکہ معلوم ہو

کہ ایسوں کو ایسا جواب دینا چاہئے اور یہ بھی ہے کہ مخالف کے مقابلہ میں مکابرہ (لڑائی جھگڑا) قابل قبول نہیں۔ اسی لئے ان کے حال کا جملہ مستانفہ (یعنی وہ جملہ جس کو سابقہ جملے سے معنا تو ربط ہو مگر لفظاً کچھ تعلق نہ ہو) کے طور پر بیان فرمایا۔

۱۰۔ تفسیر ابن کثیر:

(قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونَ اللَّهِ) (أَيْ مِنَ الْآلِهَةِ الَّتِي عِبَدْتُمْ مِنْ دُونَ اللَّهِ) ۱۸ ”وہ معبود جن کی تم اللہ (ﷻ) کے سوا عبادت کرتے ہو۔“

۱۱۔ تفسیر احسن البیان:

قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونَ اللَّهِ ”کہہ دیجئے کہ اللہ (ﷻ) کے سوا جن جن کا تمہیں (معبود ہونے کا) گمان ہے سب کو پکار لو۔“ زَعَمْتُمُوهُمْ آلِهَةً ”یعنی جن جن کو تم معبود گمان کرتے ہو۔“ ۱۹

۱۲۔ تفسیر بحر المحیط:

(قُلْ) يَا مُحَمَّدُ لِلْمُشْرِكِينَ ”اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مشرکین سے فرمادیں“ (ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونَ اللَّهِ) وَهُمْ مَعْبُودَاتِهِمْ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَالْأَصْنَامِ ۲۰ ”اور وہ اُن کے معبود ہیں فرشتوں اور بتوں میں“ ۱۳۔ ”اے محمد! جمیع اقسام کے مشرکین سے کہہ دو کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے جن لوگوں کو تم اپنے زعم میں الوہیت والا سمجھتے ہو اُن کو پکارو، کسی میں الوہیت کا نام بھی نہیں۔“ ۱۴۔ ”اب ذرا ان بتاؤ لی معبودوں کو پکار کر دیکھو۔“ ۲۲۔ ۱۵۔ قُلْ يَا مُحَمَّدُ لِكُفَّارٍ مَكَّةَ۔ ۲۳۔ ”یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (ﷺ) مکہ مکرمہ کے کفار کو فرمائیں۔“

۱۸ ابن کثیر جلد ۳ ص ۴۵۷۔ ۱۹ تفسیر احسن البیان ص ۱۰۱۲ چھاپہ سعودی عرب۔ ۲۰ تفسیر بحر المحیط جلد ۳ ص ۲۶۴۔ ۲۱ مواہب الرحمن جلد ۷ ص ۵۶۳۔ ۲۲ تفسیر القرآن جلد ۴ ص ۱۹۹ حاشیہ نمبر ۱۹۹۔ ۲۳ صاوی علی الجلالین ج ۳ ص ۳۳۷۔

۱۶ آی قُلْ أَيُّهَا الرُّسُولُ لَهِوَ لَاءِ الْمُشْرِكِينَ اذْعُوا هَؤُلَاءِ
الْأَصْنَامَ ۚ ۲۳ اے رسول (صلی اللہ علیک وسلم) مشرکین سے فرمائیں ان بتوں کو

پکا۔ ۵۔

علاوہ ازیں دیکھئے: (۱۷) تفسیر ابی سعود جلد ۴ جز ۷ ص ۱۳۱۔ (۱۸) تفسیر مظہری جلد ۸ ص ۲۵۔ (۱۹) الکشاف جلد ۳ ص ۲۷۸۔ (۲۰) تفسیر ابن جوزیہ جلد ۶ ص ۲۵۱۔ (۲۱) روح المعانی جز ۲۲ ص ۱۲۵۔ (۲۲) تفسیر کبیر جز ۲۵ ص ۲۵۴۔ (یہ آیت بنی بلج کفار کے خلاف نازل ہوئی ہے جو جنات کی پوجا کرتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ وہ ملائکہ ہیں۔) (۲۳) کشف الاسرار جلد ۸ ص ۱۳۰۔ (۲۴) تفسیر المنتخب ص ۶۳۸۔
مذکورہ بالا تفاسیر میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ کفار و مشرکین کو فرما دیجئے کہ تم جن معبودان باطل یعنی بتوں کو "اللہ" سمجھ کر پوجا کرتے ہو یہ ۲۔ سماتوں اور زمینوں میں ذرہ بھر کے بھی مالک نہیں ہیں۔

محولہ بالا تفاسیر میں سے کسی میں بھی بزرگوں کا ذکر نہیں ہے بلکہ جھوٹے معبودوں کی نفی ہے جنہیں مشرکین و کفار مکہ مکرمہ پوجتے تھے۔ اس آیت مبارک کا اطلاق کسی بھی صورت میں انبیاء کرام علیہم السلام اولیاء اللہ عظام اور بزرگان دین علیہم السلام پر نہیں ہوتا۔ یہ تو مقبولان بارگاہ الہی ہیں۔

”صحیح اسلامی عقیدہ“ نامی پمفلٹ کے مؤلف نے جو ترجمہ اور تفسیر پیش کی ہے وہ صریحاً معنوی تحریف قرآن حکیم ہے۔

اپنی غلط تفسیر کو صحیح ثابت کرنے کے لئے پھر سورۃ الفاطر کی آیت نمبر ۱۳:
وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۝ کے من
کثرت ترجمہ کا سہارا لینے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ اس آیت مبارکہ سے لکڑی و پتھر
کے بت مراد ہیں۔ جن کو مشرکین الہ حقیقی کا شریک جان کر پرستش کرتے تھے۔

۲۳ تفسیر الراغب جلد ۸ ص ۷۷۔

دیکھئے بحر المحیط جلد ۷ ص ۳۰۵۔ ۲۔ ابن جریر جز ۲۲ ص ۷۳ صاوی علی
الجلالین جلد ۳ ص ۳۵۷ النسخی جلد ۳ ص ۳۳۷ الراغبی جلد ۸ جز ۲۲ ص ۱۱۶ ابی سعود
جلد ۴ جز ۷ ص ۱۲۸ القرطبی جز ۱۳ جلد ۷ ص ۳۳۶ مظہری جلد ۸ ص ۵۰ الکشاف جلد
۳ ص ۳۰۴ روح البیان جلد ۷ جلد ۲۲ ص ۳۳۲ روح المعانی جز ۲۲ ص ۱۶۸ تفسیر کبیر
جلد ۲۶ ص ۱۲ کشف الاسرار جلد ۸ ص ۱۷۴ (الاصنام) المنتخب ص ۲۴۶ ابن عباس
ص ۲۷۰ جلالین ص ۲۹۰ شیخ سعدی شیرازی صاحب حسینی جلد ۲ ص ۲۲۱ شاہ ولی اللہ
صاحب امام احمد رضا خان صاحب تفسیر عثمانی (جنہیں تم خدا قرار دے کر پکارتے
ہو) تفسیر القرآن جلد ۴ ص ۲۲۶ (مشرکین کے معبود کسی حقیر سے حقیر چیز کے بھی
مالک نہیں) ابن کثیر جلد ۳ ص ۴۷۰۔

اگر کوئی پوچھے کہ اے بندگانِ نفس یہ بتاؤ کیا یہ آیت مبارک اُن پیارے نبی
کریم رؤف ورحیم ﷺ کے خلاف نازل ہوئی ہے جو اَنَا اَعْطَيْتُكَ الْكَوْثَرَ کی
شان رکھتے ہیں۔ ”یقیناً ہم نے آپ ﷺ کو (حوض) کوثر اور (بہت کچھ) دیا ہے۔“

”کوثر“ کثرت سے ہے۔ اس کے متعدد معنی بیان کئے گئے ہیں۔ اس
سے احادیث مبارکہ میں اس کا مصداق حوض کوثر بتلادیا گیا ہے جس سے اہل ایمان
جنت میں جانے سے قبل نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے دست مبارک سے پانی
پئیں گے۔ اسی طرح دنیا کی فتوحات اور آپ ﷺ کا رفع و دوام ذکر اور آخرت کا
اجر و ثواب سب ہی چیزیں ”خیر کثیر“ میں آجاتی ہیں (ابن کثیر)۔ بت قیامت کے
دن کسی کے کام نہیں آئیں گے تو کیا اولیاء علماء اور انبیاء کرام علیہم السلام بھی کسی کے
کام نہیں آئیں گے۔ اگر انصاف کے معنی سمجھ میں آتے ہیں تو غور کریں۔

(۲) قُلْ اذْعُوا الَّذِينَ رَعَيْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ
الصُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ۝ اُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ اِلٰى
رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اِيْتُهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهُ ۚ اِنَّ
عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝ ۲۵۰ (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ

۲۵ بنی اسرائیل: ۵۷۔

(ﷺ) فرمادیں کہ اللہ (ﷻ) کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکارو لیکن نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں۔ (تفسیر احسن البیان) اور وہ جنہیں کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں زیادہ کون مقرب ہے اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ بے شک تمہارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے۔

آیت مبارک میں مِنْ دُونِ اللّٰهِ سے مراد فرشتوں اور بزرگوں کی وہ تصویریں اور مجسمے ہیں جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ (احسن البیان ۷۸۱ حاشیہ نمبر ۴ سعودی عرب) اس آیت مبارک کی تفسیر میں صحیح بخاری میں ہے: كَانَ نَاسٌ مِنَ الْاِنْسِ نَاسًا مِّنَ الْجِنِّ فَاسْلَمَ الْجِنُّ وَتَمَسَّكَ هَؤُلَاءِ بِدِينِهِمْ ۚ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے) اس آیت مبارک کی شان نزول یہ ہے کہ کچھ لوگ جنوں کی پوجا کرتے تھے پھر ایسا ہوا کہ وہ جن مسلمان ہو گئے اور یہ مشرک انہی کی پرستش کرتے رہے شرک پر قائم رہے۔

اس آیت مبارک میں جو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پر نازل ہوئی اور صحیح بخاری کی تشریح کے باوجود بعض لوگ بھند ہیں کہ اس آیت مبارک میں مِنْ دُونِ اللّٰهِ سے مراد حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور اولیاء صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں۔

قابل غور بات ہے بضر محال اگر کسی شخص نے کسی نبی علیہ السلام یا ولی اللہ کی پوجا کی تو اس میں نبی اللہ ﷺ اور ولی اللہ کا کیا قصور ہے؟ کیا انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں معبود بناؤ؟ کیا ان کی تعلیمات میں ایسی بات تھی؟ یقیناً جواب نفی میں ہے تو جن لوگوں نے جنوں، فرشتوں، انبیاء کرام علیہم السلام اور علماء کی تصویریں اور مجسمے بنا کر پوجا کی۔ تو یہ غلطی لوگوں کی ہے اس کی سزا اللہ تبارک و تعالیٰ کے پیاروں کو تو نہیں ملے گی۔ تصویریں اور مجسمے بنا کر پوجنے والوں کو فرمادیا گیا ہے: اَنْتُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۚ (تم اور جن کی تم اللہ ﷻ) کے سوا پوجا کرتے

۲۶ بخاری جلد ۲ ص ۲۸۵، مسلم جلد ۲ ص ۴۲۲، ابن عباس ۷۹، روح البیان جلد ۵ ص ۷۴، مظہری جلد ۵ ص ۲۵۰، ابن جریر جلد ۵ ص ۱۰۴، مدارک جلد ۵ ص ۷۱۸۔

ہو وہ سب جہنم میں جائیں گے۔ یعنی پجاری اور تصویریں اور مجسمے نہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ۔ لہذا انسانیت اسی میں ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے محبت کی جائے اور انہیں مِنْ دُونِ اللّٰهِ کہہ کر اپنی آخرت تباہ نہ کی جائے۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ تو مِنْ اللّٰهِ ہوتے ہیں اور ان سے محبت کرنی چاہیے اور رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی اس دعا کو حفظ کر لینا چاہیے تاکہ یہ خطرہ ٹل جائے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے دعا فرمائی اور سکھائی: دُعَا یہ ہے: اَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِيْ اِلَيْكَ حُبِّكَ ۚ (میں تجھ سے تیری محبت اور جو تجھ سے محبت کریں ان کی محبت اور اس عمل کی محبت جو مجھے تیری محبت سے قریب کر دے مانگتا ہوں)۔ کیا مِنْ دُونِ اللّٰهِ سے محبت کرنی چاہیے؟ کیا اللہ ﷻ اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ مِنْ دُونِ اللّٰهِ کی محبت سکھاتے ہیں؟ ”اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ“

نفع و ضرر:

قرآن مجید میں جہاں کہیں: وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنَّكَ إِذَا مِنَ الظَّالِمِيْنَ ۝ (یونس: ۱۰۶) ایسی آیات مبارکہ آتی ہیں یعنی ”اور اللہ (ﷻ) کے سوا اس کی ہندگی نہ کرو جو نہ تیرا بھلا کر سکے نہ بُرا تو پھر اگر ایسا کرے تو اس وقت ظالموں میں سے ہوگا۔“

یا قرآن مجید میں بتوں کا ذکر کر کے مختلف انداز میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

کہیں فرمایا: لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ (یونس: ۱۰۶)

کہیں فرمایا: مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ (الانبیاء: ۱۶)

کہیں فرمایا: مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ (الفرقان: ۵۵)

ان تمام مقامات پر نفع اور نقصان کا ذکر کرنے کا یہ مقصد بیان کیا جاتا ہے کہ اگر ان کی عبادت کی جائے تو ان کی عبادت کرنا نفع نہ دے اور عبادت نہ کی جائے تو

۲۷ مقتولہ ۲۰۲۰ء ترمذی حدیث نمبر ۳۲۳۵، درمنثور جلد ۷ ص ۱۲۰۳، ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۰۔

ان کی عبادت نہ کرنا نقصان نہ دے۔ جبکہ ان کی عبادت کرنے کا نقصان ہے اور نہ کرنے کا نفع ہے۔

ان معنوں کی تشریح میں سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۷ میں ارشاد پاک ہے: **قُلْ اَنْذِعُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا....**

۱۔ آپ (ﷺ) سب مسلمانوں کی طرف سے مشرکین سے کہہ دیجئے کہ کیا ہم اللہ کے سوا (تمہاری مرضی کے موافق) ایسی چیز کی عبادت کریں کہ نہ وہ (اس عبادت کرنے کی صورت میں) ہم کو نفع دے یعنی نفع پہنچانے پر قادر ہو) اور نہ وہ (اس کی عبادت نہ کرنے کی صورت میں) ہم کو نقصان دے یعنی نقصان پہنچانے پر قادر ہو۔ مراد اس سے اللہ باطلہ ہیں۔ (معارف القرآن جلد ۳ ص ۳۱۹ دیوبندی)

۲۔ ”کہہ دیجئے جملہ مؤمنین کی طرف سے کہ کیا ہم عبادت کریں غیر خدا کی وہ چیز جو ہم کو نہ نفع دے اپنی عبادت سے اور نہ ہم کو ضرر دے اُس کی عبادت چھوڑنے سے اور یہ چیز بت ہیں۔“ (تفسیر مواہب الرحمن جلد ۳ ص ۱۹۶)

۳۔ ”سہی نے کہا مشرکوں نے مسلمانوں کو کہا ہمارے راستے کی پیروی کرو اور دین محمد (ﷺ) کو چھوڑ دو تو اللہ نے آیت اتاری کہ کہہ دو کیا خدا کو چھوڑ کر اُن بتوں کی پرستش کروں جو نہ نفع بخشے ہیں نہ ضرر۔“ (ابن کثیر مترجم جلد ۲ ص ۷۵)

۴۔ یہ آیت مبارک اُس وقت نازل ہوئی جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے حضرت عبدالرحمان (رضی اللہ عنہ) (جبکہ وہ ابھی ایمان نہیں لائے تھے) نے اپنے والد محترم سے بتوں کی عبادت کرنے کے لئے کہا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (ﷺ) فرما دیجئے کیا ہم اُن کی عبادت کریں کہ جن کو پوچھیں تو نفع نہ دیں اور نہ پوچھیں تو نقصان دینے کی قدرت نہ رکھیں؟

اسی طرح دیگر مندرجہ ذیل مفسرین نے بھی یہی ترجمہ اور تشریح بیان کی ہے:

المیثاق جلد ۷ ص ۵۲۳ القرطبی جلد ۴ ص ۷۷ ص ۱۷۷ مظہری جلد ۳ ص ۲۵۳ بحر

الحیث جلد ۳ ص ۲۵۳ الکشاف جلد ۲ ص ۲۷ فتح القدیر جلد ۲ ص ۱۳۰ روح البیان جلد ۳ جز ۷ ص ۵۲ ابن الجوزیہ جلد ۳ ص ۶۶ روح المعانی جز ۷ ص ۱۶۳ تفسیر کبیر جلد ۱۳ ص ۲۹ المستبصّر ص ۱۸۴ معالم خازن جلد ۲ ص ۱۲۱ جلالین جلد ۲ ص ۲۲ بحر الحیث جلد ۴ ص ۱۵۶ صاوی علی الجلالین جز ۲ ص ۲۱ (اَنْعَبُدْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا) بعبادۃ (وَلَا يَضُرُّنَا) يَتْرُكُهَا وَهُوَ الْاَضْنَامُ (المرآئی جلد ۳ جز ۷ ص ۱۶۴) التفسیر جلد ۲ ص ۱۸ ابن عباس ص ۸۹-۲۳ حسینی جلد ۱ ص ۱۷۲ بیضاوی ص ۱۴۴ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ امام اہلسنت وجماعت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ اشرف علی تھانوی صاحب دیوبندی۔

رہی نفع اور نقصان کی بات تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے چیزوں میں نفع بھی رکھا ہے اور نقصان بھی۔ اور ہر کوئی چیزوں سے مخلوق سے نفع بھی حاصل کرتا ہے اور نقصان بھی اٹھاتا ہے۔

کشتی میں نفع:

..... وَالْفُلْكَ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ (البقرہ: ۱۶۴) ”اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے۔“

جانوروں میں نفع:

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنْفَعٌ وَمِنْهَا تَاْكُلُونَ (النحل: ۵) ”اور چوپائے پیدا کئے اُن میں تمہارے لئے گرم لباس اور منافع ہے اور اُن میں سے کھاتے ہو۔“

وَادِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَقِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ (الحج: ۲۷-۲۸) ”اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دیں وہ تمہارے پاس ضرور حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر ذیلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں تاکہ وہ اپنا منافع پائیں۔“

لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحْلُوتًا إِلَىٰ النَّبْتِ
الْعَتِيقِ ۝ (الحج: ۳۳) ”تمہارے لئے چوپاؤں میں نفع ہے ایک مقرر میعاد تک پھر
اُن کا پتہ چننا ہے اُس آزاد گھر تک۔“

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ
فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ
تَحْمَلُونَ ۝ (المؤمنون: ۲۱) ”اور بے شک تمہارے لئے چوپایوں میں سمجھنے کا مقام
ہے ہم تمہیں پلاتے ہیں اُس میں سے جو اُن کے پیٹ میں ہے اور تمہارے لئے ان میں
بہت نفع ہے اور ان سے تمہاری خوراک ہے اور ان پر اور کشتی پر سوار کئے جاتے ہو۔“

..... وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ
(الحديد: ۲۵) ”اور ہم نے لوہا اتارا اور اس میں سخت آئچ اور لوگوں کے لئے نفع۔“

فَذِكْرُ إِنْ تَعْبَتِ الذِّكْرَىٰ ۝ (الاعلىٰ: ۹) ”پس آپ ﷺ
صحیح فرمائیں آپ ﷺ کی صحیح نفع دے گی۔“

وَذِكْرُ فَإِنْ الذِّكْرَىٰ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (الذاریت: ۵۵) ”اور
صحیح فرمائیں آپ ﷺ کی صحیح ایمان والوں کو نفع دیتی ہے۔“

اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم سے مددگار مانگنا:

مکہ مکرمہ کہ وہ کمزور مرد عورتیں اور بچے جو ہجرت نہ کر سکے اُن پر مکہ مکرمہ
کے مشرکین اور کفار ظلم و ستم ڈھانے لگے تو اُن لوگوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ
الکریم کے حضور دُعا کی یا اللہ یا تو ہمیں مکہ مکرمہ سے نکال دے یا مددگار مجاہدین کو بھیج جو
ہمیں کفار کے چنگل سے چھڑائیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے دُعا قبول
فرمائی۔ دُعا کرنے والوں نے کیا دُعا کی۔ ربّ ذوالجلال والا کرام نے سورۃ النساء کی
آیت مبارک نمبر ۷۵ میں اُس دُعا کو بیان فرمایا ہے۔ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ
وَلِيًّا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيرًا ۝ ”اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی

حمایتی اور کارساز مقرر کر دے اور ہمارے لئے خاص اپنے پاس سے مددگار بنا۔“

یہ ترجمہ تفسیر ”احسن البیان“ سے لیا گیا ہے۔ جو محمد جونا گڑھی صاحب جو
ابحدیث اور غیر مقلد ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ اس ترجمہ سے یہ بات واضح ہوتی
ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد اُن فتوؤں کی نفی اور تکذیب کرتا ہے جن میں یہ کہا جاتا
ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کوئی حمایتی مددگار اور کارساز نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ
جل مجدہ الکریم لوگوں کی دُعا پر اعتراض کئے بغیر فرما رہا ہے۔

اور بر مطابق تفسیر احسن البیان جہاد دو قسم کا ہے ایک جہاد فی سبیل اللہ اور
جہاد برائے مظلومین۔ پہلے جہاد کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ یعنی دین کی نشر و اشاعت اور
کلمۃ اللہ کا غلبہ ہے۔ جبکہ دوسرے جہاد کا مقصد کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کو
نجات دلانا ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ
الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا ۚ
وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيرًا ۝
(النساء: ۷۵) ”بھلا کیا وجہ ہے کہ اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) کی راہ میں اور اُن ناتواں
مردوں، عورتوں اور ننھے ننھے بچوں کے چھٹکارے کے لئے جہاد نہ کرو جو یوں دُعا
مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ان ظالموں کی بستی سے ہمیں نجات دے
اور ہمارے لئے خود اپنے پاس سے حمایتی اور کارساز مقرر کر دے اور ہمارے لئے
خاص اپنے پاس سے مددگار بنا۔“

لوگوں نے یہ نہیں کہا تو ہماری مدد کر تو مددگار حقیقی ہے ہمیں کوئی مددگار اور کار
ساز اور حمایتی نہیں چاہئے بلکہ عرض کیا کہ اپنے پاس سے حمایتی، کارساز، مشکل کشا اور
مددگار مقرر فرما۔ یہ جو مقرر ہوں گے یہ کون ہوں گے؟ یقیناً یہ مخلوق ماسوا اللہ ہوگی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے اُن ایمان والوں کو جھڑکا نہیں کہ تم مجھے
کہتے ہو کوئی حمایتی، کارساز، مددگار اور مشکل کشا بھیج، یہ کیوں نہیں عرض کیا کہ یا اللہ

تیرے سوا کوئی مددگار، کارساز، مشکل کشا نہیں، اس لئے تو ہماری مشکل کشائی اور ہماری مدد فرما اور ہمیں نجات دے۔ معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ عقیدہ توحید ہے کہ اللہ عزوجل کی طرف سے مشکل کشا، حمایت، مددگار، کارساز اور فریاد رس ہوتے ہیں اور یہ اللہ (عزوجل) کے بندے ہی ہوتے ہیں۔

چنانچہ تفسیر احسن البیان کے لکھنے والے حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے لکھا ہے: اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو متنبہ فرمایا کہ تم ان (مُسْتَضْعَفِينَ) کو کفار سے نجات دلانے کے لئے جہاد کیوں نہیں کیا؟ اس آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے علماء کرام نے کہا ہے کہ جس علاقے میں مسلمان اس طرح ظلم و ستم کا شکار اور کفار میں گھرے ہوئے ہوں تو دوسرے مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ان کو کافروں کے ظلم و ستم سے نجات دلانے کے لئے جہاد کریں۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضَرْبٌ مَّعَلٍ فَاسْتَعِظُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْعًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ﴾ (الحج: ۷۳)

”لوگو! ایک مثال بیان کی جا رہی ہے، ذرا کان لگا کر سن لو! اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے ہو وہ تو ایک کبھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، اگرچہ سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ اگر کسی ان سے کوئی چیز لے لے گا تو یہ تو اس (چیز) کو بھی اس کبھی سے چھین نہیں سکتے۔“

﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْعِنَةٍ﴾ (الفاطر: ۱۳)

”لوگو! جنہیں تم اس (اللہ) کے سوا پکارتے ہو۔ وہ تو کھجور کی سہلی کے چٹکے کے بھی مالک نہیں۔“

یہ آیت مبارکہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے خلاف نازل نہیں ہوئی بلکہ جھوٹے معبودوں کے خلاف نازل ہوئی ہے۔

مفسرین کرام نے محولہ بالا آیت مبارکہ کی تشریح میں لکھا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ سے مراد معبودان باطل یعنی لکڑی اور پتھر کے بت ہیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب بندے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اذن سے پرندے بنا سکتے ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں قرآن مجید میں بیان ہے:

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

اس آیت مبارکہ میں اُن کی کمزوری بیان ہو رہی ہے جن کی اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے۔ نیز اُن کے پجاریوں کی کم عقلی بیان ہو رہی ہے جو لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا بتوں کی عبادت کرتے ہیں اُن کی ایک مثال نہایت عمدہ اور بالکل مطابق واقعہ بیان ہو رہی ہے ذرا توجہ سے پڑھو کہ: اَيُّ لَوْ اجْتَمَعَ جَمِيعٌ مَّا تَغْبُدُونَ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْدَادِ عَلٰى اَنْ يَقْدِرُوا عَلٰى خَلْقِ ذُبَابٍ وَّاحِدٍ وَّمَا قَدِرُوا عَلٰى ذٰلِكَ ا۔ ”اُن کے تمام بت اور جنہیں یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شریک ٹھہرا کر پوج رہے ہیں اگر یہ جمع ہو جائیں اور ایک کبھی بنانا چاہیں تو سارے عاجز آجائیں گے اور ایک کبھی بھی پیدا نہیں کر سکیں گے۔“

عَنْ عِكْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَوْلُهُ (إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ) إِلَى قَوْلِهِ (لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ) قَالَ: الْأَصْنَامُ ۲

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”بے شک جنہیں تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا پوجتے ہو اُن کے لئے کہ۔۔۔ وہ کبھی سے چھڑائیں سکتے ہیں“

تفسیر مدارک میں ہے:

مِنْ دُونِ اللَّهِ سے مراد آلہة باطلة یعنی ”معبودان باطل“ ہیں۔

تفسیر طبری میں ہے:

(إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا) إِنَّ

جَمِيعُ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنَ الْآلِهَةِ وَالْأَصْنَامِ لَوْ جُمِعَتْ
لَمْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا. ”کہ یہ تمام جھوٹے معبود اکٹھے ہو جائیں تو کبھی نہیں بنا سکتے۔“
وَإِنْ يَسْأَلُهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَفِذُوهُ مِنْهُ يَقُولُ وَإِنْ يَسْأَلُ
الْآلِهَةُ وَالْأَوْتَانُ الذُّبَابُ شَيْئًا مِمَّا عَلَيْهَا مِنْ طَيْبٍ وَمَا أَشْبَهَهُ مِنْ
شَيْءٍ لَا يَسْتَفِذُوهُ مِنْهُ سِ” اور اگر ان معبودان باطل اور بتوں سے کبھی کوئی
چیز چھین کے لے جائے تو اُس سے چھڑا نہیں سکتے۔“

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَهَا أَيُّهَا الْكُفَّارُ إِلَهَةً كَانَتْ ۝
اے کافرو جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو اور ان کو معبود کہہ کر پکارتے ہو

تفسیر درمنثور میں ہے:

نَزَلَتْ فِي صَنْمٍ ۱

یہ آیت مبارک بتوں کے بارے میں نازل ہوئی لَنْ یَخْلُقُوا ذُبَابًا
یَعْنِی الصَّنَمَ لَا یَخْلُقُ ذُبَابًا ”یعنی بت کبھی نہیں بنا سکتے۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ضَعْفُ الطَّالِبِ ۵
سے مراد آلہتِکُم ”تمہارے معبود ہیں۔“

(ضَعْفُ الطَّالِبِ وَالْمَطْلُوبِ ۵)

الطَّالِبُ عَابِدُ الصَّنَمِ وَالْمَطْلُوبُ الصَّنَمُ ۹

”طالب سے مراد بت کی پوجا کرنے والا اور مطلوب سے مراد بت۔“

تفسیر روح المعانی میں ہے:

إِنْ كَانَتْ نَازِلَةً فِي الْأَصْنَامِ ۱۰ ”یہ آیت مبارک بتوں کے
بارے میں نازل ہوئی ہے“

سج تفسیر طبری جلد ۹ ص ۱۸۹۔ ۵ مظہری جلد ۶ ص ۳۳۹۔ ۶ درمنثور جلد ۶ ص ۷۵۔ ۷ ایضاً۔ ۵
درمنثور ایضاً۔ ۹ فتح القدر جلد ۳ ص ۵۸۵، مظہری جلد ۶ ص ۳۳۹، قرطبی جلد ۶ جز ۲ ص ۶۵،
ابوسعود جلد ۳ ص ۳۹۸۔ ۱۰ روح المعانی جلد ۷ جز ۹ ص ۱۹۲۔

تفسیر مظہری میں ہے:

كَأَنَّهُمْ يَطْلُونُ الْأَصْنَامَ بِالزُّعْفَرَانِ وَيَضَعُونَ بَيْنَ يَدَيْهَا
الطَّعَامُ وَكَانَتِ الذُّبَابُ تَقَعُ عَلَيْهِ وَتَسْلُبُ مِنْهُ فَقَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ
أَنْ يَسْلُبَ الذُّبَابُ شَيْئًا مِنْهُمْ لَا يَقْدِرُونَ عَلَى اسْتِنْقَاضِهِ وَلَا
يَقْوُونَ عَلَى مَقَاوِمَتِهِ فَضَلَّ مِنْ أَنْ يَخْلُقُوهُ ۱۱

”مشرکین بتوں پر زعفران کا لپ کرتے تھے اور ان کے سامنے کھانا رکھتے
تھے کھیاں کھانے پر گرتی تھیں اور اُس میں سے کچھ لے اُڑتی تھیں مگر بت ان سے
چھین نہ سکتے تھے۔“

تفسیر قرطبی میں ہے:

الْمُرَادُ الْأَوْتَانُ الَّذِينَ عِبَدُوهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۱۲

”اس آیت مبارکہ میں الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ سے مراد بت
ہیں جنہیں لوگ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا پوجتے تھے۔“

..... وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۵

(فاطر: ۱۲)

تفسیر جلالین میں: وَالَّذِينَ تَدْعُونَ کا مطلب کھانا ہے وَالَّذِينَ
تَعْبُدُونَ اور وہ جو پوجتے ہیں مِنْ دُونِهِ (اِیْ غَيْرُ وَهُمْ الْأَصْنَامُ) ۱۳

اُس یعنی اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا وہ بت ہیں جن کو لوگ پوجتے تھے۔

تفسیر بحر المحیط میں ہے: یہ بھی الْأَوْتَانُ ۱۴ ”یہ بت ہیں“ جن کی لوگ پوجا
کرتے تھے جو کھجور کی گٹھلی کی جھلی کے بھی مالک نہیں ہیں۔

۱۱ روح المعانی جلد ۷ جز ۹ ص ۱۹۲، مظہری جلد ۶ ص ۳۳۸، قرطبی جلد ۶ جز ۲ ص ۶۵۔ ۱۲ قرطبی جلد
۶ جز ۲ ص ۶۵۔ ۱۳ حاشیہ: الجمل علی الجلالین جلد ۶ ص ۲۵۴، جلالین زیر آیت ۱۳۔ ۱۴ بحر المحیط
جلد ۷ ص ۲۹۲۔

تفسیر کبیر میں ہے: اَيُّ مِنَ الْأَصْنَامِ ۱۵ ”یہ بت ہیں۔“
تفسیر قرطبی میں ہے: وَالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ يَعْنِي الْأَصْنَامَ ۱۶ ”اس سے مراد بت ہیں۔“

تفسیر النشئی میں ہے: يَعْنِي الْأَصْنَامُ الَّتِي تَعْبُدُ وَلَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۱۷ ”یعنی بت جن کو تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا پوجا کرتے ہو۔“

تفسیر روح البیان میں ہے: اَيُّ الْأَصْنَامِ لِلْإِعَانَةِ وَكَشَفَ الضَّرَّ ۱۸ ”یہ بت ہیں اگر بتوں کو اعانت اور دفع ضرر کے لئے پکارو“
وَلَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ ”تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں۔“ لَا تُهْمُ جَمَادٍ وَالْجَمَادُ لَيْسَ مِنْ شَأْنِهِ السَّمَاعُ ۱۹ ”کیونکہ وہ پتھر ہیں اور پتھروں میں سماعت کہاں۔“

تفسیر مظہری میں ہے: اَيُّ الَّذِينَ تَعْبُدُ وَلَهَا مِنَ الْأَصْنَامِ ۲۰ جن کو تم مِنْ دُونِهِ تَعَالٰی پوجتے ہو۔

تفسیر ضیاء القرآن میں ہے:
”قطعیہ: سمجھو کہ کھٹلی پر جو سفید سا چھلکا یا جھلی ہوتی ہے اُسے قطیر کہتے ہیں۔
لکڑی پتھر کے بت اور مورتیاں اُس کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں۔“ ۲۱
تفہیم القرآن میں مودودی صاحب لکھتے ہیں:

اصل میں لفظ قطیر استعمال کیا گیا ہے۔ جس سے مراد وہ پتلی سی جھلی ہے جو سمجھو کہ کھٹلی پر ہوتی ہے۔ لیکن اصل مقصود یہ بتانا ہے کہ مشرکین کے معبود کسی حقیر سے حقیر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں۔ ۲۲

بعض لوگ دانستہ طور پر بتوں کے بارے میں نازل کی ہوئی آیات مبارکہ کو

۱۵۔ تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۴۷۰۔ ۱۶۔ قرطبی جلد ۷ ص ۲۱۳۔ ۱۷۔ تفسیر النشئی جلد ۲ ص ۳۸۳۔
۱۸۔ روح البیان جلد ۷ ص ۳۳۳۔ ۱۹۔ روح البیان جلد ۷ ص ۳۳۳۔ ۲۰۔ مظہری جلد ۸ ص ۵۰۔
۲۱۔ ضیاء القرآن جلد ۸ ص ۱۳۸۔ ۲۲۔ تفہیم القرآن جلد ۲ ص ۲۲۷۔

انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر چسپاں کرتے ہیں۔ محولہ بالا آیت مبارک سورہ فاطر کی آیت نمبر ۱۳ ہے۔ سورہ فاطر کی سورت ہے قرآن مجید کی ترتیب کے لحاظ سے اس کا نمبر ۳۵ ہے جبکہ نزول کے اعتبار سے اس کا نمبر ۴۳ ہے۔ مکہ مکرمہ میں لوگ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پوجا نہیں کرتے تھے بلکہ لکڑی پتھر کے بتوں کو پوجتے تھے جنہیں وہ اپنے گمان میں معبود ٹھہراتے تھے۔ لہذا ایسی آیات مبارکہ سے ظاہر کرنا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے مقابلے میں کوئی ذرہ کا مالک نہیں۔ یہ تو بات تب کہی جائے کہ جب کوئی کلمہ پڑھنے والا اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے مقابلے میں کسی کو ذرے کا مالک سمجھتا ہو۔ مسلمان اور بت کا کیا تعلق ہے؟ ہاں! البتہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم اپنے فضل و کرم اور مشیت سے جس اور جن پیارے اور محبوب بندوں انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو چاہے مالک بنا دے۔ اُس کی عطا کو ماننا عین توحید ہے۔ تفصیل آپ پیچھے ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

پکار مختلف قسم کی ہے مثلاً اللہ تبارک وتعالیٰ کا مخلوق کو پکارنا، مخلوق کا اللہ تبارک وتعالیٰ کو پکارنا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا اُمتوں کو پکارنا، اُمتوں کا انبیاء کرام علیہم السلام کو پکارنا۔ مخلوق کا مخلوق کو پکارنا، حاضر کا حاضر کو پکارنا، ان پکاروں میں کسی عقلمند کو اختلاف نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے اگر اختلاف پیدا کیا ہے تو اس میں کہ حاضر غائب کو نہیں پکار سکتا اور زندہ فوت شدہ کو نہیں پکار سکتا۔ اگر پکارے گا تو شرک و بدعت ہوگا۔ یہ اختلاف قرآن پاک اور حدیث پاک پر نظر کی کمی سے پیدا ہوا ہے۔ غائب کو پکارنا اگر شرک و بدعت ہوتا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو نہ پکارتے جو ایران میں نہادند کے علاقہ میں مصروف جہاد تھے جیسا کہ مشکوٰۃ باب انکرامات ص ۵۴۶ بحوالہ تہذیب فی دلائل النبوة اور تاریخ الخلفاء ص ۸۵ وغیرہ میں ہے۔ (بَا سَارِيَةَ الْجَبَل)

سرکارِ کائنات ﷺ کو پکارنا:

سرکارِ کائنات ﷺ کو وصال کے بعد حرفِ ندا ”یا“ کے ساتھ امداد کے لئے پکارنا بروایت سند صحیح ثابت ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قحط واقع ہو گیا۔ ایک صاحب حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ حضوری کریم ﷺ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے اور عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَسْقِ لَأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا

”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کے لئے پانی مانگئے کیونکہ وہ ہلاک ہوتی جا رہی ہے۔“ فَاتَى الرَّجُلُ فِي الْمَنَامِ ۲۳ تو ایک مردان (حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ) کی خواب میں آئے۔ لَا اسْتِغَاثَ جلد ۲ ص ۳۶۳ (بیروت) میں ہے۔ فَاتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْمَنَامِ (خواب میں نبی کریم ﷺ اُن کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا: ائتِ عَمْرُ فَمُرْهُ أَنْ يَسْتَسْقِيَ لِلنَّاسِ فَإِنَّهُمْ سَيَسْقُونَ وَقُلْ لَهُ عَلَيْكَ الْكَيْسُ الْكَيْسُ فَاتَى الرَّجُلُ عَمْرُ فَأَخْبَرَهُ قَالَ فَبَكَى عَمْرُ وَقَالَ يَا رَبِّ مَا آلَوْ إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ ۲۴

” (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ لوگوں کے لئے بارش کی دعا کریں۔ انہیں بارش دی جائے گی اور انہیں کہو احتیاط کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو۔ دو صاحب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ رو دیئے۔ عرض کیا یا اللہ (جل جلالک) میں اپنی بساط بھر کو تباہی نہیں کرتا۔“

۲۳ فتح الباری شرح بخاری جلد ۲ ص ۶۳۰ باب سُؤَالِ النَّاسِ الْأَمَامَ الْأَسْتَسْقَا إِذَا قَحَطُوا (چھاپہ دار المکتب العلمیۃ بیروت لبنان)۔ ۲۴ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ ص ۳۲۔ الاستیغاث جلد ۲ ص ۳۶۳۔

اسی طرح مصیبت اور تکلیف کے وقت پکارنے کے بارے میں ”الادب المفرد“ ص ۱۳۲ عربی چھاپہ بیروت سطر نمبر ۱۴ زیر عنوان ”بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا خَذَرَتْ رَجُلُهُ“ لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو ایک آدمی نے انہیں کہا کسی ایسے انسان کو یاد کیجئے جس کے ساتھ آپ کو سب سے زیادہ محبت ہے تو انہوں نے پکارا ”يَا مُحَمَّدُ“ (صلی اللہ علیہ وسلم) (اور اُن کی تکلیف دور ہو گئی) لیکن کتنا عجیب و غریب مسئلہ ہے کہ ایک کلمہ گو وہ ہے جس کو يَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے سے شفاء حاصل ہوتی ہے اور ایک کلمہ گو وہ ہے جس کو يَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے سننے پر بھی تکلیف ہوتی ہے۔

وصال کے بعد قبرِ انور پر حاضری اور گناہوں کی بخشش کے

لئے پکار اور دعا:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ۲۵

”اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (ﷺ) کے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے معافی چاہیں اور رسول کریم (ﷺ) اُن کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ (تبارک و تعالیٰ) کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔“

دیوبندی مکتب فکر کے مفسر مفتی محمد شفیع صاحب نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے: ”آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری جیسے آپ کی دنیوی حیات کے زمانہ میں ہو سکتی تھی اسی طرح آج بھی روضہ اقدس پر حاضری اسی حکم میں ہے“ ۲۶ (من وعین) تفسیر قرطبی (لاحکام القرآن) میں ہے: عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا

۲۵ النساء: ۶۴-۶۵ تفسیر معارف القرآن جلد ۲ ص ۳۵۹۔ چھاپہ ادارہ المعارف کراچی نمبر ۱۶۔

أَعْرَابِيٌّ بَعْدَ مَا دَفَنَّا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَرَمَىٰ بِنَفْسِهِ
عَلَىٰ قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَخَنَا عَلَىٰ رَأْسِهِ مِنْ تُرَابِهِ فَقَالَ: قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْنَا قَوْلَكَ، وَوَعَيْتُ عَنِ اللَّهِ فَوَعَيْنَا عَنْكَ
وَكَانَ فِيمَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ (وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ) الْآيَةَ
وَقَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَجِئْتُكَ / تَسْتَغْفِرُ لِي فَنُودِيَ مِنَ الْقَبْرِ أَنَّهُ
قَدْ غُفِرَ لَكَ ۝

” (امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی (بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم) نے فرمایا: جب ہم نے رسول (کریم ﷺ) کو دفنایا تو ہمارے دفنانے کے تین روز بعد ایک اعرابی آپ (ﷺ) پاس آیا اور (فرط رنج و غم سے) قبر انور کے پاس آ کر گر گیا اور خاک پاک کو اپنے سر پر ڈالا اور عرض کرنے لگا اے اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے رسول (کریم رؤف و رحیم ﷺ) جو آپ (ﷺ) نے فرمایا ہم نے سنا جو آپ (ﷺ) نے اپنے رب سے سیکھا وہ ہم نے آپ (ﷺ) سے سیکھا اور اسی میں یہ آیت مبارک بھی تھی: وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ۝ میں نے اپنی جان پر بڑے ظلم کئے اب میں آپ (ﷺ) کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں اے سراپا شفقت و رحمت! میری مغفرت کے لئے دعا فرمائیں۔ (اُس وقت جو لوگ حاضر تھے اُن کا بیان ہے کہ) اُس کے جواب میں قبر انور سے آواز آئی قَدْ غُفِرَ لَكَ ” تجھے بخش دیا گیا ہے“ ۲۸

☆☆☆

۲۷ قرطبی جلد ۳ ص ۵۷۲، بحر المحیط جلد ۳ ص ۲۹۶۔ تفسیر النبی جلد ۱ ص ۲۶۲۔ ۲۸ تفسیر معارف القرآن جلد ۳ ص ۳۶۰، ضیاء القرآن جلد ۱ ص ۳۵۹، تفسیر نعیمی جلد ۵ ص ۳۲۲، تفسیر خازن العرقان زیر آیت۔



مکمل صحیح اسلامی عقیدہ

(برائے تفہیم)

حصہ چہارم

مؤلف

منیر احمد یوسفی (ایم۔ اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

مقرر ریڈیو و ٹیلی ویژن پاکستان

جامع مسجد ننگینہ

ملنے کا پتہ

977-A بلاک B-III گجر پورہ (چائندہ) سکیم لاہور

042-36823128, 36846677, 0300-4274936

جملہ حقوق بحق مولف محفوظ ہیں

- نام کتاب : ”مکمل صحیح اسلامی عقیدہ (برائے تفہیم)“
 مؤلف : منیر احمد یوسفی (ایم۔ اے)
 مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور۔
 پروگرامنگ : محمد عثمان علی یوسفی
 کمپوزر : حافظ محمد عظیم یوسفی، عظیم اعظم یوسفی
 کمپوزنگ : ابو بکر کمپوزر سینٹر 042-3684667
 پروف ریڈنگ : صاحبزادہ حافظ علامہ خلیل احمد یوسفی، رشید احمد جنجوعہ یوسفی
 علامہ حافظ محمد رضوان انور یوسفی
 پہلی مرتبہ : ۱۱۰۰
 سن اشاعت : اکتوبر ۲۰۱۰ء برطانیق ذیقعدہ ۱۴۳۱ھ
 مطبع : عطائے گلینہ پرنٹرز (رائل پارک) لاہور
 ہدیہ : ۸۰ روپے
 ناشرین : صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی
 صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی
 صاحبزادہ محمد ابو بکر صدیق یوسفی زمزی

ویب سائٹ ایڈریس : www.seedharastah.com
 ای۔ میل ایڈریس : info@seedharastah.com

فہرست مضامین

- نمبر شمار
 ۵- نبی کا معنی۔
 ۸- علم غیب۔ علم غیب ذاتی ازلی۔ علم غیب عطائی۔
 ۲۳- جو کچھ پوچھنا چاہو پوچھو۔
 ۲۴- منافقین کو نام بنام پکارا۔
 ۲۵- اول تا آخر کی خبریں۔
 ۲۶- فرشتوں کی گفتگو اور اس کی تفصیل۔
 ۲۹- گذرے ہوئے لوگوں کے اعمال کا علم۔
 ۳۰- حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اصلی شکل میں دیکھنا۔
 ۳۲- عالم الغیب کی چیزیں دیکھنا اور آوازیں سننا۔
 ۳۳- حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو علم غیب کی عطا۔
 ۳۴- خبر غیب اور ولی اللہ۔
 ۳۶- خبر غیب۔
 ۳۷- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف لانے کی خبر غیب۔
 ۳۹- نبی خبر۔
 ۴۰- دجال کے بارے میں خبر غیب کی تفصیل۔
 ۴۲- آخری زمانہ کی خبر غیب۔
 ۴۵- خبر غیب باب الزیاتان علم غیب۔
 ۴۶- نارودوزخ بھی غیب ہے اس کا علم علم غیب ہے۔
 ۴۸- جنتیوں اور روزخیوں کا علم۔
 ۴۹- جائے مرگ کا علم۔ حدیث شریف: کل فتح ہوگی۔
 ۵۲- خبر غیب (کل کیا ہوگا؟)

صفحہ نمبر

- ۲۸۔ ظلم قیامت کے دن اندھیرے (خریب) ۵۴
 ۲۹۔ علم غیب کا انکار کرنے والے مفسرین بھی لکھتے ہیں۔ ۵۶
 ۳۰۔ سات زمینوں کا طوق (خریب)۔ ۵۷
 ۳۱۔ دو بڑی جماعتوں میں صلح کی خبر غیب۔ ۵۸
 ۳۲۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اور بندے کے مکالمہ کی خبر غیب۔ ۶۰
 ۳۳۔ تمہارا امام تم میں سے ہوگا کی خبر غیب۔ ۶۲
 ۳۴۔ قیامت کے حالات کی غیبی خبر۔ ۶۳

اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم

”عالم الغیب“

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ

مطلع علی الغیب

نبی بمعنی خبر رساں ”خبر پہچانے والا“

کونسی خبر؟ غیب کی

نبی کا معنی

اگر نبی بناء سے ہو تو بناء کا معنی خبر مفید کا ہے۔
 الانباء کے معنی خبر مفید کے ہیں۔ اور حقیقی معنی کے لحاظ سے خبر پر بناء کا لفظ
 اُس وقت استعمال ہوتا ہے جب اس میں تین چیزیں پائی جائیں۔
 (۱) نہایت مفید ہونا (۲) علم کا حاصل ہونا (۳) جس میں کذب کا احتمال
 نہ ہو۔ جیسے خبر متواتر، خبر الہی اور خبر نبوی۔

نبی کو نبی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے وحی کی
 بناء پر غیب کی باتوں کی خبر دیتا ہے جس پر عقل سلیم مطمئن ہوتی ہے اور اگر نبی نبو سے مشتق
 ہو تو معنی یہ ہوگا کہ نبی وہ ہوتا ہے جو لوگوں کے اندر معزز اور بلند اقتدار کا حامل ہوتا ہے۔
 مطلب یہ کہ نبی اگر بناء سے ہو تو معنی ہے: اللہ کی طرف سے وحی کی بناء
 پر غیب کی باتیں بتانے والا خدا تعالیٰ کے متعلق خبر دینے والا اور نبی اگر نبو سے ہو تو معنی
 ہے بلند نمایاں۔

لفظ ”نبی“ کا اصطلاحی معنی مبعوث من اللہ ہے نخبز یا نخبز عن اللہ ہے۔ یعنی
 اللہ (ﷻ) کی طرف سے خبر پانے والا یا خبر دینے والا ہے اور لفظ نبو کا خود البناء سے
 ماخوذ ہے اور لفظ نبی کا ماخذ بناء ہے اور نبی کے معنی ہیں ”خبر دیا ہوا“ اور خبر دینے والا۔
 ابن تیمیہ صاحب نے لکھا ہے: وَالنَّبِيُّ مُشْتَقٌّ مِنَ الْإِنْبَاءِ وَالنَّبِيُّ
 فَعِيلٌ وَفَعِيلٌ قَدْ يَكُونُ بِمَعْنَى فَاعِلٍ أَيْ مُنْبِئٍ وَبِمَعْنَى مَفْعُولٍ أَيْ
 مُنْبِئٍ وَهُمَا هُنَا مُتَلَا زَمَانٌ۔ ”اور نبو کا۔ انباء سے مشتق ہے جس کے معنی
 ہیں خبر دینا اور ”نبی“ فاعیل کے وزن پر ہے اور فاعیل کبھی اسم فاعل کے معنی میں آتا ہے
 یعنی خبر دینے والا اور کبھی اسم مفعول کے معنی میں یعنی ”خبر دیا ہوا“ اور یہاں یہ دونوں
 آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ یعنی خبر دینے والا ہونے کے لیے لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ
 کی طرف سے خبر دیا ہوا ہو۔“

نبی اور رسول کی تعریف کرتے ہوئے شرح عقائد نفسی میں علامہ تفتازانی علیہ

الرحمہ نے فرمایا: هُوَ الْإِنْسَانُ بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَى الْخَلْقِ لِتَبْلِيغِ الْأَحْكَامِ "نبی اور رسول وہ انسان ہے جسے اللہ (ﷻ) نے تبلیغ احکام کے لئے مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا۔" احکام عملی ہوں جیسے عبادات و معاملات وغیرہ۔ یا اعتقادی مثلاً مرنے کے بعد اٹھنا، فرشتوں، جنت، دوزخ پر یقین رکھنا اور تمام امور جو لوگوں سے غائب ہیں جن کی تبلیغ کے لئے نبی مبعوث ہوتا ہے اور ان سب امور غیبیہ کی انہیں خبر دیتا ہے۔ اس تعریف سے ظاہر ہو گیا کہ غیب کی خبر دینے والے کو نبی اور رسول کہتے ہیں۔

اب لفظ "غیب" پر مفسرین کی عبارات ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت امام نسی علیہ الرحمہ نے "يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ" کے تحت فرمایا ہے: بِمَا غَاب عَنْهُمْ مِمَّا أَنْبَأَهُم بِهِ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مِنْ أَمْرِ الْبُعْثِ وَالنَّشُورِ وَالْحِسَابِ وَغَيْرِ ذَلِكَ ۲ "یعنی غیب سے مراد ہر وہ چیز ہے جو لوگوں سے غائب ہو جس کی خبر (حضور) نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے ان کو دی، مرنے کے بعد اٹھنا، حشر و نشر، حساب اور اس کے علاوہ۔"

تفسیر "جلالین" میں ہے (بِالْغَيْبِ) بِمَا غَاب عَنْهُمْ مِنَ الْبُعْثِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ ۳ "یعنی غیب ہر وہ چیز ہے جو لوگوں سے غائب ہو جیسے مرنے کے بعد اٹھنا اور جنت و دوزخ۔" (اتحی)

تفسیر "بیضاوی" میں يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ کے تحت ہے: وَالْمُرَادُ بِهِ الْخَفِيُّ الَّذِي لَا يُدْرِكُهُ الْحِسُّ وَلَا يَقْتَضِيهِ بَدَاهَةُ الْعَقْلِ ۴ "یعنی غیب سے مراد ہر وہ پوشیدہ چیز ہے جو ادراک، حواس اور عقل سے بالاتر ہو۔" (اتحی)

"غیب" پر ائمہ لغت کی عبارات ملاحظہ فرمائیں:

لغت قرآن کے عظیم و جلیل امام شیخ ابو القاسم احسن الراغب الاصفہانی "الغيب" کے تحت فرماتے ہیں: وَالْغَيْبُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ مَالٌ يَقَعُ تَحْتَ الْحَوَاسِ وَلَا تَقْتَضِيهِ بَدَاهَةُ الْعَقْلِ وَإِنَّمَا يَعْلَمُ بِخَبَرِ الْأَنْبِيَاءِ ۵ "يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ" میں الغیب سے مراد وہ چیزیں ہیں جو

۲۔ مدارک جلد ۱ ص ۱۶۔ ۳۔ جلالین ص ۴۔ ۴۔ بیضاوی ص ۱۸۔ ۵۔ مفردات ص ۳۷۳۔

حواس اور عقل سے بالاتر ہوں انبیاء کی خبر کے بغیر ان کا علم حاصل نہ ہو سکے۔

لغت عرب کے امام الائمہ ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور الافریقی المصری اپنی شہرہ آفاق تصنیف "لسان العرب" میں اور شارح قاموس امام لغت الامام محبت الدین ابو الفیض سید محمد تقی الحسینی الواسطی الزہیدی الحنفی اپنی عظیم و جلیل تصنیف "تاج العروس" میں فرماتے ہیں: قَالَ أَبُو اسْحَاقَ الزُّجَاجِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى "يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ" اِنَّمَا بِمَا غَاب عَنْهُمْ، فَأَخْبَرَهُم بِهِ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ أَمْرِ الْبُعْثِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَكُلِّ مَا غَاب عَنْهُمْ مِمَّا أَنْبَأَهُمْ بِهِ فَهُوَ غَيْبٌ ۱ "يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ" کی تفسیر میں حضرت ابو اسحاق زجاج علیہ الرحمہ نے کہا: وہ ہر اُس غیب پر ایمان لاتے ہیں جس کی خبر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے انہیں دی۔ مرنے کے بعد اٹھنے کی جنت اور دوزخ کی اور ہر وہ چیز جو ان سے غائب ہے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے جس کی انہیں خبر دی وہ غیب ہے۔

لغت قرآن کے امام حضرت علامہ راغب اصفہانی علیہ الرحمہ نبوة کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: النَّبُوءَةُ سِفَارَةٌ بَيْنَ اللَّهِ وَبَيْنَ ذَوِي الْعُقُولِ مِنْ عِبَادِهِ بِإِزَاحَةٍ عَلَيْهِمْ فِي أَمْرِ مَعَادِهِمْ وَمَعَاشِهِمْ وَالنَّبِيُّ لِكُونِهِ مُنْبَأً بِمَا تَسْكُنُ إِلَيْهِ الْعُقُولُ الذِّكْيَةُ وَهُوَ يَصْخُ أَنْ يَكُونَ فَعِيلاً بِمَعْنَى فَاعِلٍ لِقَوْلِهِ تَعَالَى نَبِيُّ عِبَادِي وَقُلْ أَوْلَيْتُكُمْ وَأَنْ يَكُونَ بِمَعْنَى الْمَفْعُولِ لِقَوْلِهِ تَبَانِي الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ۶ "نبوة اللہ (تبارک و تعالیٰ) اور اُس کے ذوی العقول بندوں کے درمیان سفارت کا نام ہے جو ان کے تمام دنیوی اور اخروی امور سے ہر قسم کی خرابی دور کرنے کے لئے ہوتی ہے اور نبی کو نبی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ایسی خبریں دیتا ہے جن کی وجہ سے پاکیزہ عقول کو تسکین و طمانیت حاصل ہوتی ہے۔ لفظ نبی کا فعل بمعنی فاعل ہونا بھی صحیح ہے جس کی دلیل یہ دو آیات مبارکہ ہیں: "نَبِيُّ عِبَادِي" (میرے بندوں کو خبر دیتے) اور "قُلْ أَوْلَيْتُكُمْ" (فرمادیتے) کیا میں تمہیں خبر دوں؟ اور بمعنی مفعول بھی ہو سکتا ہے جس کی دلیل "تَبَانِي الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ" (یعنی علیم خبیر نے مجھے خبر دی)۔

۱۔ لسان العرب جلد ۱ ص ۲۵۳۔ ۲۔ تاج العروس جلد ۱ ص ۴۱۶۔ ۳۔ مفردات ص ۳۹۹۔

علم غیب

علم غیب دو قسم پر ہے۔ (۱) علم غیب ذاتی ازلی (۲) علم غیب عطائی

علم غیب ذاتی ازلی:

علم غیب ذاتی ازلی کا تعلق اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم سے ہے۔ یہ غیر متناہی ہے یعنی اس کی کوئی انتہا نہیں اور قدیم حقیقی بالذات ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کا علم محیط اس کی حکمتیں اور دلائل و براہین انسانی عقل سے وراء الوراء ہیں۔

علم غیب عطائی:

وہ علم ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے بتانے اور سکھانے سے حاصل ہو۔ یہی علم انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو جمیع اشیاء جملہ کائنات یعنی عام ممکنات سے حاضر و غائب کا علم مرحمت فرمایا ہے مگر رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کے علم مبارک کو علم الہی سے نہ مماثلت ہے اور نہ مساوات، مساوات تو جب لازم آئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے لئے بھی اتنا ہی علم ثابت کیا جائے۔ ذراستہ عالم متناہی ہیں جبکہ رب السموات والارض کا علم لا متناہی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کا علم واجب قدیم حقیقی اور ازلی ہے جبکہ مخلوق کا علم عطائی ممکن اور حادث ہے۔

اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہ ازلی طور پر بذاتہ عالم الغیب والشہادۃ ہے قرآن مجید کئی آیات مقدسہ میں اس حقیقت کو بیان فرمایا گیا ہے۔

۱۔ قَالَ يٰۤاٰدَمُ اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَائِهِمْ ۚ فَلَمَّا اَنْبَاَهُمْ بِاَسْمَائِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ (البقرہ: ۳۳)

”فرمایا اے آدم! بتادے انہیں سب (اشیاء کے) نام جب اُس نے (یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے) سب کے نام بتا دیئے۔ اللہ عز و جل نے فرمایا: میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب چھپی چیزیں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔“

۲۔ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ وَیَوْمَ یَقُوْلُ کُنْ فَیَکُوْنُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۚ وَلَهُ الْمُلْكُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ۚ عَلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝ (الانعام: ۷۳)

”اور وہی ہے جس نے آسمان اور زمین ٹھیک بنائے اور جس دن فنا ہوئی ہر چیز تو فرمائے گا ہو جاوہ فوراً ہو جائے گی۔ اُس کی بات سچی ہے اور اُس کی سلطنت ہے جس دن صورت پھوٹ جائے گا ہر چھپے اور ظاہر کا جاننے والا اور وہی ہے حکمت والا اور خبردار۔“

۳۔ لَنْ نُّؤْمِنَ لَّكُمْ قَدْ نَبَاْنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ۚ وَسَیَرِی اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهُ فَمَ تَرُدُّوْنَ اِلٰی عَلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیَنْبِئْکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (التوبہ: ۹۴)

”ہم ہرگز تمہارا یقین نہ کریں گے اللہ (ﷻ) نے ہمیں تمہاری خبریں دے دی ہیں اور اب اللہ (ﷻ) اور رسول (ﷺ) تمہارے کام دیکھیں گے پھر اُس کی طرف پلٹ جاؤ گے جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔“

۴۔ وَقُلْ اَعْمَلُوا فَسَیَرِی اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۚ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰی عَلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیَنْبِئْکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) فرمائیں کام کرو اب تمہارے کام دیکھے گا اللہ (تبارک و تعالیٰ) اور اُس کے رسول (اللہ ﷻ) اور

ایمان والے اور جلد اُس کی طرف پلٹو گے جو چھپا اور کھلا سب جانتا ہے تو وہ تمہارے کام تمہیں بتا دے گا۔

۵۔ وَيَقُولُونَ لَوْلَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ (یونس: ۲۰)

”اور کہتے ہیں اُن پر اُن کے رب (ﷺ) کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اُتری (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) فرمائیں غیب تو اللہ (ﷻ) کے لئے ہے۔ اب راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں۔“

۶۔ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ”چھپا اور کھلا سب جانتا ہے۔“

(الانعام: ۷۳، التوبہ: ۹۳-۱۰۵، الرعد: ۹، المؤمنون: ۹۲، السجده: ۳۲، الزمر: ۳۶، الحشر: ۲۲، الجمعة: ۸، التغابن: ۱۸، صود: ۱۲۳، النحل: ۷۷)

۷۔ وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (صود: ۱۲۳)

”اور اللہ (ﷻ) ہی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کے غیب اور اُسی کی طرف سب کاموں کا رجوع ہے تو اُس کی بندگی کرو اور اُس پر بھروسہ رکھو اور تمہارا رب (ﷻ) تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔“

۸۔ لَهُ غَيْبُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ (الکہف: ۲۶)

”اُسی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمینوں کے سب غیب وہ کیا ہی دیکھتا اور کیا ہی سنتا ہے۔“

۹۔ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ (النمل: ۶۵)

”(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) فرمائیں خود غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ (ﷻ) اور انہیں خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔“

۱۰۔ ذَلِكَ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ (۶ السجده ۳۲)

”یہ ہر نہاں اور عیاں کا جاننے والا عزت و رحمت والا۔“

۱۱۔ عِلْمُ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمُوتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (سبا: ۳)

”غیب جاننے والا اُس سے غائب نہیں ذرہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور اُس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر ایک صاف بتانے والی کتاب میں ہے۔“

۱۲۔ إِنَّ اللَّهَ عِلْمُ غَيْبِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (فاطر: ۳۸)

”بے شک اللہ (ﷻ) جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کی ہر چھپی بات کا۔ بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔“

۱۳۔ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (الحجرات: ۱۸)

”بے شک اللہ (ﷻ) جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے سب غیب اور اللہ (ﷻ) تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔“

۱۴۔ يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ (المائدة: ۱۰۹)

”جس دن اللہ (ﷻ) جمع فرمائے گا رسولوں (علہم السلام) کو پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا؟ عرض کریں گے کچھ علم نہیں بیشک تو ہی سب غیبوں کا جاننے والا ہے۔“ (یہ بطور تواضع ہے)

۱۵۔ وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّي الْهَيْئِينَ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالِ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا

أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۖ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ (المائدة: ۱۱۶)

”اور جب اللہ (ﷻ) فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہ السلام) کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دودھ دینا تو اللہ (ﷻ) کے سوا عرض کرے گا پاکی ہے تجھے مجھے روانہ نہیں کہ وہ بات کہوں جو مجھے نہیں پہنچتی اگر میں نے ایسا کہا ہو تو ضرور تجھے معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے۔ بے شک تو ہی ہے سب غیوب کا خوب جاننے والا۔“

۱۶۔ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ (التوبة: ۷۸) ”کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ (ﷻ) نے ان کے دل کی چھپی اور ان کی سرگوشی کو جانتا ہے اور یہ کہ اللہ (ﷻ) سب غیوب کا بہت جاننے والا ہے۔“

۱۷۔ قُلْ إِنْ رَبِّي يَفْضِلْ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ (سبا: ۳۸) ”اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) فرمائیں بے شک میرا رب (ﷻ) حق کا القافرماتا ہے بہت جاننے والا سب غیوب کا۔“

۱۸۔ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝ (النمل: ۷۵) ”اور جتنے غیب ہیں آسمانوں اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں۔“

محولہ بالا تمام آیات مبارکہ میں علم غیب خاص اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے لئے بیان ہوا ہے۔

محولہ بالا آیات مقدسہ سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں بلکہ علم غیب عطائی کی بھی نفی کی جاتی ہے۔ ”صحیح اسلامی عقیدہ“ نامی کتاب کے مؤلف نے یہی مغالطہ دینے کے لئے ”صحیح اسلامی عقیدہ“

۱۔ لوح محفوظ کو کتاب مبین اس لئے کہتے ہیں کہ وہ تمام علوم غیبیہ ان لوگوں پر ظاہر کرتی ہے جن کی وہاں نظر ہے۔ اگر لوح محفوظ کسی پر ظاہر نہ ہوتی تو اسے مبین نہ فرمایا جاتا۔ بلکہ یہ تحریر اس لئے ہے کہ اس کتاب کے ذریعے وہ لوگ سب علوم حاصل کریں جن کی اس کتاب پر نظر ہے۔ ورنہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو اس تحریر کی حاجت نہیں وہ بھول وغیرہ سے پاک ہے۔

نامی کتاب میں نمبر ۷ پر لکھا ہے ”علم غیب صرف اللہ کے لئے خاص ہے۔“ جبکہ اہل ایمان کا عقیدہ ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا علم ذاتی اور ازلی ہے اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم (ﷺ) کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے۔ ”صحیح اسلامی عقیدہ“ کے مؤلف نے یہ لکھ کر کہ ”علم غیب صرف اللہ کے لئے ہے۔“ اس عنوان کے تحت چار آیات مبارکہ لکھی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:-

7۔ علم غیب صرف اللہ کے لئے خاص ہے

قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِلْمٌ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَيْتُ إِلَّا مَا يُوْحَىٰ إِلَيَّ ۖ (الانعام: ۵۰)

” (آپ ﷺ) ان سے کہیں کہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں اور نہ تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں بلکہ میں بروی کرتا ہوں اس کی جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔“

قُلْ لَا أَتْلُوكَ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبُ لَا سْتَعْتَضْتُ مِنَ الْغَيْبِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ يُقِيمُ الْقَوَامَ يُؤْمِنُونَ ۝ (الاعراف: ۱۸۸)

” (آپ ﷺ) کہہ دیجیے کہ مجھے خود اپنے نفع یا نقصان کا اختیار نہیں مگر اللہ ہی جو کچھ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی ہمتائیاں جمع کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو محض ایک ڈرانے اور بشارت دینے والا ہوں۔“

قُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانْظُرُوا النَّاسَ مَعَكُمْ فَمِنْهُمْ مُنْتَفِعُونَ ۖ (آپ ﷺ) فرمادیجئے غیب کی خبر صرف اللہ کو ہے ہذا تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔ (دوس: ۱۰۱)

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُنْعَمُونَ ۝ (النمل: ۶۵)

” (آپ ﷺ) کہہ دیجیے کہ آسمان والوں اور زمین والوں میں سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا۔ وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ کب انہیں انعام دیا جائے گا۔“

جن آیات مبارکہ کا حوالہ دیا گیا ہے ان میں حضور نبی کریم ﷺ روف ورحیم ﷺ کی طرف سے ذاتی طور پر علم غیب جان لینے کی نفی کی گئی نہ کہ عطائے علم غیب کی۔
قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ ۚ إِن تَبِعُوا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ (الانعام: ۵۰)

”اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم! آپ (ﷺ) فرمادیں کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ (ﷻ) کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے۔ (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم!) آپ (ﷺ) فرمادیں کیا برابر ہو جائیں گے اندھے اور اکھیا رے تو کیا تم غور نہیں کرتے۔“

کفار کا طریقہ تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ سے طرح طرح کے سوال کرتے تھے۔ کبھی کہتے اگر آپ رسول (ﷺ) ہیں تو ہمیں بہت سی دولت اور مال دیجئے کہ ہم بھی محتاج نہ ہوں ہمارے لئے پہاڑوں کو سونا کر دیجئے۔ کبھی کہتے کہ گزشتہ اور آئندہ کی خبریں سنائیے اور ہمیں ہمارے مستقبل کی خبر دیجئے۔ کیا کیا پیش آئے گا تاکہ ہم منافع حاصل کر لیں اور نقصانوں سے بچنے کے لئے پہلے سے انتظام کر لیں۔ کبھی کہتے ہمیں قیامت کا وقت بتائیے کب آئے گا؟ کبھی کہتے آپ (ﷺ) کیسے رسول ہیں جو کھاتے پیتے بھی ہیں اور نکاح بھی کرتے ہیں؟۔ اُن کی ان تمام باتوں کا اس آیت مبارکہ میں جواب دیا گیا ہے کہ یہ کلام نہایت بے محل اور جاہلانہ ہے کیونکہ جو ذات جس بات کی مدعی ہو اُس سے وہی دریافت کی جاسکتی ہے جو اُس کے دعوے سے تعلق رکھتی ہو۔ غیر متعلق باتوں کا دریافت کرنا اور اُن کو اُس دعویٰ کے خلاف حجت بنانا انتہا درجہ کا جہل ہے۔ اس لئے ارشاد ہوا کہ آپ (ﷺ) فرمادیجئے کہ میرا دعویٰ یہ تو نہیں کہ میرے پاس اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے خزانے ہیں جو تم مجھ سے مال و دولت کا سوال کرو اور میں اُس کی طرف التفات نہ کروں تو

رسالت سے منکر ہو جاؤں نہ میرا دعویٰ ذاتی غیب دانی کا ہے کہ اگر میں تمہیں گزشتہ یا آئندہ کی خبریں نہ بتاؤں تو میری نبوت ماننے میں عذر کر سکو نہ میں نے فرشتہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے کہ کھانا پینا نکاح کرنا قابلِ اعتراض ہو۔ تو جن چیزوں کا دعویٰ ہی نہیں اُن کا سوال بے محل ہے اور اُن کا جواب دینا مجھ پر لازم نہیں۔ میرا دعویٰ نبوت و رسالت کا ہے تو جب اس پر قوی دلیلیں اور برہانیں قائم ہو چکیں تو غیر متعلق باتیں پیش کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟

فائدہ: اس سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اس آیت کریمہ کو سید عالم ﷺ کے غیب پر مطلع کئے جانے کی نفی کی سند بنانا ایسا ہی بے محل ہے جیسا کفار کا اُن سوالات کو انکار نبوت کی دستاویز بنانا بے محل تھا۔ علاوہ بریں اس آیت مبارکہ سے حضور نبی کریم ﷺ روف ورحیم ﷺ کے علم عطائی کی نفی کسی طرح مراد ہی نہیں ہو سکتی کیونکہ اس صورت میں آیات مبارکہ میں تعارض اور ٹکراؤ ماننا پڑے گا (جو کہ ممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے)۔ مفسرین کا یہ بھی قول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ روف ورحیم ﷺ کا **لَا أَقُولُ لَكُمْ**..... فرمانا بطریق تو اضع ہے۔ (خازن مدارک و جمل وغیرہ)

”خزائن العرفان زیر آیت“

.... وَلَوْ كُنْتَ أَعْلَمُ الْغَيْبُ لَا سْتَكْفُرَتْ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ ۚ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝
 (الاعراف: ۱۸۸) ”اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کر لی اور مجھے کوئی بُرائی نہ پہنچی میں تو یہی ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں اُنہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔“

یہ کلام براہِ ادب و تواضع ہے معنی یہ ہیں کہ میں اپنی ذات سے یعنی ذاتی طور پر غیب نہیں جانتا جو جانتا ہوں اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی اطلاع اور عطاء سے جانتا ہوں۔ (خزائن العرفان)

بھلائی جمع کرنا اور بُرائی نہ پہنچنا اُس کے اختیار میں ہو سکتا جو ذاتی قدرت

رکھے اور جس کا علم ذاتی ہو اس کی تمام صفات ذاتی ہوں تو معنی یہ ہوئے اگر مجھے غیب کا علم ذاتی ہوتا تو قدرت بھی ذاتی ہوتی اور میں بھلائی جمع کر لیتا اور بُرائی نہ پہنچنے دیتا بھلائی سے مراد راحتیں کامیابیاں اور دشمن پر غلبہ ہے اور بُرائی سے مراد سبکی، تکلیف اور دشمن کا غالب آنا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بھلائی سے مراد سرکشوں کو مطیع اور نافرمانوں کو فرمانبردار اور کافروں کو مومن کر لیتا اور بُرائی سے مراد بد بخت لوگوں کا باوجود دعوت کے محروم رہ جانا۔ تو حاصل کلام یہ ہوگا اگر میں نفع و نقصان کا ذاتی اختیار رکھتا تو اے منافقین و کافرین تمہیں سب کو مومن کر ڈالتا اور تمہاری کفری حالت دیکھنے کی تکلیف مجھے نہ پہنچتی۔ (خزان العرفان زیر آیت)

وَيَسْأَلُونَكَ لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۚ قُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ۝ (یونس: ۲۰)

”پس (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (ﷺ) فرمادیں غیب تو اللہ (ﷻ) کے لئے ہے اب راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں۔“

اہل باطل کا طریقہ ہے کہ جب اُن کے خلاف برہان قوی قائم ہوتی ہے اور وہ جواب سے عاجز ہو جاتے ہیں تو اُس برہان (دلیل، معجزے) کا ذکر اس طرح چھوڑ دیتے ہیں جیسے وہ پیش ہی نہیں ہوئی اور یہ کہا کرتے ہیں دلیل لاؤ دلیل لاؤ تاکہ سننے والے اس مغالطہ میں پڑ جائیں کہ اُن کے مقابلے میں اب تک کوئی دلیل ہی قائم نہیں کی گئی ہے۔ اسی طرح کفار نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے معجزات اور بالخصوص قرآن مجید جو معجزہ عظیمہ ہے۔ اس کی طرف آنکھیں بند کر کے یہ کہنا شروع کیا کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اُتری گویا معجزات انہوں نے دیکھے ہی نہیں اور قرآن مجید کو وہ نشانی شمار ہی نہیں کرتے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے اپنے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ سے فرمایا کہ آپ ﷺ فرمادیجئے غیب تو اللہ (علیم وخبیر) کے لئے ہے۔ اب راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں۔ تقریر کا جواب یہ ہے کہ قاہرہ دلائل اس پر قائم ہیں کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پر

قرآن مجید نازل ہونا بہت ہی عظیم الشان معجزہ ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُن میں پیدا ہوئے اُن کے درمیان حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ بڑھے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے تمام زمانے و حالات اُن کی آنکھوں کے سامنے گزرے وہ خوب جانتے ہیں کہ آپ ﷺ نے نہ کسی کتاب کا مطالعہ فرمایا نہ کسی استاد کی شاگردی کی جبکہ قرآن مجید یکبارگی آپ ﷺ پر ظاہر ہوا اور ایسی بے مثال اور اعلیٰ ترین کتاب کا نزول بغیر وحی کے ممکن ہی نہیں یہ قرآن کریم معجزہ قاہرہ ہونے کی برہان ہے اور جب ایسی برہان قائم ہے تو اثبات ثبوت کے لئے کسی دوسری نشانی کی طلب کرنا قطعاً غیر ضروری ہے۔ ایسی حالت میں اس نشانی کا نازل کرنا یا نہ کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی مشیت پر ہے۔ چاہے کرے چاہے نہ کرے تو امر غیب ہوا اور اس کے لئے انتظار لازم آیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کیا کرتا ہے لیکن وہ یہ غیر ضروری نشانی جو کفار نے طلب کی ہے۔ نازل فرمائے یا نہ فرمائے نبوت ثابت ہو چکی اور رسالت کا ثبوت قاہرہ معجزات سے کمال کو پہنچ چکا۔ (خزان العرفان)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّا اَعْطَيْنَكَ الْكَوْفُرَ ۝ ”بے شک ہم نے آپ ﷺ کو خیر کثیر عطا فرمائی“ اور خود آپ ﷺ نے فرمایا: اَوْثَيْتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ ۝ کہ میں زمین کے خزانوں کی چابیاں دیا گیا ہوں (یعنی مجھ زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں)۔

وَلَوْ كُنْتَ أَعْلَمُ الْغَيْبُ لَا سَتَكْثُرُثُ مِنَ الْخَيْرِ ۖ وَمَا مَسْنِيَ السُّوءُ ۚ إِنْ أَلَّا لَنَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ (الاعراف: ۱۸۸)

”اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کر لی اور مجھے کوئی بُرائی نہ پہنچی میں تو یہی ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں انہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔“

بخاری حدیث نمبر ۲۹، مسلم حدیث نمبر ۵۲۳، نسائی حدیث نمبر ۳۰۸، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۶۳، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۴۳۹، مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۲۸، مسند ابوعوانہ جلد ۱ ص ۳۹۵، قرطبی جلد ۵ جز ۱۰ حدیث نمبر ۳۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۸۹۹۔

اس میں ذاتی طور پر علم غیب جان لینے کی نفی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے علم غیب کی عطا کی نفی نہیں ہے۔

غزوہ بنی مصطلق سے واپسی کے وقت راستے میں تیز ہوا چلی جس سے غازیوں کے اونٹ اور گھوڑے بھاگ گئے۔ رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: مدینہ منورہ میں رفاعہ کا انتقال ہو گیا اور پھر فرمایا ہمارا ناقہ کہاں ہے؟ عبد اللہ بن ابی منافقوں کا سردار بولا کہ حضور ﷺ کا عجیب حال ہے کہ مدینہ منورہ میں مرنے والوں کی خبر دے رہے ہیں اور اپنے ناقہ کی خبر نہیں۔ حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ پر اس کی بکواس بھی چھپی نہ رہی اور فرمایا کہ بعض منافق ہمارے علم پر اعتراض کرتے ہیں۔ اچھا ہماری اونٹنی فلاں گھاٹی میں ہے اس کی ٹکیل ایک درخت میں الجھ گئی ہے۔ دیکھا گیا تو ایسا ہی تھا۔ اس پر یہ آیت مبارک نازل ہوئی۔ س

یہاں خیر سے مراد دنیا کی راحتیں، خوشیاں، ظاہری طور پر دشمنوں پر فتح مندی وغیرہ ہے۔ ورنہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خیر کثیر عطا فرمائی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ (البقرہ: ۲۶۹) ”اللہ (تبارک و تعالیٰ) حکمت دیتا ہے جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اسے خیر کثیر ملی اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے“۔ جب کہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو حکمت بانٹنے والا فرمایا۔

اگر میں ذاتی طور پر غیب جان لیتا تو مجھے نقصان نہ پہنچتا۔ یعنی مجھے نقصان تو پہنچتا رہتا ہے۔ کیونکہ میں ذاتی طور پر علم غیب کا دعوے دار نہیں ہوں۔ اگر علم غیب عطا کی انکار کیا جائے تو لازم آئے گا کہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو ایک چیز کا بھی علم نہیں اور یہ بات قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی نصوص کے خلاف ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید میں ایسی آیات مبارکہ بھی ہیں جن میں علم غیب عطا فرمائے جانے کا ذکر ہے۔ ”مکمل صحیح اسلامی عقیدہ“ تبھی نصیب ہو سکتا ہے۔ جب ہم ان

سید تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۸۷۔

آیات مبارکہ پر بھی ایمان رکھیں گے جن ”علم غیب“ عطا فرمائے جانے کا ذکر ہے۔
ارشاد ربّ عظیم ہے:

مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيٰ مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ وَإِنْ تَوَمَّنُوا وَتَسْتَفْتُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ (آل عمران: ۱۷۹) ”اللہ (تبارک و تعالیٰ) جل مجدہ (الکریم) مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے والا نہیں جس پر تم ہو جب تک گندے کو سترے سے جدا نہ کرے اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) جل مجدہ (الکریم) کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے۔ ہاں! اللہ (ﷻ) چن لیتا ہے اپنے رسولوں (علیہم السلام) میں سے جسے چاہے۔ تو ایمان لاؤ اللہ (ﷻ) اور اس کے رسولوں (علیہم السلام) پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے۔“

قَالَ الْبَغَوِيُّ قَالَ السُّدِّيُّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غُرِضْتُ عَلَىٰ أُمِّي فِي صَوْرَهَا فِي الطَّيْنِ كَمَا غُرِضْتُ عَلَىٰ آدَمَ ۖ وَأَعْلِمْتُ مَنْ يُؤْمِنُ وَمَنْ يَكْفُرُ ۖ فَلَبَّغَ ذَلِكَ الْمُنَافِقِينَ فَقَالُوا اسْتَهْزَأَ زَعَمَ مُحَمَّدٌ ﷺ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَنْ يُؤْمِنُ وَمَنْ يَكْفُرُ ۖ مِمَّنْ لَمْ يَخْلُقْ بَعْدَ وَنَحْنُ مَعَهُ وَمَا يَعْرِفُنَا ۖ فَلَبَّغَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ عَلَى الْمَنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ طَعَنُوا فِي عِلْمِي لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ إِلَّا نَبَأْتُكُمْ بِهِ فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَدَافَةَ السَّهْمِيُّ فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ خَدَافَةُ فَقَامَ غَمْرٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا وَبِكَ نَبِيًّا فَأَغْفَ عَنَّا غَفَا اللَّهُ عَنْكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهَوْنَ ثُمَّ نَزَلَ عَنْ

سید روح المعانی جلد ۲ ص ۳۳۹ بیضاوی جلد ۱ ص ۱۹۲۔

الْمُنْبَرِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ ۝

حضرت امام بغوی علیہ الرحمہ نے بروایت حضرت سدی علیہ الرحمہ لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے سامنے میری اُمت اپنی شکلوں میں طینی (خیر کی) حالت میں لائی گئی جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے (اُن کی تمام نسل) لائی گئی تھی اور جو لوگ مجھ پر ایمان لانے والے ہیں اور جو لوگ مجھ پر ایمان نہیں لانے والے سب مجھے بتا دیئے گئے۔ اس فرمان کی اطلاع منافقوں کو پہنچی تو مذاق کرتے ہوئے بولے کہ (حضرت) محمد (ﷺ) کا دعویٰ ہے کہ جو لوگ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے اُن میں کون مومن ہوگا اور کون غیر مومن؟ حضرت محمد (ﷺ) اُن سب سے واقف ہیں اور ہم اُن کے ساتھ رہتے ہیں اس کے باوجود وہ ہم کو نہیں پہنچاتے۔ منافقوں کے اس قول کی خبر حضرت محمد (ﷺ) کو پہنچی گئی تو آپ (ﷺ) نے منبر (شریف) پر جلوہ افروز ہو کر اللہ (ﷻ) کی حمد و ثناء فرمانے کے بعد فرمایا: لوگ کس وجہ سے میرے علم پر طعن کرتے ہیں تم اپنے زمانے سے قیامت تک کی جو چیز مجھ سے پوچھو گے میں بتاؤں گا (پوچھ کر دیکھ لو) اس پر حضرت عبداللہ بن حذافہ بھی (ﷺ) نے کھڑے ہو کر پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرا باپ کون تھا؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: حذافہ۔ اس کے بعد فوراً (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم اللہ (ﷻ) کے رب ہونے پر اسلام کے دین (برحق) ہونے پر قرآن مجید کے امام (یعنی واجب التسلیم کتاب) ہونے پر اور آپ (ﷺ) کے (سچے) نبی (ﷺ) ہونے پر رضامند ہیں۔ (دل سے مانتے ہیں)۔ آپ (ﷺ) ہم کو معاف فرمائیں۔ اللہ (ﷻ) آپ (ﷺ) پر ہر گاہ نگاہِ رحمت فرمائے۔ حضور نبی کریم رؤف و رحیم (ﷺ) نے فرمایا کیا تم باز آگئے؟ کیا تم باز آگئے؟ پھر منبر شریف سے نیچے تشریف لائے اور اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے محولہ بالا سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۹۷ انازل فرمائی۔

قرآن مجید سے ثابت ہے اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم غیب کا علم اپنے

۵۱ مظہری جلد ۳ ص ۱۸۵ (زیر آیت مبارک)۔

رسولوں علیہم السلام کو عطا فرماتا ہے۔ سورۃ الجن کی آیت نمبر ۲۷-۲۸ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۚ إِلَّا مَن ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ۚ** ”وہ عالم الغیب ہے اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں (علیہم السلام) کو اور اُن کے آگے پیچھے پہرہ مقرر فرمادیتا ہے۔“

سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) مرتضیٰ رسولوں علیہم السلام میں سب سے اعلیٰ ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے آپ (ﷺ) کو تمام اشیاء کے علوم عطا فرمائے۔ یہ آیت مبارک حضور نبی کریم رؤف و رحیم (ﷺ) کے اور تمام مرتضیٰ رسولوں علیہم السلام کے لئے غیب کا علم ثابت کرتی ہے۔ غیب کا علم ہم صرف اپنے رسولوں (علیہم السلام) کو ہی عطا کرتے ہیں۔ کیونکہ اُن کی منصبی ضرورت ہے۔ اس وحی الہی اور امور غیبیہ کے ذریعے سے ہی وہ لوگوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کا رسول (علیہم السلام) ثابت کرتے ہیں؟ اس مضمون کو دوسرے مقام پر اس طرح بیان کیا گیا ہے: **عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۚ إِلَّا مَن ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ** (الجن: ۲۷-۲۸) ”عالم الغیب (اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے) اور وہ اپنے غیب سے پسندیدہ رسولوں (علیہم السلام) کو ہی خبردار کرتا ہے۔“ ۱۔

امور غیبیہ سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کا ادراک عقل و حواس سے ممکن نہیں جیسے ذات باری تعالیٰ وحی الہی جنت و دوزخ ملائکہ عذاب قبر اور حشر اجساد وغیرہ۔ معلوم ہوا کہ اللہ (ﷻ) اور رسول (ﷺ) کی بتلائی ہوئی ماورائے عقل و احساس باتوں پر یقین رکھنا جزو ایمان ہے اور ان کا انکار کفر و ضلالت ہے۔ ۲۔

۱۔ احسن التفاسیر حاشیہ نمبر ۳ ص ۲۱۴۔ ۲۔ احسن التفاسیر حاشیہ نمبر ۵ ص ۲۳-۲۴۔

پاک میں فرمایا: وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۝ (التوہ: ۲۳) ”اور وہ غیب کی باتوں کو بتلانے میں بخیل نہیں ہیں۔“ یہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں وضاحت فرمائی گئی ہے یعنی نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ کو علم غیب آتا ہے اور تعلیم بھی فرماتے ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا: ... وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝ (النحل: ۸۹) ”اور ہم نے آپ (ﷺ) پر یہ قرآن (مجید) نازل فرمایا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور بشارت اور رحمت۔“

اس آیت مبارک سے ثابت ہوا آپ ﷺ کو کل شیء کا علم عطا فرمایا گیا ہے۔ کل شیء کا علم بھی علم الہی کے حضور لکھل اور اتنی بھی نسبت نہیں رکھتا جتنی ایک قطرے کو سمندر سے ہو۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے بَابُ الْغَضَبِ فِي الْمَوْعِظَةِ وَالتَّعْلِيمِ إِذَا رَأَى مَا يَكُونُ (یعنی واعظ یا معلم جب مکروہ شیء دیکھے تو وعظ و تعلیم میں غصہ کا اظہار کرے) میں دو احادیث مبارکہ لکھی ہیں۔

(۱) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ سے چند اشیاء کے بارے میں پوچھا گیا جنہیں آپ ﷺ نے اچھا نہیں سمجھا۔ جب آپ ﷺ پر سوالات کی کثرت ہوئی تو آپ ﷺ غصہ میں آگئے (اور نورانی جلال بے مثال میں) آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: سَلُونَنِي عَمَّا يَشْتُمُونَ ”اب جو چاہو مجھ سے پوچھتے جاؤ۔“ ایک شخص نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: أَبُوكَ خُذَاهُ ”تیرا باپ خذا ہے۔“ پھر ایک شخص اٹھا اُس نے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ ”تیرا باپ شیبہ کا غلام سالم ہے۔“ جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کے

نورانی غصہ مبارک کو ملاحظہ فرمایا تو عرض کیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ۝ ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم اللہ (ﷻ) کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔“

(۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو حضرت عبداللہ بن خذافہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور پوچھنے لگے (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) میرا باپ کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: أَبُوكَ خُذَاهُ ”تمہارا باپ خذا ہے۔“ پھر بار بار فرمایا: پوچھو پوچھو فَبُورَکْ عُمَرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ یہ حال دیکھ کر (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) دو زانوں بیٹھے اور عرض کیا: رَبِّنَا بِاللَّهِ رَبَّنَا وَبِالْإِسْلَامِ دِينَنَا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِينَا فَسَكَتَ ۝ ہم اللہ (ﷻ) کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور (حضرت) محمد (مصطفیٰ) رضی اللہ عنہ کے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہونے پر خوش ہیں۔ پھر اُس وقت آپ ﷺ خاموش ہوئے۔“

جو کچھ پوچھنا چاہو پوچھو:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ سورج ڈھلتے ہی باہر تشریف لائے اور نماز ظہر پڑھائی جب سلام پھیرا تو بعد ازیں منبر مبارک پر جلوہ افروز ہوئے فَذَكَرَ السَّاعَةَ ”پس آپ ﷺ نے قیامت کا ذکر فرمایا۔“ پھر فرمایا: قیامت سے پہلے بڑی بڑی باتیں ہوں گی۔ پھر فرمایا: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ فَإِنَّ اللَّهَ لَا تَسْأَلُونَنِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هَذَا ”جس نے جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لے اللہ کی قسم جب تک میں اس جگہ موجود رہوں گا جو بات تم پوچھو گے میں بتلا دوں گا۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں یہ سن کر لوگ رونے لگے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ۸ بخاری جلد ۱ ص ۶۹ مسند احمد جلد ۸ ص ۲۷۸ مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۳۶۱ جلد ۱ ص ۱۶۱۔ ۹ بخاری جلد ۱ ص ۲۰ فتح الباری جلد ۱ ص ۳۳۹ حدیث نمبر ۹۳۔

ﷺ بار بار یہی فرماتے جاتے تھے پوچھو نا پوچھو نا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص کھڑا ہوا۔ عرض کیا: اَيُّنَ مَذْحِلِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ النَّارُ ۱۰ "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے (مرنے کے بعد) میرا ٹھکانا کہاں ہے؟ فرمایا: دوزخ کی آگ۔"

بعض لوگ کہتے ہیں آپ ﷺ کے لئے ہر شیء کا علم ماننا شرک ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو ہر شیء کا اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے تفصیلی علم عطا فرمایا ہے۔ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کا علم ذاتی علم نہیں بلکہ عطائی ہے اور نہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم جیسا ہے اور نہ ہی نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا علم مبارک اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے علم کے مماثل ہے۔

منافقین کو نام بنام پکارا:

حضرت ابوسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: خُطِبْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُطْبَةً فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ فِيكُمْ مُنَافِقِينَ فَمَنْ سَمِعْتُ فَلْيَقُمْ ثُمَّ قَالَ قُمْ يَا فُلَانُ قُمْ يَا فُلَانُ قُمْ يَا فُلَانُ حَتَّى سَمِعِي سِتَّةً وَثَلَاثِينَ رَجُلًا ثُمَّ قَالَ إِنَّ فِيكُمْ أَوْ مِنْكُمْ فَاسْتَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ فَاتَّقُوا اللَّهَ قَالَ فَمَرَّ عُمَرُ عَلَى رَجُلٍ مِمَّنْ سَمِيَ مُقْنَعٌ قَدْ كَانَ يَعْرِفُهُ قَالَ مَا لَكَ قَالَ فَحَدَّثَنِي بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ بُعْدًا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ ۱۱ "رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: پس اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کی حمد فرمائی اور ثناء بیان فرمائی پھر فرمایا: بے شک تم میں منافقین ہیں۔ پس جس کا میں نام لوں تو وہ کھڑا ہو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کھڑے ہو اے فلاں! کھڑے ہو اے فلاں! کھڑے ہو اے فلاں! یہاں تک کہ آپ نے چھتیس لوگوں کے نام لئے۔ پھر فرمایا: بے شک (منافقین) تم

۱۰ بخاری حدیث نمبر ۲۹۴۲ فتح الباری جلد ۱ ص ۳۲۵ مستدرک جلد ۳ ص ۱۶۲ کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۹۷۵۔ ۱۱ مستدرک جلد ۵ ص ۲۷۳ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۲۳۶۔

میں اور تم سے پس اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) سے معافی کا سوال کرو۔" فرمایا: امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا جب ایسے لوگوں پر گزر رہا جو جن کے نام لے کر ان پر ذلت ڈالی گئی تھی تحقیق وہ پہچانتے تھے۔ فرمایا کیا ہے تمہارے واسطے وہی ہے جو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے تمہارے واسطے فرمایا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: آج تمہارے واسطے دور کی باقی ماندہ شے ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کو منافقوں کا علم تھا۔ نیز یہ بھی پتا چلا کہ علم کا ظاہر نہ کرنا علم کے نہ ہونے کی دلیل نہیں ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو اپنے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے علم کی وسعت کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے البتہ منافق لوگ تسلیم نہ کرتے تھے اور چیں بجیں ہو کر اعتراض کرتے۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بسا اوقات عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) وہ منافق ہے تو آپ ﷺ اجازت دیجئے کہ میں اُس کو قتل کر دوں۔ آپ ﷺ منع فرماتے کہ نہیں اے عمر رضی اللہ عنہ رہنے دو۔ اور ایسے ہی ذوالخویصرہ جو خارجیوں کا جید اعلیٰ تھا اُس کی نسبت بھی امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قتل کر دینے کی اجازت چاہی مگر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ) رہنے دے اس کی نسل سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہوں گے یعنی خارجیوں کی علامات بیان فرماتے اور قتل کی اجازت نہ دی۔ (تفسیر مواہب الرحمن جلد ۲ ص ۱۵۶)

اول تا آخر کی خبریں:

حضرت طارق بن شہاب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے: قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ ﷺ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَ وَنَسِيَ مَنْ نَسِيَ ۱۲

۱۲ بخاری جلد ۵ ص ۳۵۳ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۶۹۹ ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۳۰ ترمذی حدیث نمبر ۲۱۹۱ مستدرک جلد ۵ ص ۲۸۵ مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۶۶ تفسیر طبری جلد ۵ ص ۲۲۲ سورۃ الانعام آیت نمبر ۷۵۔

”نبی کریم ﷺ ایک مقام (منبر) پر کھڑے ہوئے پھر ہمیں عالم کی پیدائش سے لے کر اُس وقت تک حال بیان فرمادیا جب جنت والے اپنے ٹھکانوں میں اور دوزخ والے اپنے ٹھکانوں میں داخل ہوں گے کسی کو یاد رہا اور کسی کو یاد نہ رہا۔“

فرشتوں کی گفتگو اور اُس کی تفصیل:

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے فرمایا: يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ نَعَمْ فِي الْكُفَّارَاتِ وَالْكَفَّارَاتِ الْمَكْتُ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَالْمَشْيِ عَلَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَابِلَاغِ الْوُضُوءِ فِي الْمَكَارِهِ فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ يَخْرُجُ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ ۝۳۱ ”اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) کیا (آپ ﷺ) جانتے ہیں کہ مقرب فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا ہاں (تیری عطا اور تیرے کرم سے جانتا ہوں) کفار رات میں (یعنی اُن نیکوں کی وجہ سے جن سے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم گناہ معاف فرمادیتا ہے) اور کفارے نماز کے بعد مسجد میں ٹھہرنا اور جماعتوں کی طرف (یعنی نماز باجماعت کے لئے) پیدل چلنا اور ناگواری کی حالت میں پورا وضو کرنا اور جو یہ کرے گا بھلائی سے بچے گا اور بھلائی سے مرے گا اور اپنی خطاؤں سے ایسا ہو جائے گا جیسا آج ہی اُس کی ماں نے جنم دیا ہے۔“

حضرت عبدالرحمان بن عائش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: زَايْتُ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ أَنْتَ أَعْلَمُ أَيُّ رَبِّ مَرَّتَيْنِ قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَيْفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّْ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَتَلَا هَذِهِ الْآيَةَ وَكَذَلِكَ

نَرَىٰ إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَيَكُونُ مِنَ الْمُؤَقِنِينَ ۝۳۰ ”میں نے اپنے رب کو بہترین صورت (جیسا اُس کی شان کے لائق ہے) میں دیکھا۔“

رب ذوالجلال والا کرام نے پوچھا فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا تو بہتر جانتا ہے۔ فرمایا: تب اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) نے اپنا (لُئْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ) کی شان والا ہاتھ میرے دو کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی تو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے میں نے وہ سب جان لیا۔ پھر یہ آیت مبارک تلاوت فرمائی (ترجمہ) ہم یونہی ابراہیم (علیہ السلام) کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھاتے ہیں تاکہ وہ یقین والوں میں سے ہو جائیں۔“

رب ذوالجلال والا کرام نے حضور نبی کریم ﷺ کو ساتوں آسمانوں بلکہ اوپر کی تمام چیزیں اور ساتوں زمینوں اور اُن کے نیچے کے ذرہ ذرہ اور قطرہ قطرہ اس سب کا علم عطا فرمایا۔ اس سے مراد تمام کلی جزوی علوم مراد ہیں۔ قرآن مجید کی جن آیات مبارکہ میں علم کی نفی آتی ہے وہ ذاتی مراد ہے۔ یہ کسی ایمان والے کا دعویٰ نہیں کہ رسول کریم ﷺ کو ذاتی طور پر علم غیب حاصل ہے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کی عطا سے حاصل ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک دن نبی کریم ﷺ روئے ورجم ﷺ نے صبح کی نماز میں تشریف لانے میں تاخیر فرمائی۔ قریب تھا کہ ہم سورج دیکھ لیں آپ ﷺ تیزی سے تشریف لائے نماز کی تکبیر کہی گئی۔ نبی کریم ﷺ روئے ورجم ﷺ نے نماز پڑھائی اور نماز میں اختصار فرمایا (یعنی کم آیات والی سورتیں پڑھیں) جب سلام پھیرا تو دَعَا بِصَوْتِهِ ”آواز سے پکارا“ ہمیں فرمایا: عَلَيَّ مَصَافِكُمْ كَمَا أَنْتُمْ ثُمَّ انْفَتَلَ إِلَيْنَا ”اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو جیسے بیٹھے ہو۔ پھر آپ ﷺ نے ہماری طرف رخ زیا فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: أَمَا إِلَيَّ سَأَحْدِثُكُمْ مَا حَبَسَنِي عَنْكُمْ الْغَدَاةُ إِنِّي قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأْتُ وَصَلَّيْتُ مَا قَلَدَ لِي فَنَعَسْتُ فِي صَلَاتِي حَتَّى

اَسْتَشْقِلْتُ فَاِذَا اَنَا بِرَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ
يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِیْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاۗءُ الْاَعْلٰی قُلْتُ
لَا اَدْرِیْ قَالَتْهَا ثَلَاثًا قَالَ فَرَايْتَهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰی وَجَدْتُ
بَرْدًا اَنَا مِلَّةَ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلّٰی لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ ۱۵

”میں تمہیں بتاتا ہوں کہ آج صبح مجھے تم سے کس چیز نے روکا۔ میں رات
میں اٹھا۔ وضو فرمایا جس قدر مقدّم میں تھا نماز پڑھی۔ نماز ہی میں مجھے اُنگھ آگئی حتیٰ
کہ نیند غالب ہوگئی۔ اچانک میں اپنے رب تبارک و تعالیٰ کے پاس اچھی صورت میں
تھا۔ (اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے) فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے عرض کیا: مولا میں حاضر ہوں (اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے) فرمایا:
مقرب فرشتے کس بات میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: مجھے خبر نہیں یہ تین بار
فرمایا۔ فرماتے ہیں میں نے رب (تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم) کو دیکھا کہ اُس
نے اپنا دستِ رحمت میرے کندھوں کے بیچ رکھا حتیٰ کہ میں نے اُس کے (نورانی
لَیْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ والے) پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی تو مجھ پر ہر چیز
ظاہر ہوگئی اور میں نے پہچان لیا۔“

اللہ جلّیٰ کی تعلیم کے بغیر علم حاصل نہیں ہو سکتا وہ جتنا چاہتا ہے اپنے رسولوں
(علیہم السلام) کو سکھا دیتا ہے اور اُس ذاتِ کریم نے اپنے حبیبِ کریم رؤف ورحیم
علیہ السلام کو جتنا چاہا دیا یہ ”جتنا“ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے علم غیر متناہی کا بعض
ہے لیکن مخلوق کے علم کے مقابل ایک بکراں سمندر ہے جس کی حدود و قیود ہم انسان
مقرر نہیں کر سکتے۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم علیہ السلام کا علم
نہ تو ذاتی ہے اور نہ ہی اللہ جلّیٰ کے علم غیر متناہی جتنا ہے۔ آپ کے پاس جتنا علم ہے
اُس کو کوئی انسان نہیں جان سکتا وہ محض عطائے الہی ہے۔

تمام آسمانوں اور زمینوں کا سب علم غیب بھی جزوی علم غیب ہے اس پر نبی
۱۵ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۷۲۸ ۲۸ مرتبہ جلد ۲ ص ۲۲۲ ترمذی حدیث نمبر ۳۲۳۵ کنز العمال حدیث
نمبر ۳۲۳۵۔

کریم رؤف ورحیم علیہ السلام مطلع تھے اور وہ بھی بغیر اطلاع دینے اللہ تبارک و تعالیٰ جل
مجدہ الکریم کے نہیں ہوتا ہے اور ربّ با علم غیب کلی و مطلق تو وہ سوائے حق جلّیٰ کے اور کوئی
نہیں جانتا۔ اس واسطے کہ وہ تو علم ہے جو صفتِ باری تعالیٰ ہے اور یہ صفت کسی مخلوق
میں پیدا ہو جانا غیر ممکن ہے۔ (تفسیر مواہب الرحمن جلد ۲ ص ۱۵۶)

”جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت محمد علیہ السلام مثل دوسروں کی تھے ہر بات پر
حضرت جبرائیل علیہ السلام آتے تھے اور آگاہ کرتے تب ہی خبر ہوتی تھی اُس نے تفریط
کی اور حق سے دُور ہوا۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ روایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں جو
خواب آنحضرت علیہ السلام کا پروردگار عز و جل کو دیکھنے کا روایت ہوا ہے اُس میں صریح
ہے: فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمَوَاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ میں نے سب جان
لیا جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔“ (تفسیر مواہب الرحمن جلد ۲ ص ۱۵۶)

گذرے ہوئے لوگوں کے اعمال کا علم:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں
نبی کریم رؤف ورحیم علیہ السلام دو قبروں کے نزدیک سے گزرے، فرمایا: اِنّ دو قبروں
والوں کو عذاب دیا جا رہا ہے۔ یہ کسی بڑی چیز سے عذاب نہیں دیئے جا رہے۔ فرمایا:
اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ ”ان میں سے ایک تو پیشاب سے
احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا پھرتا تھا۔ پھر آپ علیہ السلام نے ایک سبز تر
شاخ لی اور اُسے چیر کر دو حصے فرمائے، پھر دونوں قبروں پر ایک ایک حصہ گاڑ دیا۔
صحابہ کرام علیہم السلام نے عرض کیا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَا صَنَعْتَ هٰذَا؟ یا رسول اللہ
(صلی اللہ علیک وسلم) آپ (علیہ السلام) نے ایسا کس لئے کیا؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:
لَعَلَّهُ اَنْ يُخَفِّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَبْسَا ۱۶ ”شاید جب تک یہ نہ سوچیں تب

۱۶ بخاری جلد ۱ ص ۳۵ ابن ماجہ ص ۲۹ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۲۱۲ شرح السنہ جلد ۱ ص
۲۸۰ الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۳۸ ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۲ عوارف المعارف بر حاشیہ احیاء العلوم مسند
ابی حوانہ جلد ۱ ص ۱۹۶ مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۲۰۷ صحیح ابن خزیّمہ جلد ۱ ص ۳۳ نسائی جلد ۱ ص ۱۲ مسلم
جلد ۱ ص ۱۴۱ ترمذی جلد ۱ ص ۱۱ سنن داری جلد ۱ ص ۲۰۵ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۳ ص ۲۱۔

تک اُن کا عذاب ہلکا ہو۔ اس حدیث شریف سے دُنیاۓ اسلام کے عظیم مفکر، مفسر اور محدث مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا ہے۔

۱۔ حضور ﷺ کی نگاہ مبارک کے لئے کوئی شے آڑ نہیں، کھلی چھپی ہر چیز آپ ﷺ پر عیاں ہے، ظاہر ہے کہ عذاب قبر قبر کے اندر ہے۔ نبی کریم ﷺ عذاب قبر کے اوپر سے عذاب کو دیکھ رہے ہیں۔

۲۔ نبی کریم ﷺ عذاب کو دیکھ رہے ہیں کہ کون کیا کر رہا ہے؟ اور کون کیا کرتا تھا؟ فرمایا ایک چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے حواس عام انسانوں کے حواس سے زیادہ لطیف ہوتے ہیں۔ عام انسانوں کے حواس کی حیثیت مادرِ زاد نابینا کی طرح ہوتی ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے حواس تیز نگاہ نوجوان اور قوت بینائی سے مالا مال اور ارفع و اعلیٰ ہوتے ہیں۔

مشاہدات نبوی ﷺ کا احاطہ ممکن نہیں۔ اُن کے مشاہدات علمِ انسانی سے بالا ہیں۔ لیکن اُن مشاہدات کو الفاظ اور عبارات میں بیان کرنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔

نبی کریم ﷺ عذاب کو دیکھ رہے ہیں۔ حضرت جبرائیل روح القدس یعنی روح الامین ﷺ سرفہرست ہیں۔ جو پہلی مرتبہ نبی کریم ﷺ عذاب کو دیکھا۔ فرمایا: "اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) دیکھو یہ (حضرت جبرائیل ﷺ) کھڑے ہیں۔ تمہیں سلام کہتے ہیں۔ انہوں نے (جواباً) کہا: علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (اور عرض کیا) آپ ﷺ کو یہی دکھائی دیتے ہیں مجھے تو نظر نہیں آتے۔ اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تری سے نبی کریم ﷺ کو روبرو دیکھا۔"

حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اصلی شکل میں دیکھنا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "فرماتے ہیں: اَنَّ النَّبِيَّ

صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۱ ص ۲۸۳، شرح السنۃ جلد ۱ ص ۸۳، مسلم جلد ۱ ص ۸۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۵۱، جلد ۱ ص ۶، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۹۷۱۹، مسند ابو عوانہ جلد ۱ ص ۱۱۰، ادلائل النبوة جلد ۱ ص ۱۳۳، قرطبی جلد ۱ ص ۲۰، المستدرک حاکم جلد ۳ حدیث نمبر ۱۸۳۔

صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: "اِنَّ النَّبِيَّ كَرِيْمٌ رَّوْفٌ وَرَحِيْمٌ" حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا اُن کے چہ سو پر ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اُن کی اصل صورت میں آپ ﷺ نے دوبار دیکھا۔

نبی کریم ﷺ عذاب کو دیکھ رہے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے آنے کا کوئی وقت مقرر نہ تھا۔ صبح و شام ہر وقت اور ہر حالت میں یعنی صلح و جنگ میں بھی فیضانِ الہی کا چشمہ اُبھارتا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اُس وقت بھی آتے تھے جب آپ ﷺ لوگوں کے مجمع میں بیٹھے ہوتے تھے لیکن جو کچھ آپ دیکھتے اور سنتے تھے وہ عموماً اوروں کو نہ دکھائی دیتا اور نہ سنائی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے علاوہ دوسرے ملائکہ بھی نبی کریم ﷺ عذاب کو دیکھ رہے ہیں۔ حاضر ہوا کرتے تھے۔

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ عذاب کو دیکھ رہے ہیں۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: "يَا عَائِشَةُ هَذَا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، فَقَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرَى مَا لَا أَرَى تُرِيدُ النَّبِيَّ" ۱۹ "اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) دیکھو یہ (حضرت جبرائیل علیہ السلام) کھڑے ہیں۔ تمہیں سلام کہتے ہیں۔ انہوں نے (جواباً) کہا: علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (اور عرض کیا) آپ ﷺ کو یہی دکھائی دیتے ہیں مجھے تو نظر نہیں آتے۔ اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تری سے نبی کریم ﷺ کو روبرو دیکھا۔"

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ عذاب کو دیکھ رہے ہیں۔ اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: "اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) دیکھو یہ (حضرت جبرائیل علیہ السلام) کھڑے ہیں۔ تمہیں سلام کہتے ہیں۔ انہوں نے (جواباً) کہا: علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (اور عرض کیا) آپ ﷺ کو یہی دکھائی دیتے ہیں مجھے تو نظر نہیں آتے۔ اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تری سے نبی کریم ﷺ کو روبرو دیکھا۔"

۱۸ مسلم جلد ۱ ص ۹۷، بخاری جلد ۱ ص ۲۵۷، ترمذی حدیث نمبر ۳۸، مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۳۳، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۱۸، مرتاۃ جلد ۱ ص ۳۲، مسلم حدیث نمبر ۲۳۳۷، نسائی حدیث نمبر ۳۹۵۳

جَالِسًا عَلَى الْكُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۖ "میں نے آسمان سے آواز سنی تو میں نے اپنا سر (انور) اٹھایا اور دیکھا کہ وہی فرشتہ تھا جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا وہ ایک کرسی پر بیٹھا ہے اور وہ آسمان اور زمین کے درمیان میں ہے۔"

عالم الغیب کی چیزیں دیکھنا اور آوازیں سننا:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ ورجم ﷺ نے فرمایا: اِنِّیْ اَرِیْ مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ اَطَلَبَ السَّمَاءِ وَحَقٌّ لَهَا اَنْ تَاْطِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بَیْدهَ مَا فِیْهَا مَوْضِعٌ اَرْبَعُ اَصَابِعٍ اِلَّا وَ مَلَكٌ وَاَضَعُ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا لِلّٰہِ ، وَاللّٰہُ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمَ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَلْيَبْكُوْا کَثِیْرًا وَّمَا تَلَذُّوْا بِالنِّسَاءِ عَلٰی الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلٰی الصُّعَدَاتِ تَجَارُوْنَ اِلٰی اللّٰہِ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ شَجَرَةً تُعْصَدُ ۖ "میں عالم غیب کی وہ چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ آوازیں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان چر چرا رہا ہے اور حق ہے کہ وہ چر چرائے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ آسمان میں چار انگلیوں کے برابر بھی جگہ نہیں جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ اللہ (تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے حضور میں اپنا ماتھا رکھے سجدے میں نہ پڑا ہو۔ اگر تم وہ باتیں جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم بشتے اور بہت زیادہ روتے اور بسترؤں پر بیویوں سے بھی لطف اندوز نہ ہو سکتے اور اللہ (جل مجدہ الکریم) سے نالہ و فریاد اور گریہ و زاری کرتے ہوئے بیابانوں اور جنگلات کی طرف نکل جاتے۔ (اس حدیث شریف کو بیان کرنے کے بعد) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کاش میں ایک درخت ۖ مع مسلم جلد ۱ ص ۹۰ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۴۳ مسند احمد جلد ۳ ص ۳۲۵ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ۱۷۰۱ ۱۷۰۲ ۱۷۰۳ ۱۷۰۴ ۱۷۰۵ ۱۷۰۶ ۱۷۰۷ ۱۷۰۸ ۱۷۰۹ ۱۷۱۰ ۱۷۱۱ ۱۷۱۲ ۱۷۱۳ ۱۷۱۴ ۱۷۱۵ ۱۷۱۶ ۱۷۱۷ ۱۷۱۸ ۱۷۱۹ ۱۷۲۰ ۱۷۲۱ ۱۷۲۲ ۱۷۲۳ ۱۷۲۴ ۱۷۲۵ ۱۷۲۶ ۱۷۲۷ ۱۷۲۸ ۱۷۲۹ ۱۷۳۰ ۱۷۳۱ ۱۷۳۲ ۱۷۳۳ ۱۷۳۴ ۱۷۳۵ ۱۷۳۶ ۱۷۳۷ ۱۷۳۸ ۱۷۳۹ ۱۷۴۰ ۱۷۴۱ ۱۷۴۲ ۱۷۴۳ ۱۷۴۴ ۱۷۴۵ ۱۷۴۶ ۱۷۴۷ ۱۷۴۸ ۱۷۴۹ ۱۷۵۰ ۱۷۵۱ ۱۷۵۲ ۱۷۵۳ ۱۷۵۴ ۱۷۵۵ ۱۷۵۶ ۱۷۵۷ ۱۷۵۸ ۱۷۵۹ ۱۷۶۰ ۱۷۶۱ ۱۷۶۲ ۱۷۶۳ ۱۷۶۴ ۱۷۶۵ ۱۷۶۶ ۱۷۶۷ ۱۷۶۸ ۱۷۶۹ ۱۷۷۰ ۱۷۷۱ ۱۷۷۲ ۱۷۷۳ ۱۷۷۴ ۱۷۷۵ ۱۷۷۶ ۱۷۷۷ ۱۷۷۸ ۱۷۷۹ ۱۷۸۰ ۱۷۸۱ ۱۷۸۲ ۱۷۸۳ ۱۷۸۴ ۱۷۸۵ ۱۷۸۶ ۱۷۸۷ ۱۷۸۸ ۱۷۸۹ ۱۷۹۰ ۱۷۹۱

آنے والے حالات کا علم عطا فرمایا جو علم غیب ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی عطاء سے کل کا علم غیب کا علم اولیاء اللہ کو بھی ممکن ہے۔

خبر غیب اور ولی اللہ:

ابن جریر جلد ۵ ص ۱۰۲ اور ابن ابی حاتم (جلد ۳ ص ۸۶) میں ایک مطول قصہ بزبان حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مروی ہے کہ اگلے زمانے میں ایک عورت حاملہ تھی جب اُسے دروزہ ہوئی تو بچی کو جنم دیا۔ اُس نے ملازم کو حکم دیا کہ کہیں سے آگ لے کر آؤ۔ جب وہ باہر نکلا تو دروازے پر ایک آدمی ملا۔ اُس نے پوچھا عورت نے کیا جنم دیا ہے ملازم نے کہا لڑکی کو جنم دیا ہے۔ اُس آدمی نے کہا سن لو ایہ جو لڑکی پیدا ہوئی ہے ایک سو آدمیوں سے زنا کروائے گی پھر اس کا نکاح اُس شخص سے ہوگا جو اس کا ملازم ہے اور اس کی موت مکڑی کی وجہ سے ہوگی۔ ملازم نے اس بات کو برا جانا۔ انہیں قدموں پر گھر واپس لوٹا اور ایک تیز چھری سے اُس بچی کا پیٹ چیر دیا پھر وہاں سے بھاگ نکلا۔ ملازم نے گمان کیا کہ بچی مر گئی ہے۔ بچی کی ماں نے اُس کے پیٹ کو ٹانگے لگائے اُس کا علاج معالجہ کیا یہاں تک کہ کچھ مدت میں اُس کا زخم بھر گیا۔ وقت گزرتا گیا بچی بالغ ہو گئی۔ ادھر وہ ملازم (گھر سے بھاگنے کے بعد) سمندر کے راستے کہیں چلا گیا وہاں کام کاج کرتا رہا بہت رقم جمع کی اور بہت مال و زرا کٹھا کرنے کے بعد اپنے اسی شہر میں واپس آ گیا۔ (جہاں سے بھاگا تھا)۔ واپس آنے کے بعد اُس ملازم نے (جو بہت امیر ہو چکا تھا) نکاح کرنے کا ارادہ کیا۔ اُس نے ایک بڑھیا سے کہا کہ میں اس شہر کی خوبصورت ترین عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ بڑھیا نے کہا یہاں ایک ایسی عورت ہے جس سے زیادہ حسین و جمیل کوئی عورت نہیں۔ اُس شخص نے بڑھیا کو کہا کہ اُس کے پاس نکاح کا پیغام لے جاؤ۔ پیغام لے جایا گیا اور قبول ہوا۔ نکاح ہو گیا اور رخصتی کے بعد وہ عورت مذکورہ شخص کے گھر آ گئی۔ میاں بیوی میں

بہت محبت ہو گئی۔ ایک دن ماضی کی باتیں چھڑ گئیں اور عورت نے اپنے شوہر سے پوچھا آپ کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ اُس نے اپنا سارا ماجرا سنا دیا کہ میں یہاں ایک عورت کے ہاں ملازم تھا۔ وہاں اُس کی نومولود بچی کو چھری مار کر بھاگ گیا تھا۔ (اور کئی سال کے بعد اس شہر میں آیا ہوں) اُس عورت نے اپنے شوہر کو بتایا کہ میں وہی ہوں جس کو چھری مار دی گئی تھی اور اس نے اپنے پیٹ کا زخم بھی اُسے دکھایا جب اُسے یقین ہو گیا تو اُس نے کہا پھر میں تمہیں دو ایسی باتیں بتاتا ہوں جو یقینی ہیں ایک تو یہ کہ تو نے سو آدمیوں سے زنا کروایا ہے۔ اُس نے تسلیم کیا کہ بات سچ ہے لیکن مجھے تعداد معلوم نہیں۔ آدمی نے کہا تعداد سوتی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ تیری موت کا سبب ایک مکڑی بنے گی۔ خیر اُس آدمی نے اُس عورت کے لئے ایک بلند وہالا پتختہ اور اعلیٰ محل تعمیر کروا دیا اور یہ وہاں رہنے لگی۔ ایک روز دونوں میاں بیوی بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے چھت پر ایک مکڑی کو دیکھا۔ اُس شخص نے کہا یہ رہی مکڑی۔ وہ عورت کہنے لگی یہ میری جان لیوا ہے۔ اللہ کی قسم میں اس کو مار ڈالوں گی۔ چنانچہ اُس مکڑی کو چھت سے اتارا گیا اور عورت کے سامنے پیش کیا گیا اُس نے اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے مکڑی کو مل مار دیا۔ اُس مکڑی کو ملنے کی وجہ سے جو پیپ نکلے اُس میں سے کچھ اُس کے پاؤں کے انگوٹھے اور گوشت کی درمیانی جگہ میں داخل ہو گئی۔ اُس کا زہر چڑھا اور پاؤں سیاہ ہو گیا۔ یہی چیز اُس کی موت کا سبب بنی اور وہ مر گئی۔

حافظ عماد الدین ابن کثیر المتوفی ۷۴۱ھ نے اپنی کتاب ”تفسیر ابن کثیر“ جلد ۲ ص ۲۵۲ (عربی چھاپہ بیروت لبنان) میں ابن جریر اور ابن ابی حاتم کے حوالہ سے اس واقعہ کو زیر آیت: اَیْنَ مَا تَکُونُوا یُذَرُّکُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بَرْوَجٍ مُّشْتَبَہٍ ط ”تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آ لے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو“ نقل کیا ہے۔ قارئین کرام بغور مطالعہ فرمائیں اور نوٹ فرمائیں کہ اللہ جل شانہ کے بندے عطاء خداوندی سے یہی خبریں بھی بتا دیتے ہیں اور جیسے فرمادیتے ہیں ویسے ہی ہوتا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حقیقی معنوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ

الکریم ہی جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا مگر وہ اپنے کسی محبوب بندے کو جب علم غطاء فرمادیتا ہے تو وہ بھی جانتا ہے جیسا کہ ہمارے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیامت تک اور قیامت کے بعد کے واقعات وحالات خوب تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔ قرآن مجید اور ذخیرہ احادیث مبارکہ اس کے شاہد ہیں اور آپ ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے اُمت محمدیہ کے اولیاء اللہ پر بھی عنایت خداوندی ہوتی ہے۔

خبر غیب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ: رَجُلٌ حَلَفَ عَلَى سَلْعَةٍ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا أَكْثَرُ مِمَّا أُعْطِيَ وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطَعَ بِهَا مَالٌ رَجُلٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَيَقُولُ اللَّهُ: الْيَوْمَ أَمْنَعُكَ فَضْلِي كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ ۲۲ قیامت کے دن اللہ (ﷻ) تین آدمیوں سے بات نہیں کرے گا اور نہ ہی اُن کو نظر کرم سے دیکھے گا۔ (۱) وہ شخص جس نے سامان بیچتے ہوئے قسم کھائی کہ مجھے اس کی قیمت اس سے زیادہ ملتی تھی۔ حالانکہ اُسے کم پیسے ملتے تھے، (۲) جس نے عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائی تاکہ دوسرے مسلمان شخص کا مال روک لے یا مار لے اور (۳) وہ شخص جو زائد پانی سے لوگوں کو روکے تو (قیامت کے دن) اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) فرمائے گا میں تجھ سے اپنا فضل روک لیتا ہوں۔ جیسے تو نے زائد شے روک رکھی تھی، جو تیرے ہاتھ کی کمائی نہ تھی۔ ضرورت سے زیادہ پانی روکنے پر سزا ملی تو معلوم ہوا کہ بقدر ضرورت اُس کو روکنا جائز تھا اور وہ اُس کا حق رکھتا تھا۔ بعضوں نے کہا یہ جو فرمایا، ”جو تیرا بنایا ہوا نہ تھا“ اس سے معلوم ہوا اگر وہ پانی اُس نے اپنی محنت سے نکالا ہوتا جیسے کنواں کھودا ہوتا یا مشک میں بھر کر لایا ہوتا تو وہ اُس کا حقدار ہوتا۔ ایک اور حدیث ۲۲ بخاری جلد ۱ ص ۳۱۹، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۳۹۴، تفسیر البخاری جلد ۳ ص ۶۰۱۔

شریف میں تیسرا شخص امام کی بیعت کرنے والا ہے یعنی دنیاوی مفاد کے لئے امام کی بیعت کرتا ہے اگر اُس کو مفاد حاصل ہو تو بیعت پر قائم رہتا ہے ورنہ بیعت توڑ دیتا ہے۔ ”اور عصر کے وقت کی تخصیص اس لئے ہے کہ اس وقت گناہ کرنا زیادہ بُرا ہے۔ اگرچہ جھوٹی قسم ہر وقت حرام ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے اُس وقت عصر کی قسم بیان فرمائی ہے اور اُس وقت کی شان عظیم بتائی ہے۔ اُس وقت فرشتے جمع ہوتے ہیں اور وہ اعمال کی مہر ہے۔ اس لئے اس وقت میں گناہ کی عقوبت (یعنی سزا) سخت بیان کی ہے تاکہ لوگ گناہ پر جرأت نہ کریں۔ کیونکہ جو اس وقت گناہ پر جرأت کرے، وہ دوسرے اوقات میں گناہوں کا عادی ہو جاتا ہے۔ ۲۳

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف لانے کی خبر غیب:

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزَلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخَنزِيرَ وَيَضَعُ الْحَرْبَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرَ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَأَقْرَأُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنْ أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا لِيَوْمٍ مَنْ بَقِيَ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ۲۴ ”قسم ہے اُس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ زمانہ قریب ہے جب (حضرت) مریم (علیہا السلام) کے بیٹے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) تم میں نازل ہوں گے۔ درآں حالیکہ وہ منصف حاکم ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ کر پھینک دیں گے (تثلیث کو باطل کر دیں گے)۔ سور کو قتل کر دیں گے۔ جزیہ ختم کر دیں گے۔ اُس وقت مال و زر بہت پھیل جائے گا۔ اور کوئی بھی قبول نہیں کرے گا۔ ایک سجدہ دنیا و ما ۲۳ تفسیر البخاری جلد ۳ ص ۶۰۱۔ ۲۴ بخاری جلد ۱ ص ۳۹۰، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۵۰۵، تفسیر البخاری جلد ۵ ص ۳۲۰، ترمذی حدیث نمبر ۲۲۲۳، مسند احمد جلد ۲ ص ۵۳۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۶۴۴، مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۲۰۸۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۸۴۳۔

فیہا سے بہتر ہوگا۔ (حضرت) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث شریف پڑھ کر فرماتے تھے اگر تم چاہو تو (سورۃ النساء کی) آیت (مبارک) نمبر ۱۵۹ پڑھو۔ (جو اس حدیث شریف کی تائید کرتی ہے) **وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنُوا بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ** **وَيَسْأَلُ الْقِیَمَةَ یَكُونُ عَلَیْهِمْ شَہِیدًا** ۵ کوئی کتاب والا ایسا نہ ہوگا جو ان (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی وفات سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے گا اور وہ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کے دن ان پر گواہی دیں گے۔ الف

الف: گویا اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ قیامت کے قریب جو یہود اور نصاریٰ ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام ان کے زمانہ میں اتریں گے تو وہ اپنی موت سے پیشتر ان پر ایمان لائیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے لیکن ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ سند صحیح روایت کیا کہ یہ آیت عام ہے ہر اہل کتاب کو شامل ہے خواہ کسی زمانے میں ہوں یا معنی یہ ہیں کہ مرتے وقت ان کو بتلایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول تھے جیسے مسلمانوں کا اعتقاد ہے اس وقت وہ ایمان لاتے ہیں لیکن ایسے وقت کا ایمان کچھ مفید نہیں۔ اس حدیث شریف سے صاف اس شخص کا جھوٹا ہونا نکلتا ہے جو ملک ہند میں موضع قادیان میں پیدا ہوا ہے اور اپنے تئیں عیسیٰ کہتا ہے نہ وہ حاکم ہوا نہ اس نے جزیہ موقوف کیا بلکہ خود نصاریٰ کا محکوم اور دست نگر ہے۔ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۵۰۵ من وعن)

غیر مقلدین نبی کریم ص و ع درجیم علیہ السلام کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن اگر نبی کریم ص و ع درجیم علیہ السلام کے علم غیب کو نہ مانیں تو ختم نبوت کا عقیدہ درست ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ختم نبوت کی تمام احادیث مبارکہ علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن احادیث مبارکہ ہیں۔ بعض غیر مقلدین ایسی احادیث مبارکہ کو "پیش گوئی" سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض "خبر مستقبلہ" لکھتے ہیں لیکن خبر غیب یا علم غیب ماننے اور لکھنے سے گریز کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے کہ "خبر مستقبلہ" اور "پیش گوئی" بھی تو آئندہ کی غذا کی (یعنی کل کی) خبر ہوتی ہے۔ اور مستقبل کی جو

خبریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی ہیں وہ سب علم غیب اور خبر غیب ہی کہلاتی ہیں۔ کسر صلیب سے مراد نصرانیت کو ختم کرنا ہے اور ساری دنیا میں صرف ایک دین اسلام رہ جائے گا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو قبول نہیں کریں گے اور ان کے نزول سے قبل جزیہ باقی رہے گا۔ کیونکہ ہم مال کے محتاج ہیں اور آپ کے نزول کے بعد مال کی کثرت کے باعث مال کی احتیاج نہ رہے گی اور جزیہ ختم ہو جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت سے عدل و انصاف کے سبب برکات نازل ہوں گی اور خیرات کی بارشیں ہوں گی۔ اس وقت زمین اپنے خزانے باہر نکال دے گی اور قیامت کے قرب کے باعث لوگوں کی مال و دولت کی طرف رغبت نہ رہے گی اور ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ کیونکہ اس زمانہ میں قرب الہی صدقات و خیرات سے نہ ہوگا صرف عبادات سے ہی قرب الہی حاصل ہوگا۔ لوگوں کے حال کی اصلاح ہوگی ان کا ایمان مضبوط ہوگا۔ ان کا مطہر نگاہ صرف اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی عبادت ہوگا اور وہ ایک رکعت کو ساری دنیا کے حصول پر ترجیح دیں گے۔ نماز کثرت صدقہ سے بہتر ہوگی۔ سجدہ سے مراد ایک رکعت ہے۔

غیبی خبر:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول کریم ص و ع درجیم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: **تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُودُ فَتَسْلُطُونَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ يَقُولُ الْحَجَرُ: يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَأَيْتِي فَافْتَلَهُ** ۲۵ "تم سے یہودی جنگ کریں گے اور تم ان پر غالب آ جاؤ گے (پھر قیامت کے قریب) یہ حال ہوگا کہ پتھر بات کرے گا اے مسلم! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اسے قتل کر دو۔"

یہ اس وقت ہوگا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور یہودی لوگ دجال کے لشکر والے ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باب لد کے پاس دجال کو ماریں

گے اور اُس کے لشکر والے جا بجا مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوں گے۔ (تیسیر الباری جلد ۳ ص ۵۹۶ من وعن)

ابن تیمیہ صاحب کے مقلدین کے امام وحید الزماں نبی کریم رؤف ورجم ﷺ کی بتائی ہوئی ”خبر غیب“ کو نقل کرتے ہیں۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ رسول کریم رؤف ورجم ﷺ کی بتائی ہوئی خبر غیب کو کتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام میں رقم فرماتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کا عقیدہ ہے کہ رسول کریم رؤف ورجم ﷺ کو مستقبل کے واقعات کا علم یا غیب کا علم ہے یا آنے والے حالات کا علم ہے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کا عقیدہ بھی اہلسنت و جماعت کی طرح کا عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے رسول کریم رؤف ورجم ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا ہوا ہے۔ اسی لئے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بغیر جرح و بحث (بغیر تاویل) کے آپ ﷺ کا ارشاد مبارک نقل کیا ہے۔ یہ جنگ اُس وقت ہوگی جب حضرت سیدنا عیسیٰ بن مریم ﷺ نزول فرمائیں گے وہ شریعت اسلامیہ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عامل ہوں گے اور ہماری طرح صحیح العقیدہ مسلمان اُن کے تابع ہوں گے۔ جبکہ یہودی دجال کا ساتھ دے رہے ہوں گے۔

اُس وقت جامد چیزیں باتیں کریں گی اور مسلمانوں کو یہودیوں کی خبریں دیں گی اور اُن کے قتل پر خوش ہوں گی۔ ہم سنی مسلمان ان تمام باتوں کو چونکہ چنانچہ یعنی معلوم ہوا لگائے بغیر من وعن تسلیم کرتے ہیں۔ وحید الزماں تیسیر الباری جلد ۳ ص ۵۹۶ حاشیہ نمبر ۲ میں لکھتے ہیں حضرت عیسیٰ بن مریم ﷺ دجال کو باب لد میں قتل کریں گے۔

صحیح مسلم میں اس کا خلاصہ اس طرح ہے ملاحظہ فرمائیں: حضرت نواس بن سمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورجم ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا کہ يَدْغُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزَلَتَيْنِ رَمِيَّةَ الْفَرَسِ ثُمَّ يَدْغُوهُ فَيَقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهَهُ وَيَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ

كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ﷺ عِنْدَ الْمِينَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيٍّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ وَاضْبَعًا كَفِيَّةً عَلَى أَجْنِحَةٍ مَلَكَئِينَ إِذَا طَاطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّوْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفْسِهِ إِلَّا مَاتَ وَنَفْسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِنَابٍ لَدَى فَيَقْتُلُهُ ۚ ۲۶ ”ایک نوجوان مرد کو بلوائے گا اور اُس کو تلوار سے مارے گا اور اُس کے دو کٹڑے کر دے گا جیسے نشانہ دو ٹوک ہو جاتا ہے پھر اُس کو زندہ کر کے پکارے گا سودہ نوجوان سامنے آئے گا اُس کا چہرہ دمکتا ہوگا اور ہنستا ہوگا۔ دجال اسی حال میں ہوگا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم حضرت عیسیٰ ﷺ کو بھیجے گا حضرت عیسیٰ ﷺ دمشق شہر کے مشرق کی طرف سفید مینار پر اتریں گے۔ آپ نے زرد رنگ کا لباس زیب تن کیا ہوگا اور دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے جب حضرت عیسیٰ ﷺ اپنا سر جھکائیں گے تو پسینہ ٹپکے گا اور جب سر مبارک اٹھائیں گے تو موتیوں کی طرح بوندیں بہیں گی۔ جس کافر کے پاس حضرت عیسیٰ ﷺ اتریں گے اُس کو اُن کے دم (پھونک) کی بھاپ لگے گی وہ مر جائے گا اور اُن کے دم (پھونک) کا اثر وہاں تک پہنچے گا جہاں تک اُن کی نظر پہنچے گی پھر حضرت عیسیٰ ﷺ دجال کو تلاش کریں گے جب تلاش کر لیں گے تو اُس کو باب لد (شام کے ایک پہاڑ کا نام ہے) پر قتل کریں گے۔“

دجال کے بارے میں خبر غیب کی تفصیل:

محولہ بالا حدیث شریف میں دجال کے متعلق مندرجہ ذیل بھی خبریں تفصیل سے اس طرح ہیں:-

(۱) جوان (۲) گھونگھریا لے بال (۳) ایک آنکھ (۴) وہ شام اور عراق کے درمیان کی راہ سے نکلے گا (۵) دائیں بائیں فساد اور خرابی ڈالے گا (۶) وہ زمین پر چالیس دن تک رہے گا (۷) پہلا دن ایک سال کا ہوگا پھر دوسرا دن ایک ماہ

کا ہوگا پھر تیسرا دن ایک ہفتہ کا ہوگا اور باقی دن جیسے تمہارے یہ دن ہیں۔ (ہمارے دنوں کے حساب سے دجال ایک سال دو ماہ اور چودہ دن تک رہے گا) (۸) وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اُس کو کفر کی طرف بلائے گا وہ اُس پر ایمان لائیں گے اُس کی بات مانیں گے (۹) وہ آسمان کو حکم کرے گا وہ پانی برسا دے گا (۱۰) زمین کو حکم کرے گا وہ اُن کے لئے گھاس اور اناج اُگا دے گی (۱۱) شام کو جانور آئیں گے اُن کے بال پہلے سے زیادہ لمبے ہوں گے تھن کشادہ ہوں گے اور کوکھیں تنی ہوں گی (۱۲) پھر دوسری قوم کی طرف آئے گا انہیں کفر کی طرف بلائے گا۔ وہ اُس کی بات نہیں مانیں گے تو اُن کی طرف سے ہٹ جائے گا اُن پر قحط سالی اور خشکی ہوگی۔ اُن کے ہاتھوں میں اُن کے مالوں سے کچھ نہ رہے گا (۱۳) دجال ویران زمین پر نکلے گا تو اُس سے کہے گا اے زمین اپنے خزانے نکال تو وہاں سے مال اور خزانے نکل کر اُس کے پاس جمع ہو جائیں گے۔ جیسے شہد کی مکھیاں بڑی مکھی کے گرد جمع ہوتی ہیں (۱۴) دجال ایک نوجوان کو بلائے گا (۱۵) تلوار سے اُس کے دو ٹکڑے کرے گا (۱۶) پھر اُس کو زندہ کر دے گا (۱۷) پھر اسی حال میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تشریف لائیں گے (۱۸) دمشق میں اتریں گے (۱۹) مشرق کی طرف اتریں گے (۲۰) سفید مینار پر اتریں گے (۲۱) زرد رنگ کا لباس زیب تن ہوگا (۲۲) دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے (۲۳) جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اپنا سر جھکائیں گے تو پسینہ ٹپکے گا (۲۴) جب سر اٹھائیں گے تو موتیوں کی طرح بوندیں بہیں گی (۲۵) جس کافر کے پاس حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے اُس کو اُن کے دم (پھونک) کی ہوا لگے گی وہ اُسی وقت مر جائے گا (۲۶) اُن کی پھونک کا اثر وہاں تک پہنچے گا جہاں تک اُن کی نظر پہنچے گی (۲۷) پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے (۲۸) اُسے بابل لے کر پائیں گے (باب لہ فلسطین میں ملک اسرائیل کے دار الخلافہ تل ابیب سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے) یہودیوں نے وہاں بہت بڑا ہوائی اڈا بنارکھا ہے (حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دجال کو مقام لہ پر

قل کریں گے (۲۹) پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اُن لوگوں کے پاس آئیں گے جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے دجال سے بچا لیا ہوگا (۳۰) اُن لوگوں کو جنت کی خوشخبری دیں گے (۳۱) حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام پر وحی آئے گی کہ میرے مسلمان بندوں کو طور کی طرف لے جاؤ (۳۲) پھر یاجوج ماجوج کا لشکر آئے گا (۳۳) دریائے طبرستان کا سارا پانی پی جائیں گے (۳۴) یاجوج ماجوج بیت المقدس کا پہاڑ دیکھیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو قتل کر دیا ہے اب آسمان والوں کو بھی قتل کریں گے (۳۵) اپنے تیر آسمان کی طرف برسائیں گے (۳۶) اُن کے تیر اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم خون سے بھر کر لوٹائے گا۔ وہ سمجھیں گے ہم نے آسمان والے لوگ بھی مار دیئے ہیں (۳۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام وراُن کے دوست دعا کریں گے (۳۸) یاجوج اور ماجوج کے لوگوں پر عذاب آئے گا (۳۹) اُن کی گردنوں میں کیڑا پیدا ہوگا (۴۰) صبح تک سب مرجائیں گے جیسے ایک آدمی مرتا ہے (۴۱) پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام وراُن کے ساتھی طور پہاڑ سے تشریف لائیں گے (۴۲) ساری زمین پر یاجوج اور ماجوج کی لاشیں لگی سڑی پڑی ہوں گی (۴۳) بڑی بڑی چڑیاں آئیں گی جو بڑے اونٹ کی گردنوں کے برابر ہوں گی (۴۴) یاجوج ماجوج کی لاشوں کو اٹھائیں گی اور جہاں اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کو منظور ہوگا وہاں پھینک دیں گی (۴۵) پھر اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم بارش برسائے گا (۴۶) مٹی کا کوئی گھریا قی نہ رہے گا (۴۷) اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم زمین کو دھو ڈالے گا (۴۸) زمین مثل حوض اور صاف باغ کے ہوگی (۴۹) پھر زمین کو حکم ہوگا اپنے پھل جما اور اپنی برکت پھیر دے (۵۰) اُس دن ایک اُناڑ کو ایک گروہ کھائے گا (۵۱) اُس کے چھلکے کو بنگھ سا بنا کر اُس کے سایہ میں رہیں گے (۵۲) ایک اونٹنی کا دودھ بڑے گروہ کو کفایت کرے گا (۵۳) ایک گائے کا دودھ ایک برادری کو کافی ہوگا (۵۴) ایک بکری کا دودھ ایک خاندان کے لئے کافی ہوگا (۵۵) سو اسی حالت میں لوگ ہوں گے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم ایک پاک ہوا بھیجے گا اُن

کی بغلوں کے نیچے لگے گی (۵۶) ہر مومن اور مسلم پر اثر کرے گی اور ان کی روح قبض کرے گی (۵۷) بُرے بد ذات لوگ باقی رہ جائیں گے (۵۸) گدھوں کی طرح آپس میں بھڑیں گے (۵۹) اُن پر قیامت آئے گی۔ یہ اُس لمبی اور طویل حدیث شریف میں غیبی خبریں ہیں جس کے راوی حضرت نو اس بن سمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو لوگ نبی کریم ﷺ رؤف و رحیم ﷺ کا علم غیب نہیں مانتے شاید وہ لوگ مطالعہ نہیں کرتے یا پھر ایسی احادیث مبارکہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ ابھی صرف ایک حدیث شریف سے بیان کیا گیا ہے آپ ﷺ کے علم مبارک کا اندازہ فرمائیں کتنا وسیع ہے۔

آخری زمانہ کی خبر غیب:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: تَقَاتِلُونَ الْيَهُودَ حَتَّى يَخْتَبِئَ أَحَدُهُمْ وَرَاءَ الْحَجَرِ فَيَقُولُ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَأَيْتُ فَاقْتُلْهُ ۚ
”تم (آخر زمانہ میں) یہودیوں سے لڑو گے۔ اُن میں کوئی پتھر کی آڑ میں جا کر چھپ جائے گا تو پتھر (بحکم الہی بول اٹھے گا) اے اللہ کے بندے (مسلمان) یہ یہودی میرے پیچھے بیٹھا ہے اِس کو مار ڈال (یہ حضرت عیسیٰ ﷺ کا زمانہ ہوگا)“
(ترجمہ از تیسیر الباری جلد ۴ صفحہ ۱۲۶ غیر مقلد)

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے اِس کے بعد حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ”کتاب الجہاد والسیر“ میں لکھتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقَاتِلُوا الْيَهُودَ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ وَرَاءَ هَذَا الْيَهُودِيٌّ: يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَأَيْتُ فَاقْتُلْهُ ۚ

۱۲ بخاری جلد ۴ ص ۳۰۴، تفسیر البخاری جلد ۴ ص ۳۳۶۔ ۱۳ بخاری جلد ۲ ص ۶۱۹۔ ۱۴ جلد ۴ ص ۳۰۴۔ ۱۵ تیسیر الباری جلد ۵ ص ۳۸۲۔ ۱۶ مسلم جلد ۲ ص ۳۰۳۔ ۱۷ دلائل النبوة جلد ۵ ص ۱۵۳۔ ۱۸ فتح الباری جلد ۸ ص ۵۱۔ ۱۹ جلد ۱۱ ص ۲۲۳۔ ۲۰ عمدۃ القاری جلد ۱۲ ص ۲۳۳۔ ۲۱

”قیامت اُس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم یہود سے نہیں لڑو گے یہاں تک کے پتھر بول اٹھے گا جس کی آڑ میں یہودی چھپا ہوگا اے مسلمان یہ ہے یہودی میرے پیچھے اِس کو مار ڈال۔“

خبر غیب باب الریان علم غیب:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ فِيهَا بَابٌ يُسَمَّى الرِّيَّانَ لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُونَ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ دُعَى مِنْ بَابِ الْجَنَّةِ ۚ
”جنت میں آٹھ دروازے ہیں۔ اُن میں سے ایک دروازے کا نام ہے ”ریان“۔ اِس میں وہی لوگ جائیں گے جو روزہ رکھتے ہیں۔ اور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی چیز کا جوڑا جوڑا اللہ (تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم) کی راہ میں خرچ کرے گا۔ اُس کو بہشت کے دروازے سے بلایا جائے گا۔“
جنت کے مختلف آٹھ دروازے ہیں۔

(۱) باب الصلوٰۃ (۲) باب الحج (۳) باب الریان (۴) باب زکوٰۃ (۵) باب العمرۃ (۶) باب الجہاد (۷) باب التوبہ اور (۸) باب الرحمة۔ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے اِن دروازوں کو نگاہ نبوت ﷺ سے مشاہدہ فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کے مشاہدے کا تسلیم کرنا عین ”ایمان“ ہے۔ اگر کوئی کہے کہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں وہ بے علم مرض جہالت میں مبتلا ہے اور نور علم سے محروم ہے۔ ہمیں اِن باتوں کا علم نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے دیا ہے یہ تمام حالات و واقعات علوم غیبیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کا نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو علم بھی ہے اور مشاہدہ بھی۔

۲۹ بخاری جلد ۱ ص ۳۶۱۔ ۳۰ تیسیر الباری جلد ۴ ص ۳۶۸۔ ۳۱ تفسیر البخاری جلد ۵ ص ۷۰۔ ۳۲ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۳۹۔ ۳۳ مسلم حدیث نمبر ۱۱۵۲۔ ۳۴ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۹۵۷۔ ۳۵ ابن ماجہ حدیث نمبر ۶۴۰۔ ۳۶ کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۵۸۔ ۳۷ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۱۸۰۔ ۳۸ مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۸۷۔

نار دوزخ بھی غیب ہے، اُس کا علم، علم غیب ہے:

نار دوزخ، جنت کی طرح ایک حقیقت ہے جس کا اقرار عین "ایمان" ہے اور جس کا انکار عین "کفر ایمانی" ہے۔ نار دوزخ کیا ہے؟ اُس کا علم اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے دیئے ہوئے علم سے نبی کریم ﷺ کو ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی آنکھوں سے دوزخ اور نار دوزخ کو ملاحظہ فرمایا ہے: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: -
نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءٍ أَمِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَتْ لَكَا فِئَةٌ قَالَ فَضِلْتُ عَلَيْهِنَ بِتِسْعَةٍ وَبِثْنَيْنِ جُزْءٍ أَكْثَلُهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا ۳۰ "تمہاری (دنیا کی) آگ دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ (گرم) ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) دنیا ہی کی آگ جلانے کے لئے کافی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دوزخ کی آگ اس سے اُنہتر حصہ زیادہ کردی گئی ہے۔ اُن میں سے ہر حصہ میں اتنی ہی گرمی ہے۔"

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ تمہاری آگ کی حرارت دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ سنن ابن ماجہ میں مرفوع روایت ہے کہ تمہاری یہ آگ دوزخ کی آگ سے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ اگر یہ پانی سے بار بار بجھائی جاتی تو تم اس سے نفع حاصل نہ کر سکتے اور یہ آگ اللہ (تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم) سے دُعا کرتی ہے کہ اسے دوبارہ دوزخ میں داخل نہ کیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ اس آگ کو سمندر میں دس بار ڈالا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دنیا کی آگ کے متعلق پوچھا گیا کہ آگ کس شے سے پیدا کی گئی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ دوزخ کی آگ سے

۳۰ بخاری جلد ۱ ص ۳۶۲، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۳۷۳، تفسیر البخاری جلد ۵ ص ۷۹، مستدرک جلد ۵ ص ۲۰۵، سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۹۵، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۲۳، کنز العمال حدیث نمبر ۲۹۰۲۳ درمنثور جلد ۱ ص ۶۵۔

پیدا کی گئی ہے اور اس کو سمندر کے پانی سے ستر بار دھویا گیا ہے۔ وگرنہ لوگ اس کے قریب جانے پر قادر نہ ہوتے کیونکہ یہ دوزخ کا حصہ ہے۔ دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کا ستر حصوں کا حصہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ساری دنیا کی آگ جسے لوگ جلاتے ہیں، کو جمع کیا جائے تو یہ دوزخ کی آگ کا ایک حصہ ہوتی ہے اور دوزخ کی آگ اس آگ سے ستر گنا زیادہ گرم ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد بن منذر علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا جب آگ کو پیدا کیا گیا تو تمام فرشتے گھبرا گئے اور اُن کے دل خائف ہوئے۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اُن کو کچھ سکون ہوا اور حضرت میمون بن مہران علیہ الرحمہ نے کہا جب اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے دوزخ کی آگ کو پیدا فرمایا تو اُس کو حکم فرمایا کہ سانس لے تو اُس نے اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے حکم سے ایک بار سانس لیا تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے منہ کے بل گر گئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے اُن سے فرمایا: اپنے سر اٹھاؤ، کیا تم کو معلوم نہیں کہ میں نے تم کو اطاعت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور اس کو نافرمانوں کے لئے پیدا کیا ہے۔ فرشتوں نے عرض کیا: اے پروردگار عالم ہمیں اس میں چلنے والے دکھا، پھر ہمیں سکون ہوگا اور ہمارے دل مطمئن ہوں گے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے: - هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ "وہ اپنے رب سے خوف میں ڈرتے ہیں۔"

حضرت صفوان بن یعلیٰ علیہ الرحمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ کو منبر شریف پر یہ تلاوت کرتے سنا: وَنَادَا يَا مَالِكُ "دوزخی آوازیں دیں گے یا مالک"۔ اسے

"مالک" دوزخ کے خازن ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ جو دوزخ پر مامور ہیں۔ دوزخی اُن کو ندا کریں گے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم سے ہماری خلاصی کی درخواست کریں تو وہ ایک ہزار سال کے بعد اُن کو جواب دیں گے۔ مت بکواس کرو تم اسے ازخرف: ۷۷۔

دوزخ میں ہمیشہ رہو گے اُس وقت وہ بلند آوازوں سے رونے لگیں گے جیسے گدھا بلند آواز نکالتا ہے۔

جنتیوں اور دوزخیوں کا علم:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَفِي يَدَيْهِ كِتَابَانِ فَقَالَ اتَذَرُونَ مَا هَذَانِ الْكِتَابَانِ قُلْنَا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ لِلَّذِي فِي يَدِهِ الْيُمْنَى هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَى آخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقُصُ مِنْهُمْ أَبَدًا ثُمَّ قَالَ لِلَّذِي فِي شِمَالِهِ هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَى آخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقُصُ مِنْهُمْ أَبَدًا فَقَالَ أَصْحَابُهُ فَبِمَا الْعَمَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَ أَمْرٌ قَدْ فُرِغَ عَنْهُ فَقَالَ سَدِّدُوا وَقَارِبُوا فَإِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يَخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ عَمِلَ أَيْ عَمِلَ وَإِنْ صَاحِبَ النَّارِ يَخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَإِنْ عَمِلَ أَيْ عَمِلَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدَيْهِ فَبَدَّهُمَا ثُمَّ قَالَ فَرَعَ رَبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ۝۳۲

”ایک بار حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ کے دستِ اقدس میں دو کتابیں تھیں فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کتابیں کیا ہیں؟ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ﷺ کے بتائے بغیر ہم نہیں جانتے۔ تو آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ کی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ یہ کتاب رب العالمین کے پاس سے آئی ہے جس میں تمام جنتیوں کے نام اور ان کے باپ دادا کے اور قبیلوں کے نام ہیں۔ پھر آخر تک کا ٹوٹل لگا دیا گیا ہے۔ لہذا ان میں کبھی کبھی بیشی

۳۲ ترمذی حدیث نمبر ۲۱۳۱ مسند احمد جلد ۲ ص ۱۶۷ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۹۶ مرتبہ جلد ۳ ص ۲۷۳۔

نہیں ہو سکتی۔ پھر بائیں ہاتھ والی کتاب کے متعلق فرمایا کہ یہ کتاب اللہ رب العالمین کی طرف سے آئی ہے اس میں دوزخیوں اور ان کے باپ دادا اور قبیلوں کے نام ہیں۔ پھر آخر تک کا ٹوٹل لگا دیا گیا۔ اب ان میں کبھی کبھی بیشی نہیں ہو سکتی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: عمل کا ہے میں رہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب اس معاملہ میں سے فراغت ہو چکی، فرمایا: سیدھے رہو قرب الہی حاصل کرو کیونکہ جنتی کا خاتمہ جنتیوں کے عمل پر ہوتا ہے اگرچہ پہلے کوئی بھی کام کرے اور یقیناً دوزخی کا خاتمہ دوزخیوں کے کام پر ہوتا ہے اگرچہ پہلے کوئی بھی عمل کرے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ نے دستِ مبارک سے اشارہ فرما کر انہیں جھاڑ دیا پھر فرمایا کہ تمہارا رب بندوں سے فارغ ہو چکا ایک ٹولہ جنتی اور دوسرا ٹولہ دوزخی ہے۔

جائے مرگ کا علم:

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے جنگ بدر سے ایک روز قبل میدانِ جنگ کا نقشہ ملاحظہ فرمایا: اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ جگہ جگہ ٹھہر کر باقاعدہ فرماتے جاتے کہ کل فلاں کا فرکی لاش یہاں ہوگی اور ہذا مَضْرِعُ فُلَانٍ وَ يَضْعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ هُنَا وَ هُنَا فَمَا مَاتَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعٍ يَذَرُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ۳۳ ”یہ فلاں کے ڈھیر ہونے کی جگہ ہے اور دستِ مبارک زمین پر رکھتے ہوئے بتایا کہ یہاں اور یہاں۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ) رسول کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ کے دستِ مبارک رکھنے کی جگہ سے کوئی ادھر ادھر نہ ہوا۔“

حدیث شریف: ”کل فتح ہوگی“

(۲) حضرت سلمہ بن الأكوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم غزوہ خیبر میں آشوبِ چشم کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پیچھے رہ گئے تھے۔ دل میں خیال آیا کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ

۳۳ مسلم جلد ۲ ص ۱۰۲ ابوداؤد جلد ۲ ص ۸۔

والسلام سے پیچھے رہ جاؤنگا، چنانچہ آپ ﷺ نکلے اور حضور نبی کریم ﷺ سے جا ملے پھر جب وہ رات آئی جس کی صبح کو اللہ تبارک تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے خیبر کی فتح عطا فرمائی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا اُس شخص کو دوں گا جھنڈا وہ شخص پکڑے گا جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم اور اُس کا رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) محبت کرتے ہیں یا فرمایا کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔ پھر ہم نے اچانک امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ حالانکہ اُن کے آنے کی ہمیں اُمید نہ تھی لوگوں نے کہا یہ رہے (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) علی رضی اللہ عنہ تو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا اور اللہ تبارک تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے اُن کے ہاتھ سے فتح نصیب فرمائی۔ ۳۳

یہی حدیث شریف بخاری شریف میں حضرت اہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگ خیبر کے موقع پر فرمایا: لَا غَطِیْنٌ هَلْهَ السَّرَايَةِ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ يَدَيْهِ ”یعنی کل یہ جھنڈا میں ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ (تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم) فتح عطا فرمائے گا۔ ۳۵ اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ کل کیا ہوگا اور کس کے ہاتھ پر ہوگا۔ یہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بعطاء الہی جانتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمادیا کہ کل خیبر فتح ہوگا اور ایسے شخص کے ہاتھ پر فتح ہوگا جو اللہ جل مجدہ الکریم رؤف ورحیم ﷺ سے محبت کرتے ہیں اور وہ شخص امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۳) اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تمام ازواج مطہرات جمع تھیں اور کوئی بھی باقی نہ تھی۔ اتنے میں حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آئیں۔ جن کی چال رسول اللہ ﷺ

کے چلنے کے مشابہ تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مرحبا! میری بیٹی۔ پھر اُن کو دائیں یا بائیں جانب بٹھالیا۔ پھر آپ ﷺ نے چپکے سے اُن سے کوئی بات فرمائی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رونے لگیں۔ پھر چپکے سے اُن کو کوئی بات فرمائی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہنسنے لگیں۔

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: آپ کس وجہ سے روتیں؟ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا راز افشا نہیں کروں گی۔ میں نے کہا: میں نے آج کی طرح کوئی خوشی غم سے اتنی قریب نہیں دیکھی... حتیٰ کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں نے پھر پوچھا: حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ (حضرت) جبریل (علیہ السلام) مجھ سے ہر سال ایک بار قرآن مجید کا دور کرتے تھے اور اس سال اُنہوں نے مجھ سے دو بار قرآن مجید کا دور کیا ہے اور میرا یہی گمان ہے کہ اب میرا وقت (قریب) آ گیا ہے اور میرے اہل میں سب سے پہلے تم میرے ساتھ لاحق ہوگی اور میں تمہارے لئے بہترین پیش رو ہوں۔ میں رونے لگی پھر آپ ﷺ نے سرگوشی کی اور فرمایا: کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ تم تمام مومنہ عورتوں کی سردار ہو یا اس اُمت کی عورتوں کی سردار ہو۔ میں اس وجہ سے ہنسی تھی۔ ۳۶

(۴) اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: فرماتی ہیں کہ بعض ازواج النبی (اُمہات المؤمنین) نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: کہ ہم میں کون سی بیوی کی آپ ﷺ سے آخرت میں سب سے پہلے ملاقات ہوگی؟ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ”جس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہیں۔“ یہ سن کر اُمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے ایک دوسرے کے ہاتھ ناپے تو پتا چلا کہ اُم المؤمنین حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں لیکن بعد کے واقعات نے بتایا کہ لمبے ہاتھ سے مراد صدق دینے میں زیادتی

تھی اور ہم میں سب سے پہلے انتقال کرنے والی ام المومنین حضرت سیدہ زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تھیں جو صدقہ دینے کو بہت محبوب رکھتی تھیں۔ ۳۷ الفاظ کے معمول سے اختلاف کے ساتھ یہ حدیث مسلم شریف میں بھی مذکور ہے۔ ۳۸

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت فاروق اعظمؓ اور حضرت عثمان غنیؓ، اُحد پہاڑ پر چڑھے تو وہ حرکت کرنے لگا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اُنْثُ اُحْدُ "اُحد ٹھہر جا۔" بخاری شریف میں اتنا زائد ہے کہ فَضْرَبَهُ بِرَجْلِهِ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پائے مبارک سے ٹھوکر لگا کر فرمایا: "اُحد ٹھہر جا" تجھ پر ایک نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں۔ ۳۹

۱۔ سر عرش پر ہے تیری گذر دل فرش پر ہے تیری نظر ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں (حدائق بخشش)

۔ اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں دُرو

خبر غیب (کل کیا ہوگا؟)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایات ہے، فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ حَبِسُوا بِقَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيَتَقَاصُونَ مَقَالِمَ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتَّى إِذَا نَقَوْا وَهَذَبُوا أُذُنَ لَهُمْ بِدُخُولِ الْجَنَّةِ ۚ

"جب ایماندار لوگ (قیامت کے دن) دوزخ سے گذر جائیں گے تو

بخاری جلد ۱ ص ۱۹۱۔ ۳۸ مسلم جلد ۲ ص ۲۹۱۔ ۳۹ بخاری جلد ۱ ص ۵۱۹۔ ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۰۔ بخاری جلد ۱ ص ۳۳۰، مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۲۵۳، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۸۵۷، کنز العمال حدیث نمبر ۸۳۸۹۷، الادب المفرد حدیث نمبر ۳۸۶۔

بہشت اور دوزخ کے درمیان ایک پُل پر اُنکائے جائیں گے اور دنیا میں جو انہوں نے ایک دوسرے پر ظلم کیا تھا اُس کا بدلہ لیا جائے گا۔ جب پاک صاف ہو جائیں گے تو اُن کو بہشت میں داخل ہونے کی اجازت ملے گی۔"

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ سَلَامٌ بَيِّنُهُ لَا حُدُودَ لَهُمْ بِمَسْكَنِهِ فِي الْجَنَّةِ أَذِلُّ بِمَنْزِلِهِ كَانَ فِي الدُّنْيَا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں (حضرت) محمد (ﷺ) کی جان ہے ہر شخص کو بہشت میں اپنا مکان دنیا سے بڑھ کر معلوم رہے گا۔" بمعنی دنیا میں اپنے مکان کی نسبت، جنت میں اپنے مسکن کو زیادہ پہچانے گا۔

اس حدیث شریف میں قیامت کے حالات بیان کئے گئے کہ پُل پر گزرتے ہوئے کیا ہوگا؟ کیا تقاضا ہوگا اور کیا فیصلہ ہوگا؟ کیا خوبصورت عقیدہ ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کہ انہوں نے کل کیا، پرسوں کیا، قیامت کے دن کی سچی باتیں سنیں تو کسی نے عرض نہیں کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کیا ہونا ہے یہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے؟ بلکہ انہوں نے ویسے ہی تسلیم کیا جیسے پیارے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے غیب کی باتیں سنتے تھے تو آپ ﷺ پر اعتراض نہیں کرتے تھے بلکہ آپ ﷺ کی بیان کردہ بات کو من و عن تسلیم کرتے تھے۔ محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی ایسی باتیں تسلیم کی ہیں اور اپنی عدون شدہ کتب احادیث میں کثر و بیونت (کانٹ چھانٹ) کے بغیر بیان کی ہیں۔ صاحب تیسیر الباری وحید الزمان جو اپنے آپ کو ائمہ حدیث لکھتے ہیں محولہ بالا حدیث شریف کی تشریح میں قیامت کے دن ہونے والے واقعات اور فیصلوں کے بارے میں خبر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اس طرح کہ مظلوم کو ظالم کی نیکیاں دی جائیں گی اور اگر ظالم کی نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی برائیاں اُس پر ڈالی جائیں گی یا مظلوم کو حکم دیا جائے گا کہ ظالم کو اتنی ہی سزا دے لے، جتنی اُس نے مظلوم کو دنیا میں دی تھی اور جس بندے کو اللہ (ﷻ) پناہ چاہے گا اُس

کے مظلوم کو اُس سے راضی کر دے گا۔“ (تیسیر الباری جلد ۳ ص ۴۵۲)

”ہر شخص کو بہشت میں اپنا مکان دنیا کے مکان سے بڑھ کر معلوم ہوگا۔“
اس ارشاد کی تشریح میں وحید الزماں لکھتے ہیں: ”کیونکہ برزخ میں صبح وشام اُس کو دیکھتا رہتا ہے۔“ عالم برزخ میں کیا کچھ ہوتا ہے اس کا حال جو عام انسانوں سے پوشیدہ ہے ہمارے نبی کریم ﷺ نے وہ بھی تفصیل سے بیان فرمایا ہوا ہے۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صحیح العقیدہ ہونے کی برکتیں ہیں کہ یہ باتیں ہم تک پہنچ چکی ہیں۔ اگر وہ لوگ علم غیب مصطفیٰ ﷺ کے منکر ہوتے تو یہ باتیں ہم تک نہ پہنچ سکتیں۔ یہ اللہ جل جلالہ کی شان ہے کہ اُس نے کل کی خبریں اور آئندہ کا علم غیب کا علم نبی کریم ﷺ کو عطا فرمایا اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ امانت محفوظ طریقہ سے اپنے بعد والے ایمان والوں کو پہنچا دی۔

عالم برزخ میں ہر فوت شدہ شخص مرد یا عورت اپنے ٹھکانے کو دیکھتا ہے کہ وہ جنت میں ہے یا دوزخ میں۔ مرنے کے بعد آنکھوں کے آگے سے سارے حجابات ہٹ جاتے ہیں۔ کئی ایمان والوں کے دنیا میں ہی حجابات ہٹ جاتے ہیں اور وہ فوت ہونے سے پہلے ہی جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لیتے ہیں۔

شمس الدین ابن قیم الجوزی شاگرد ابن تیمیہ نے اپنی کتاب ”جلاء الافہام“ میں لکھا ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ لَمْ يَمُتْ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ۝ ”جس شخص نے ایک دن میں مجھ پر ایک ہزار مرتبہ درود شریف بھیجا وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لے گا۔“

ظلم قیامت کے دن آندھیرے (خبر غیب):

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی ﷺ جلاء الافہام ص ۲۴ (بیروت) القول البدیع ص ۲۶۷ (چھاپہ سعودی عرب) الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۵۰۱ (دارالحدیث قاہرہ)۔

کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: الظُّلُمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝ ”ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے۔“

”یعنی ظالم کو قیامت کے دن نور نہ ملے گا۔ آندھیروں پر آندھیرا اُن آندھیروں میں ٹاپٹاپ پڑتا پھرے گا۔“ (تیسیر الباری جلد ۳ ص ۴۵۷)

قیامت کے دن ظالم کو ہر طرف سے آندھیرا گھیرے گا اور وہ انوار جو مومنوں کے نصیب میں ہیں وہ اُن سے محروم ہوگا۔ مومن کے ہر طرف نور ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے: يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ بُشْرُكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ ”قیامت کے دن ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ اُن کا نور اُن کے آگے اور دائیں و بائیں رہا ہوگا۔ آج تمہیں اُن جنتوں کی خوش خبری ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں تم اُن میں ہمیشہ رہو گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“

ان تمام باتوں کی تشریح علم غیب کا انکار کرنے والوں کے بھی مفسرین لکھتے ہیں: ”یہ عرصہ محشر میں پل صراط میں ہوگا۔ یہ نور اُن کے ایمان اور اعمال صالح کا ہوگا جس کی روشنی میں وہ جنت کا راستہ آسانی سے طے کر لیں گے۔ جو فرشتے ایمان والوں کے استقبال کے لئے اور جنت کی طرف رہنمائی کے لئے کھڑے ہو گئے وہ کہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“ (تفسیر احسن البیان ص ۱۵۳۵)

”جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں، کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹو وہاں نور ڈھونڈو وہ لوٹیں گے جہاں اُن کے درمیان دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ بھی ہوگا اُس کے اندرونی حصہ میں تو رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا یہ (منافقین) چلا چلا کر کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہاں ۝ بخاری جلد ۱ ص ۳۳۱-۳۳۲ الحدید: ۱۲ تفسیر احسن البیان ص ۱۶۶۸۔

تھے تو لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں پھنسا رکھا تھا کہ تم نے اپنے دلوں میں کفر اور منافقت کو چھپا رکھا تھا اور انتظار ہی میں رہے اور شک و شبہ کرتے رہے اور تمہیں تمہاری فضول تمناؤں نے دھوکے میں ہی رکھا۔ یہاں تک کہ اللہ ﷻ کا حکم آپہنچا اور تمہیں اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے بارے میں دھوکا دینے والے نے دھوکا ہی میں رکھا۔ الغرض آج تم سے نہ فدیہ (اور نہ بدلہ) قبول کیا جائے گا اور نہ کافروں سے۔ تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے وہی تمہاری رفیق ہے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔“ (الحدید آیت نمبر ۱۳ تا ۱۵ کا احسن التفسیر ص ۱۵۳۶)۔

علم غیب کا انکار کرنے والے مفسرین بھی لکھتے ہیں:

”یہ منافقین کچھ فاصلے تک ایمان والوں کے ساتھ اُن کی روشنی میں چلیں گے پھر اللہ تبارک و تعالیٰ منافقین پر آندھیرا مسلط فرما دے گا اُس وقت وہ ایمان والوں سے کہیں گے (ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں) جب مومنین اور منافقین کے درمیان دیوار حائل کر دی جائے گی تو منافقین ایمان والوں سے کہیں گے کہ کیا دنیا میں ہم تمہارے ساتھ نمازیں نہیں پڑھتے تھے اور جہاد وغیرہ میں حصہ نہیں لیتے تھے۔“

اہلسنت و جماعت اسی کو علم غیب کہتے ہیں جو اللہ ﷻ نے بذریعہ وحی اپنے پیارے محبوب کریم رؤف و رحیم ﷺ کو عطا فرمایا اور علم غیب کے خزانے پیارے آقا ﷺ کو عطا فرمائے۔ اللہ ﷻ نے اسے فرمایا ہے:

.... ذَلِكْ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيْهِ اِلَيْكَ (آل

عمران: ۴۴) ”یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر آپ (ﷺ) کو بتاتے ہیں۔“

اس آیت مبارک سے معلوم ہوا کہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کو غیب کے علوم عطا فرمائے ہیں اور یہی اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔

منکرین علم غیب کہتے ہیں جو وحی ہو جاتی ہے وہ علم غیب نہیں رہتا۔ یہ ان ۴۴ تفسیر احسن البیان ص ۱۵۳۵ (چھاپہ سعودی عرب)۔

لوگوں کی من گھڑت بات ہے۔ قرآن مجید کی کسی آیت مبارک میں اللہ ﷻ کا یہ ارشاد نہیں ہے کہ جو وحی ہو جائے وہ علم غیب نہیں رہتا سادہ سادہ لوگ ایسے لوگوں کے بہکاوے میں آکر نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے علم کی عظمت و شان کے منکر ہو جاتے ہیں اور پھر نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی کا نہ ختم ہونے والے خوفناک سلسلہ کا حصہ بن جاتے ہیں۔

اللہ ﷻ نے قرآن مجید میں تین مقامات پر فرمایا ہے:

ذَلِكْ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيْهِ اِلَيْكَ (آل عمران: ۴۴)

ذَلِكْ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيْهَا اِلَيْكَ (ہود: ۴۹)

ذَلِكْ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيْهِ اِلَيْكَ (یوسف: ۱۰۲)

”یہ سب غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ ﷺ کی طرف وحی فرماتے ہیں۔“

عجیب بات ہے خالق کائنات عالم الغیب والشہادۃ فرماتا ہے یہ سب غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ ﷺ کی طرف وحی کرتے ہیں اور کلمہ پڑھنے والا کوئی نادان شخص یہ کہتا ہے جو وحی ہو جائے وہ غیب نہیں رہتا۔ کیسی بے ثبوت بات ہے جس پر ضد اور ہٹ دھرمی سے قائم ہے۔ پورا قرآن مجید پڑھ کر دیکھ لیں ایسی کوئی آیت مبارک قرآن مجید میں نہیں ہے جس میں رب ذوالجلال والا کرام نے فرمایا ہو جو وحی ہو جائے وہ غیب نہیں ہوتا۔

سات زمینوں کا طوق (خبر غیب):

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: مَنْ ظَلَمَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا طَوْفَهُ مِنْ سَبْعِ اَرْضَيْنِ ۵۵ ”جو کوئی کسی سے ظلم سے زمین چھین لے تو سات زمینوں کا طوق اُس کے گلے میں ڈالا جائے گا۔“

حضرت ابوسلمہ عبد اللہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ اور چند لوگوں میں کچھ (زمین کا)

جھگڑا تھا انہوں نے اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اُس کا ذکر کیا۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اے ابو سلمہ ناحق زمین لینے سے بچا رہ کیونکہ نبی کریم روف ورجیم ﷺ کا فرمان ہے۔ مَنْ ظَلَمَ قَيْدَ شِبْرٍ مِنَ الْأَرْضِ طَوْفَهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ ۶۶ جو کوئی ظلم کسی کی ایک بالشت زمین لے لے تو اُس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم روف ورجیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرْضِينَ ۶۷ جس نے کسی کی زمین ناحق قبضہ میں کر لی اُس کو قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسیا جائے گا۔

دو بڑی جماعتوں میں صلح کی خبر غیب:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت سیدنا امام حسن ﷺ سے متعلق نبی کریم روف ورجیم ﷺ کے فرمان کو باب کی صورت میں نقل کیا ہے کہ ابْنِیْ هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهُ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَقَوْلُهُ فَاصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۶۸ ”یہ میرا سید ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کی صلح کرا دے گا“ اللہ (ﷻ) کا ارشاد مبارک ہے ”اُن دونوں کے درمیان صلح کرا دو“۔

حضرت خواجہ حسن بھری ﷺ فرماتے ہیں اللہ کی قسم حضرت سیدنا امام حسن ﷺ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابل پہاڑوں کی طرح فوجیں لے کر آئے تھے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں لشکروں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ واپس نہ جائیں

۶۶ بخاری جلد ۱ ص ۳۳۲ مسند احمد جلد ۶ ص ۶۴۱ الترمذی جلد ۳ ص ۱۵ کنز العمال حدیث نمبر ۳۰۳۶۲۔ ۶۷ بخاری جلد ۱ ص ۳۳۲ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۹۱۰ شرح السنۃ جلد ۴ ص ۳۷۳۔ ۶۸ بخاری جلد ۱ ص ۳۷۲ تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۲۲۹ تیسیر الباری جلد ۳ ص ۶۶۳ مسند احمد جلد ۵ ص ۳۹ دلائل النبوة جلد ۶ ص ۳۳۲ مشکوٰۃ ص ۵۶۹۔

کے حتیٰ کہ اپنے مخالفوں کو قتل کر دیں گے اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ جو دو مردوں (معاویہ اور عمرو بن عاص) سے بہتر تھے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمرو اگر انہوں نے اُن کو قتل کر دیا اور انہوں نے اُن کو قتل کر دیا تو لوگوں کے امور کی نگرانی کون کرے گا؟ اُن کی عورتوں کی کفالت کون کرے گا؟ اور اُن کے بچوں اور بوڑھوں کی حفاظت کون کرے گا؟ پھر (حضرت) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قریش کے قبیلہ بنی عبد شمس سے دو مرد عبدالرحمان بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر بن کریر کو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا اُن کے پاس جاؤ اور صلح پیش کرو۔ اُن سے گفتگو کرو جو کہیں مان لو۔ خیر دونوں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور صلح کے طلبگار ہوئے اُن سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم عبدالمطلب کی اولاد ہیں۔ ہم نے بہت مال خرچ کیا ہے اور یہ لوگوں کے خونوں میں فتنہ انگیزی کرتے ہیں ان دونوں نے کہا وہ آپ کے سامنے صلح پیش کرتے ہیں اور آپ کے ساتھ صلح چاہتے ہیں (حضرت سیدنا) امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اُن کا ضامن کون بنے گا؟ ان دونوں نے کہا ہم ضامن ہیں اور اس کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اُن سے جس چیز کے متعلق سوال کیا انہوں نے کہا ہم اُس کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صلح کر لی اور فرمایا: میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم روف ورجیم ﷺ کو منبر شریف پر دیکھا جبکہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پہلو میں تھے اور آپ ﷺ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی اُن کی طرف توجہ فرماتے اور فرمایا: ابْنِیْ هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهُ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ”میرا یہ بیٹا سید ہے۔ اللہ (ﷻ) اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے گا“۔

”حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی اصلاح اور اُن کے خونوں کے بچاؤ اور اُن کی حفاظت میں نظر ڈالی تو اس نتیجے پر پہنچے کہ اُمت میں اختلاف سے

بہتر یہ ہے کہ وہ خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیں۔

چنانچہ انہوں نے ۴۱ھ کے ربیع الاول شریف میں خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے تقریباً چھ ماہ تک خلافت کے امور سرانجام دیئے اور خلافت سے دست بردار ہو کر مسلمانوں میں یکاگت، اتحاد، اتفاق کی صورت ظاہر کر کے لوگوں کے خونوں کی حفاظت کی۔ معلوم ہوا کہ قوم کا سردار وہ ہوتا ہے جس سے لوگ نفع اٹھائیں کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیادت کو لوگوں میں اصلاح کے ساتھ مطلق فرمایا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اور بندے کے مکالمہ کی خبر غیب:

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَقُوْلُ لَاْهُوْنَ اَهْلُ النَّارِ عَذَابًا لِّوَاَنَّ لَّكَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ کُنْتَ تَفْتَدِیْ بِہٖ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ: فَقَدْ سَاَلْتُکَ مَا هُوَ اَهْوَنُ مِنْ هٰذَا وَاَنْتَ فِیْ ضَلْبٍ اَدَمَ اَنْ لَا تُشْرِکَ بِیْ فَاَبِیْتُ اِلَّا الشِّرْکَ ۴۹ ”جس شخص کو دوزخ میں سب سے ہلکا عذاب ہوگا اُس سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا۔ اس وقت اگر تیرے پاس دنیا بھر کا مال ہو تو اُس کو دے کر اپنے آپ کو چھڑالینا چاہے گا وہ کہے گا بے شک تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میں نے تو اس سے بہت آسان بات تجھ سے چاہی تھی جب تو (حضرت) آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیو تو تو نے نہ مانا شرک پر ہی اُزار ہا ہے۔“

قارئین کرام! غور فرمایا! اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ربِّ ذوالجلال والا کرام نے کتنا علم عطا فرمایا ہے۔ ابھی قیامت برپا نہ ہوئی تھی نہ ہوئی ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ گفتگو جو اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ہوگی وہ ارشاد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کیا فرمائے گا اور بندہ کیا جواب دے گا اور بندے کے جواب

۴۹ بخاری جلد ۳ ص ۳۶۹ تیسیر الہاری جلد ۳ ص ۴۱۲۔

میں اللہ تعالیٰ کیا جواب ارشاد فرمائے گا۔

اگر انسان نے ماننا ہو تو ایک بات اور ایک ہی دلیل کافی ہوتی ہے جبکہ ایسی کئی آیات مبارکہ اور احادیث مبارکہ موجود ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے حالات و واقعات اور مکالمے بیان فرمادیئے ہیں۔

جو لوگ علم غیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مانتے خدا معلوم اُن کے ذہن میں کیا رکاوٹ ہے جو حقائق کو تسلیم کرنے سے روکتی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کرنے والے ایک صاحب نے ”بوارق الغیب“ کے نام سے کتاب لکھی ہے۔ کتاب میں ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا مگر کتاب کی تمہید میں لکھتے ہیں۔

اب سے تقریباً ساڑھے تیرہ سو برس پہلے صادق مصدوق (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی اُمت کے متعلق فرمایا تھا: لتبعن سنن من قبلکم شبوا بشبوا وذرعا بذراع ۵۰ ”تم لوگ ضرور بالضرور پیروی کرو گے اگلی اُمتوں (یعنی یہود و نصاریٰ) کی بالشت برابر بالشت اور ہاتھ برابر ہاتھ (یعنی بالکل اُن کے قدم بقدم چلو گے)۔“

جس ماحول میں زبان وحی ترجمان سے یہ پیش گوئی صادر ہوئی تھی اُس وقت بظاہر حالات سے یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا کہ کبھی اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی وہ گمراہیاں راہ پائیں گی۔ جن کا شکار یہود و نصاریٰ ہوئے لیکن گردش ایام نے تھوڑے ہی زمانہ کے بعد اس پیش گوئی کے دونوں رخ دنیا کے سامنے پیش کر دیئے خیر القرون کے گزرتے ہی اُمت میں فتنوں کا دروازہ کھل گیا نئے نئے فرقے پیدا ہونے لگے۔ الی آخر۔۔۔ (من وعن) ۵۱

علم غیب کا انکار کرنے والے۔ علم غیب کا انکار کر کے علم غیب کو تسلیم کئے بغیر ۵۰ بخاری حدیث نمبر ۳۳۵۶ مسلم حدیث نمبر ۲۶۶۹ مسند احمد جلد ۳ ص ۵۱۱ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۳۶۱ مرقاة جلد ۹ ص ۵۴۳ مستدرک حاکم جلد ۱ حدیث نمبر ۳ کنز العمال حدیث نمبر ۲۰۹۲۳۔ ۵۱ بوارق الغیب تمہید ص ۷ چھاپہ کتب خانہ مجید یہ بلتان۔

مسلمان نہیں رہ سکتے اپنی انا کو برقرار رکھنے کے لئے "پیش گوئی" لکھتے ہیں بھلا ان لوگوں کو بتاؤ کہ پیش گوئی بھی تو چھپی ہوئی اور آئندہ کی بات کا علم ہی تو ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں نے الفاظ کے چکر میں امت کو چکروں میں ڈال کر خدا معلوم کون سا کا چکر چلا رکھا ہے۔ ایک صاحب نے کتاب لکھی ہے "رحمة العالمین" ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز چوک انارکلی لاہور (قدیم چھاپہ)۔ اس کتاب کی تیسری جلد کے صفحہ نمبر ۱۶۳ میں معجزات کی قسم دوم نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی غیبی خبریں نقل کی ہیں۔ اور عنوان دیا ہے اطلاع اخبار مستقبلہ "واقعات آئندہ"۔ اسی کو تو خبر غیب، غیبی خبریں اور علم غیب کہتے ہیں۔ پھر معجزات قسم سوم میں لکھا ہے ۳۹۳ سال کی پیش گوئی ۶۵۴ سال ۶۵۶ سال ۷۰۰ سال ۸۵۵ سال ۱۳۴۸ سال زمانہ حال اور دور حاضر کی پیش گوئی۔

تمہارا امام تم میں سے ہوگا کی خبر غیب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:-

كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَأَمَامَكُمْ مِنْكُمْ ۵۲
"تمہاری اُس وقت کیا شان ہوگی جبکہ تمہارے درمیان (حضرت) ابن مریم (ﷺ) نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔"

"یعنی امام مہدی امام ہوں گے۔ وہی نماز کی امامت کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن کی اقتداء کریں گے۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تم میں سے ہو کر امامت کریں گے مذہب اسلام کی پیروی کریں گے اور شریعت محمدی ﷺ پر چلیں گے۔" (تیسیر الباری جلد ۳ ص ۵۰۶ من وعن)۔

دیوبندی مکتب فکر کے مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں:

ہاں اس میں شک و شبہ نہیں کہ جو حصہ علم کا اُن کو عطا ہوتا ہے وہ ساری مخلوقات سے بڑھا ہوا تھا۔ خصوصاً ہمارے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اولین و ۵۲ مسند ابوعبیدہ جلد ۱ ص ۱۰۶ قرطبی جلد ۲ ص ۳۷۱ حدیث نمبر ۱۰۱۰۰ درمنثور جلد ۲ ص ۳۵ (قرطبی)۔

آخرین کا علم عطا فرمایا گیا تھا۔ یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کو جتنا علم دیا گیا تھا وہ سب اور اُس سے بھی زیادہ آپ کو عطا فرمایا گیا اور اسی عطاء شدہ علم کے مطابق آپ نے ہزاروں غیب کی باتوں کی خبریں دیں جن کی سچائی کا ہر عام و خاص نے مشاہدہ کیا۔ اس کی وجہ سے یہ تو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ہزاروں لاکھوں غیب کی چیزوں کا علم عطا کیا گیا تھا۔ (معارف القرآن جلد ۳ ص ۱۴۷ من وعن)

قیامت کے حالات کی غیبی خبر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ
ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى أَشَدِّ كَوْنٍ ذُرِّي فِي السَّمَاءِ أَضَاءَةٌ لَا
يَسْوُلُونَ وَلَا يَتَهَوَّطُونَ وَلَا يَتَفَلَّحُونَ وَلَا يَتَمَخَّطُونَ أَمْشَاطُهُمْ
الذَّهَبُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلْوَةُ الْأَنْجُوجُ عُودُ
الطَّيْبِ وَأَزْوَاجُهُمُ الْحُورُ الْعَيْنُ عَلَى خَلْقٍ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلَى
صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ مَبْتُونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ ۵۳

"لوگوں کا پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ لوگ چودھویں رات کے چاند کی طرح (حسن وچمک میں) ہوں گے۔ پھر اُن کے بعد جو جائیں گے وہ بہت چمکتے ستارے کی طرح جو آسمان میں ہے۔ نہ وہ بول و براز کریں گے نہ تھوکیں گے نہ سکیں گے (نہ ناک سے ریخت نکالیں گے)۔ اُن کی گنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ اُن کے پسینے سے مشک کی خوشبو پھوٹیں گی۔ اُن کی انگلیٹھیوں میں عود سلگتا رہے گا (یعنی

۵۳ بخاری جلد ۳ ص ۳۶۸ حدیث نمبر ۳۲۲۷ مسلم حدیث نمبر ۲۸۳۳ ترمذی حدیث نمبر ۲۵۵۷ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۹۱۹ کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۳۳ جلد ۴ ص ۲۷۷ شرح السنۃ جلد ۷ ص ۸۳۷ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۲۳۳ دارمی جلد ۳ ص ۳۲۳ مسند احمد جلد ۳ ص ۳۱۹-۳۲۰ تیسیر الباری جلد ۳ ص ۵۰۶ تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۱۳۲ عمدۃ القاری جلد ۸ ص ۱۵۹ فتح الباری جلد ۶ ص ۴۳۶۔

خوشبودار عود) اُن کی بیویاں بڑی (سیاہ) آنکھ والی حوریں ہوں گی۔ وہ پیدائش میں ایک جیسے ہوں گے یعنی اپنے باپ (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے قد و قامت پر ساٹھ ہاتھ اونچے ہوں گے۔“

حضرت امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اہل کتاب میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا ابا القاسم کیا آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جنتی کھائیں پئیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اور ایک جنتی کو کھانے پینے اور جماع کرنے میں سو آدمی کی طاقت دی جائے گی۔ (جامع ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ يُعْطَى قُوَّةَ مِائَةِ ۵۴ ”ایک آدمی کو سو آدمیوں کی قوت دی جائے گی۔“ اُس کتابی نے کہا جو کھائے اور پئے اُس کو قضاے حاجت ہوتی ہے حالانکہ جنت میں نجاست نہ ہوگی آپ ﷺ نے فرمایا اُن کے چمڑوں سے کستوری کی طرح خوشبودار پسینہ نکلے گا۔ وہی اُن کی قضاے حاجت ہوگی۔ راقم (حضرت علامہ مولانا غلام رسول رضوی شارح بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ) کا خیال ہے کہ سید عالم ﷺ نے کتابی پر یہ واضح کر دیا کہ جنت میں قضاے حاجت دُنیا میں قضاے حاجت کی طرح نہ ہوگی کہ قضاے حاجت کے وقت ہوا بدبودار ہو جاتی ہے بلکہ جنتیوں کے جسموں سے خوشبودار پسینہ نکلے گا جس سے اُن کی حاجت رفع ہو جائے گی۔ حدیث شریف میں ہے کہ اُمّ المؤمنین (حضرت سیدہ) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ قضاے حاجت کے لئے بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے اور پھر باہر تشریف لاتے تو میں بیت الخلاء میں سوائے خوشبو کے کچھ نہ پاتی: سُبْحَانَ اللَّهِ مَنْ أُعْطِيَ نَبِيَّهُ ﷺ كَمَا لَا يَمَالُ مَا لَمْ يُعْطِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ ۵۵